

فہرست مضامین حصہ دوم مجموعہ فتاویٰ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰	مسئلہ طلاق	۲۰	مسئلہ طلاق
۲۱	مسائل بیع وغیرہ	۲۱	مسائل بیع وغیرہ
۲۲	مسئلہ زنا	۲۲	مسئلہ زنا
۲۳	مسئلہ ربا	۲۳	مسئلہ ربا
۲۴	مسئلہ قمار	۲۴	مسئلہ قمار
۲۵	مسئلہ شرب	۲۵	مسئلہ شرب
۲۶	مسئلہ کھانا	۲۶	مسئلہ کھانا
۲۷	مسئلہ عیسائی	۲۷	مسئلہ عیسائی
۲۸	مسئلہ مسیحی	۲۸	مسئلہ مسیحی
۲۹	مسئلہ ہندو	۲۹	مسئلہ ہندو
۳۰	مسئلہ سکھ	۳۰	مسئلہ سکھ
۳۱	مسئلہ جہنم	۳۱	مسئلہ جہنم
۳۲	مسئلہ جنت	۳۲	مسئلہ جنت
۳۳	مسئلہ عذاب	۳۳	مسئلہ عذاب
۳۴	مسئلہ عذاب	۳۴	مسئلہ عذاب
۳۵	مسئلہ عذاب	۳۵	مسئلہ عذاب
۳۶	مسئلہ عذاب	۳۶	مسئلہ عذاب
۳۷	مسئلہ عذاب	۳۷	مسئلہ عذاب
۳۸	مسئلہ عذاب	۳۸	مسئلہ عذاب
۳۹	مسئلہ عذاب	۳۹	مسئلہ عذاب
۴۰	مسئلہ عذاب	۴۰	مسئلہ عذاب
۴۱	مسئلہ عذاب	۴۱	مسئلہ عذاب
۴۲	مسئلہ عذاب	۴۲	مسئلہ عذاب
۴۳	مسئلہ عذاب	۴۳	مسئلہ عذاب
۴۴	مسئلہ عذاب	۴۴	مسئلہ عذاب
۴۵	مسئلہ عذاب	۴۵	مسئلہ عذاب
۴۶	مسئلہ عذاب	۴۶	مسئلہ عذاب
۴۷	مسئلہ عذاب	۴۷	مسئلہ عذاب
۴۸	مسئلہ عذاب	۴۸	مسئلہ عذاب
۴۹	مسئلہ عذاب	۴۹	مسئلہ عذاب
۵۰	مسئلہ عذاب	۵۰	مسئلہ عذاب
۵۱	مسئلہ عذاب	۵۱	مسئلہ عذاب
۵۲	مسئلہ عذاب	۵۲	مسئلہ عذاب
۵۳	مسئلہ عذاب	۵۳	مسئلہ عذاب
۵۴	مسئلہ عذاب	۵۴	مسئلہ عذاب
۵۵	مسئلہ عذاب	۵۵	مسئلہ عذاب
۵۶	مسئلہ عذاب	۵۶	مسئلہ عذاب
۵۷	مسئلہ عذاب	۵۷	مسئلہ عذاب
۵۸	مسئلہ عذاب	۵۸	مسئلہ عذاب
۵۹	مسئلہ عذاب	۵۹	مسئلہ عذاب
۶۰	مسئلہ عذاب	۶۰	مسئلہ عذاب
۶۱	مسئلہ عذاب	۶۱	مسئلہ عذاب
۶۲	مسئلہ عذاب	۶۲	مسئلہ عذاب
۶۳	مسئلہ عذاب	۶۳	مسئلہ عذاب
۶۴	مسئلہ عذاب	۶۴	مسئلہ عذاب
۶۵	مسئلہ عذاب	۶۵	مسئلہ عذاب
۶۶	مسئلہ عذاب	۶۶	مسئلہ عذاب
۶۷	مسئلہ عذاب	۶۷	مسئلہ عذاب
۶۸	مسئلہ عذاب	۶۸	مسئلہ عذاب
۶۹	مسئلہ عذاب	۶۹	مسئلہ عذاب
۷۰	مسئلہ عذاب	۷۰	مسئلہ عذاب
۷۱	مسئلہ عذاب	۷۱	مسئلہ عذاب
۷۲	مسئلہ عذاب	۷۲	مسئلہ عذاب
۷۳	مسئلہ عذاب	۷۳	مسئلہ عذاب
۷۴	مسئلہ عذاب	۷۴	مسئلہ عذاب
۷۵	مسئلہ عذاب	۷۵	مسئلہ عذاب
۷۶	مسئلہ عذاب	۷۶	مسئلہ عذاب
۷۷	مسئلہ عذاب	۷۷	مسئلہ عذاب
۷۸	مسئلہ عذاب	۷۸	مسئلہ عذاب
۷۹	مسئلہ عذاب	۷۹	مسئلہ عذاب
۸۰	مسئلہ عذاب	۸۰	مسئلہ عذاب
۸۱	مسئلہ عذاب	۸۱	مسئلہ عذاب
۸۲	مسئلہ عذاب	۸۲	مسئلہ عذاب
۸۳	مسئلہ عذاب	۸۳	مسئلہ عذاب
۸۴	مسئلہ عذاب	۸۴	مسئلہ عذاب
۸۵	مسئلہ عذاب	۸۵	مسئلہ عذاب
۸۶	مسئلہ عذاب	۸۶	مسئلہ عذاب
۸۷	مسئلہ عذاب	۸۷	مسئلہ عذاب
۸۸	مسئلہ عذاب	۸۸	مسئلہ عذاب
۸۹	مسئلہ عذاب	۸۹	مسئلہ عذاب
۹۰	مسئلہ عذاب	۹۰	مسئلہ عذاب
۹۱	مسئلہ عذاب	۹۱	مسئلہ عذاب
۹۲	مسئلہ عذاب	۹۲	مسئلہ عذاب
۹۳	مسئلہ عذاب	۹۳	مسئلہ عذاب
۹۴	مسئلہ عذاب	۹۴	مسئلہ عذاب
۹۵	مسئلہ عذاب	۹۵	مسئلہ عذاب
۹۶	مسئلہ عذاب	۹۶	مسئلہ عذاب
۹۷	مسئلہ عذاب	۹۷	مسئلہ عذاب
۹۸	مسئلہ عذاب	۹۸	مسئلہ عذاب
۹۹	مسئلہ عذاب	۹۹	مسئلہ عذاب
۱۰۰	مسئلہ عذاب	۱۰۰	مسئلہ عذاب

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
بیان فرقہ ناجیہ -	۶۰	تحقیق متعلق آیہ کلمہ فخرت علیہم بدلتناہم جلودا الخ	۳۸
شرح حدیث شہر ان لا یتقعا من رمضان وزوا الحجۃ - الخ	۶۱	توجیہ در آیہ ولقد سبقت کلینا الخ	۳۹
شرح حدیث ثلثہ یون اجرہم مرتین الخ	۶۲	سرلطیف در تحت آیہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة الخ	۴۰
تفصیل سبب ضلالت -	۶۳	تایید قول صاحب دارک برآیہ دانا ان شام الدہ لم یجدوا فی دفع الخ	۴۱
بیان استعبار من البول -	۶۴	تحقیق قزوۃ بما یملعون محیطہ دایمان کہ تمسک کم تسویم تصبکم	۴۲
شرح حدیث نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عشر الخ	۶۵	سیئہ فیہا ہا الخ - موافق قزوۃ صجہ	۴۳
بیان حدیث ان المؤمن لا یتجنّب نجس - الخ	۶۶	تحقیق متعلق آیہ قل لا ذراعی ان کن من تعذر اللہ رسولہ الخ	۴۴
سوال مردی فی شرح الصدہ حدیث لا یتبین احدکم الموت الخ	۶۷	نفع اشکال انما یبر الذی ظن السموات والارض فی سعة الخ	۴۵
جواب در حدیث لا یتبین احدکم الموت الخ	۶۸	تحقیق در آیہ انما المشکون نجس الخ	۴۶
ترجمہ آن حدیث کہ مولانا مرحوم در بیان وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وعظ میفرمودند -	۶۹	توجیہ اقوی در آیہ وختسرویم القیمۃ الخ	۴۷
دیدن ابن عباس رضی اللہ عنہما آنرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فائدہ در بیان الصحابہ کلمہ عدول -	۷۰	اطلاقی تشخیص لحنان قیم فرخ - و فرق در میان یقین و دعوت	۴۸
بیان حدیث ما تمسک ان تسب ابا تراب الخ	۷۱	نوح علیہ السلام - و نبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۴۹
ذکر دلالت و خلافات	۷۲	مکتمہ در تفسیر لفظ (تبیقہ)	۵۰
روایت فقہ لازمہ دارک تحت قوله تعالی ولا ان تکوا ازواج	۷۳	غنا عجیبہ و فرق فطادی القرنی بدون بای مرحدہ کہ در زور	۵۱
قول شیخ ابن حجر عسقلانی در مبالغہ -	۷۴	بقرآہ (بندی القرنی) بیا و مرحدہ کہ در زور ہذا آرد	۵۲
معنی حدیث من حسن اسلام المرء الخ	۷۵	در دیگر آیات -	۵۳
تحقیق در حدیث اثنا عشر امیراثنی عشر ظریفہ الخ	۷۶	تردید قول صاحب دارک در حل کردن فطانت بر ملائکہ -	۵۴
نتیجہ حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ الخ	۷۷	تفسیر آیہ اما عرضنا الامانۃ الخ	۵۵
قول فیصل در حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ الخ	۷۸	مکتمہ در تعدیہ لفظ حی بالی و علی -	۵۶
بیان حدیث طیر -	۷۹	احادیث	
بیان حدیث عن ابی زربن العقیلی ان قال قلت یا رسول اللہ	۸۰		
این کان در با قبل ان یخلق الخلق - الخ	۸۱	اعداد احادیث جامع صحیح بخاری	۸۲
بیان حدیث الف مشہر بکلمہا بنوامیہ الخ	۸۲	ترتیب جملہ روایات مرفوعہ بترتیب ابجد -	۸۳
		حاصل معارف	۸۴
		فان شیخ و بیجہ الزمعلان -	۸۵

صفحہ	مضمون	صفحہ
۸۰	تکمیلہ در تخصیص لفظ مصطفیٰ در القاب آن حضرت	۱۰۰
۸۱	صلی اللہ علیہ وسلم و لفظ مرتضیٰ در القاب حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۱۰۱
۸۱	میان آنکہ سید علی در تصانیف خود طب یا بس بسیار سے آرد۔	۱۰۲
۸۲	فضائل شیخین	۱۰۲
۹۲	رسالہ تریطیل و فضیلت شیخین۔	۱۰۳
۹۳	جواب مسئلہ معرکہ الارار و فضیلت شیخین۔	۱۰۴
۹۴	بیان آنکہ سکر خلافتہ صدیق رحمہ کافرست و فضیلت پیغمبر علی رحمہ بر غیر ان از اصحاب برحق و امامت سکر خلافت ہر چہ از اصحاب جائز نیست۔	۱۰۵
۹۶	ہر کہ در مجلس اصحاب از زیدی یاد کند پس وجہیت انکار آن از قول با از فعل اگر بماند۔	۱۰۶
۹۸	رفع توہمات شیعی	۱۰۷
۹۹	بیان و صایت کہ محملت فیہ است۔	۱۰۸
۹۹	بطلان توجیہ شیعی در قول قاتل الزبیر نے النار۔	۱۰۹
۹۹	فرق در سطلانفہ۔ ناکشین۔ قاسطین۔ مارقین۔	۱۱۰
۹۸	قصہ رباعی کہ در باب سکائد مرقوم است۔	۱۱۱
۱۰۰	حدیثی کہ کلینی آورده دروغ نے بندوبست است۔	۱۱۲
۱۰۱	مصل قصد مذکر کہ در کتب اہل سنت دارد است نہایت	۱۱۳
۱۰۲	بیان آنکہ نفس نفیس انجناب از اہل بیت درین آیت تطہیر تخصیص تخصیص عقلی است۔	۱۱۴
۱۰۳	مسائل متفرقہ	۱۱۵
۱۰۴	مسئلہ وحدت وجود۔	۱۱۶
۱۰۵	قول بوحیدت وجود بوجہ کہ مخالفت شرع نباشد عین مسلمانی است۔	۱۱۷
۱۰۶	شخصیکہ از اہل قبلایشا احکام کفر بایں جاری ساختن خلاف طریق اہل اسلام است۔	۱۱۸
۱۰۷	مرید شدن از آنکس درستست کہ دران پنج شرط متحقق باشد۔	۱۱۹
۱۰۸	مرید شدن عہد بستن است بردست یکے از بندگان کہ در سطرہ در سطرہ نائب پیغمبر است و پیغمبر نائب خداست۔	۱۲۰
۱۰۹	طواف قبور اولیاء و صلحار بدعت است۔	۱۲۱
۱۱۰	استعداد بار و ارج بزرگان دو قسم است۔	۱۲۲
۱۱۱	ارواح را بعد موت فنا نیست بلکہ انقطاع تعلقی بہ بدن است۔	۱۲۳
۱۱۲	عدم نبوت نقل اموات۔	۱۲۴
۱۱۳	فائدہ بنسبہ خرقہ قادریہ بر تصفیہ روح است۔	۱۲۵
۱۱۴	طعام المیت نہایت القلب حدیث نیست	۱۲۶
۱۱۵	شیخین و صلوات وغیرہ کہ مردم روبرو سے تغزیہ و قبور وغیرہ نہند مکروہ است۔	۱۲۷
۱۱۶	شنہ عبادت از عباد کردن دیگر رسم نہ کہ بجا آوردن حکم برگ سبز یا گل خوشبو نہادن بر قبر۔	۱۲۸
۱۱۷	بطلان مذکر کہ عوام بر بقا بر صلوات وغیرہ میگویند کہ یا فلان اگر حاجت من روا کنی اینچنین خواہم کرد۔	۱۲۹
۱۱۸	بیان آنکہ بر مرده چہ میگویند و کجا میماند۔	۱۳۰
۱۱۹	تیمال جہان کہ چہ در حق الہیاء حضرت جبرئیل چہ	۱۳۱

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۰	غسل دادن سے آئندہ غلط است۔	۱۱۰	حقیقت برکت بردن اجندہ انجمن غلہ وغیرہ
۱۱۱	بیان انگہ گچ مخفی کر امیگو بند۔	۱۱۱	حکم ماہی کہ در دریا با میرد
۱۱۲	بعضے گویند کہ خدا تعالیٰ را مکان نیست بعضے گویند این است	۱۱۲	حکم شرط نمودن نصاب در سر قہ انج
۱۱۳	ازین آن ناگی از کلام شخص است۔ و عبادت امیر و غریب	۱۱۳	حکم نوکری انگہ زبان۔
۱۱۴	یکسان است با متفرق۔ و عبادت چند نوع است۔	۱۱۴	حرمت افیون۔
۱۱۵	بیان حدود عالم۔	۱۱۵	حکم نوکری انگہ زبان۔
۱۱۶	کتاب مجالس را برابر معتبر است۔	۱۱۶	حکم نوکری انگہ زبان۔
۱۱۷	فعل مسلمانان جسے الامکان بر سفاح و زنا محظوظ نشود۔	۱۱۷	واقع شدہ بود۔
۱۱۸	حکم طعام مجالس بہو واجب۔	۱۱۸	حال دیوار قہقہہ۔
۱۱۹	حکم اعتقاد نحوست بپنہ چیز را۔	۱۱۹	بیان وضع میزان در قیامت۔
۱۲۰	طریق اسلام علیک	۱۲۰	احکام فرق ضالہ۔
۱۲۱	فائدہ محبت دینی و دینی دارد	۱۲۱	انزال آفاق۔
۱۲۲	مسئلہ یمن۔	۱۲۲	حقیقت آسمان۔
۱۲۳	شرح مایقربہ مالا یکفر بہ	۱۲۳	حقیقت زلزلہ۔
۱۲۴	مذہب علماء محدثین۔	۱۲۴	حقیقت برد و برق
۱۲۵	سوائے کسانیکہ آنحضرت بہ جنتی بودند آنہا نہارت	۱۲۵	حکم اعلام کلمہا بر ذر عقد نکاح۔
۱۲۶	دادند حکم جنتی بودند نہاید واد بلکہ نفعیض بعلم علماء	۱۲۶	فائدہ درد عاے مطالب و اندفاع بلا و مصائب
۱۲۷	الغیوب باید کرد۔	۱۲۷	فتوا در بیان عمل بر رواج۔
۱۲۸	حکم خوردن طعام بانفسار کئے وغیرہ۔	۱۲۸	روایہ مالہ مولوی عبدالرحمن صاحب لکھنوی۔
۱۲۹	حکم خوردن طعام در ظروف مشرکین۔	۱۲۹	

مسائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال در کتب فقہیہ کہ انتہائے وقت ظہر تا رسیدن سایہ بہر شے بدو مثل یک مثل سوے فی الزوال متبوع است ناشأ این اختلاف چیست معلوم نمبت کہ مجتہد دو مثل را از یکجا و یک مثل را از یکجا بر آورده است بینوا تو جروا۔

الجواب قال فی الہدایۃ اول وقت الظہر اذا زالت الشمس لامامۃ جبریل النبی علیہ السلام فی الیوم الاول عین زالت الشمس و آخر وقتہا عند ابی حنیفہ ؑ اذا صار ظل کل شیء مثلہ سوا شیء مثله و جہود عن ابی حنیفہ حر و فی الزوال الفی الذی یکون الاشیاء وقت الزوال امما امامۃ جبریل علیہ السلام فی الیوم الاول فی العصر فی ہذا الوقت ولہ قول علیہ السلام یرد بالظہر فان شہد تحریر فیجہنم و اشدا عن فی ایمن ہذا الوقت و اذا تعارض الامامان فیقضی الوقت بالاشک انتهى فی البحر الرائق قال و الظہر من الزوال الی یوم کل شیء مثله سوا فی الزوال اسی وقت الظہر اما اولہ فجمع علیہ لقولہ تعالی و اقم الصلوۃ لربک الشمس اسی لزمانہا و اما آخرہ ففسرہ و ایتان عند ابی حنیفہ رواہ احمد بن زعمانی الکتاب و الثانیۃ رواہ عن اذا صار ظل کل شیء مثله سوا فی الزوال و جہود لہما امامۃ جبریل علیہ السلام فی الیوم الاول فی ہذا الوقت ولہ قول علیہ السلام ابرو و ابا ظہر و ن شدة فبحین فیجہنم و اشدا عن فی ایمن کاہنی و الوقت و اذا تعارضت الامامان فیقضی الوقت بالاشک و ذکر شیئ الاسلام ان الاحتیاط ان لا یؤخر اظہر الی الظل وان لا یصلی العصر حتی یصلی الشیم لیکون مودیا للصلواتین فی وقتہما بالاجماع کذا فی السراج المتبرک فہذا فی المسئلۃ

استند داشته است باینکه انتمی مافی التریخه خلاصه نیست که مستند شافعی و حدیث امامت جبرئیل علیه السلام است و در وقت مذکور و متمسک بالضعیفه حدیث ابرار است چنانکه تفصیلش گذشت والله اعلم بالصواب و الباقی المرحع و العالی

سوال در وقت نماز الخیات را تا عبده و رسول خوانده انگشت سیاه دست راست بلند میسازند این طریق

ذکر بر این
انگشت سیاه
بر شهادتین

درست است باینکه چنانچه بر او انگشت شهادت و دست خوانده انگشت شهادتین منست است از احادیث جمیع ثابت شده و در روایات کتب معتبره نیز صحیح و ثابت است چنانچه در مشرت و قایم مسطور است و نقل بهاجاز من علما انما البضا و غیر امام محمد در موطا و حدیث رفع سیاه باینکه نموده اند و بعد این گفت بعضی رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم تا خذره بقول ابی حنیفه و کسب در بعض کتب فقه اشار این انگشت را از وقت منع میکنند پس قول او مردود است که خلافت پیغمبر و خلافت مجتهد نوگفته است پس قول او اعتبار ندارد

شرط صحت
نماز

سوال در وقت نماز جمع و قیام فرض ظهر وین زمان و درین مکان چه حال دارد - حنفیه سلطان باینکه سلطان شرط میکنند در آن معده هم است و شافعی باین شرط قائل نیستند مگر بعد و جمعه در یک بلد اگر کسی بکند و ثانی را باطل میکنند و جماعت تعیین شرط میکنند و آنچه فقها تجویز نموده اند که فرض ظهر باید خوانده بعضی بعد و جمعه بعضی قبل جمعه اولی گفته اند و از آن این چهار گفت ضرورت یا احتیاط است - در مالکیه نیست از آنکه فی الزمان کفار فعلی اهل البلد ان یقیموا الحجة ازین روایت تسلی خاطر میشود و قدما قوی گفته اند من لا یدل المسلمین فی الزمان السابق من السلاطین الجلیة و غالب الظن ان المسلمین فی هذا الزمان كانوا یقیمون الحجة و ما كانوا یرکبه حیث است و است نماز جمعه نزد ما حنفیه مشروط بسلطان یا نائب سلطان است متاخرین ایشان در عهد جنگی به قوی ده اند یا آنکه هرگاه از طرف کفار و اهل مسلمان در شهر متکثر باشند او حکم سلطان دارد و اقامت جمعه و عیاد از وی صحیح است و کما ینکه متاخرین پیدا شدند ازین قدیم توسع کردند فی العالم کثیره بلاد علیها و نه کفار یجوز للمسلمین اقامه الحجة و یصیر القاضی قاضیا بنرضی الله عنهم و یوجب علیهم ان یقسموا و الیایا المسلما کذا فی معارج الدرایه انتهی - پس اینها اجماع اهل بلد را قائم مقام تعیین سلطان ساخته و باینکه او را چهار گفت علی سبیل الاحیاء و انهم و است و است

انکه جمیع
سلطان نائب
است

سوال و چنانچه در باب نماز جمعه اقامت جمعه حق سلطان و نائب است و متاخرین حنفیه تعیین قسم نموده اند که موقوف فرمودند و نیز الاضطرار عمل بآن درست است و روایات فتاوی می فی الواقع

بجہت کثرت اختلاف محل سترہ و استہزا جہال میاں شد۔ سبیل نفسی ازین ابتلا از مدلتہ مفقود است و آن آنست کہ بادشاہ اسلام را باید کہ علما معتبرین را جمع نموده روایات سابقہ را بحکام امتحان زودہ سرور را از تاسرہ ممتاز ساختہ مروج و معمول بہ سازد۔ چنانچہ معمول خلفا را ندین بود خصوصاً حضرت ذی النورین در مصاحبت مہر قلم لعل آرد و در ویرین از ربیب عالمگیر بادشاہ را بہین توفیق رفیق گشتہ بود کہ علما معتبرین اجماع نمیدہ روایات معتبرہ را یا غیبتہ و نادرہ یافتہ روایات غیر معتبرہ را از محل اعتبار انداختہ و معتبرات را در فتاویٰ عالمگیری بہر آن نمودہ و ممالک محروسہ خود منادوی در دادہ بود کہ ہر کہ خلاف این روایات بر روی کار آرد بیاست۔ پوشاکی گزیندہ شود چنانچہ تا آخر مہر محمد رشاد دین مشہر بہمین طریقہ سلوک مفتیان بود از ان باز کہ اختلافی نہائی در امور دین بہر سید و مردم بہبب انقلابات وضععت سلطنت و فطنت حکام از پسر شہر باب مسلمان نہند باز از اختلاف روایات کہ بیشتر معدن انہا خزائن ادایات و خزائن الفتیین و غیر ذلک است و در عادی خصوصاً غوث مسک جستن رفتند ولی اللہ المشتکی و ہوا المستعان ۛ

ذکر مسلوۃ تسبیح

در حدیث مصدقہ التبتین ہر حجتہ مخاسب حضرت عباس اند رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما بحکم قاعدہ اصول کہ حکمی علی را در حکمی علی الجراحہ شامل است مالم ثبت دلیل تخصیص چنانکہ در حدیث ابوالیسر است کہ آہم ان الحسنات یذبہن السيئات رافعہ و ندلن عمل بہا من اہتبی ۛ

سوال اگر مردمان بعد نماز صبح سلام ملکیک میکنند سنت است یا نہ جواب التزام مدام است او بدست است۔

ف۔ اول دقت نماز تہجد در قرن صحابہ اختلافی بود بعد از تنقیح مذہب حضرت ابن عباس و عکرمہ و غیر ہما رضی اللہ عنہم پہنچ در یافتہ میشود کہ اول وقتش بعد النوم بعد العشاء است او درین باب تمسک نمودہ اند و تعدلی و من الیس فتجد بہ التہجد بختر ترک النوم فی وقت یعتاد فیہ النوم و چون بر ایشان اشکال لازم مے آید کہ اگر شخصہ حیاً تمام بل کند باید کہ اورا وقت تہجد میسر نہ شود موہبین مذہب ایشان چنین تعبیر کردند

کہ بعد النوم اور بعد وقت یعتاد فیہ النوم و عمدہ تمسکات ایشان حدیث حضرت عائشہؓ است رضی اللہ عنہا من کل اللیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و انتہی وترہ الی السحر۔ جوابش انکہ لفظ او ترجمہ بر معنی اوقت نیست یعنی تہجد بلکہ او ترجمہ حقیقی است کہ وقت آن بعد عشا است بالاجماع ولہذا مذہب مختار اکثر صحابہ و ائمہ کبار ان عمل ساکنان طریق عبادات است ہمین است کہ اول وقت آن بعد از نصف شب است سوار سبقتہ النوم ام لا اکثر احادیث کہ دلالت بر فضیلت این وقت میکنند اشعار سے بتوقیت نماز بان قیمت سے نمایئش اے الدعار فضل قال جوف اللیل الآخر و نیز تاخیر نماز عشا تا نصف لیل بلکہ اگر بہتہ جائز است بالاجماع و نماز تہجد از توابع عشا نیست بالاجماع فوجب ان یکون وقتہا بعد وقتہا۔ واللہ اعلم۔

سوال چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شریعتین بر تقدیر یکہ بیکہ دفع چہار جنازہ آورده شد و منہ و فجاءہ ان یک نعش خرو سالہ و یک و خمر خرو سال و یک مرد کبیر سن و یک زن بالغہ۔ پس نماز جنازہ ہر چہا نشان بیک انست و جماعت خواندہ خواہد شد و نیت بچہ طور کردہ خواہد شد مینو افتو جروا

جواب اولی آنست کہ نماز ہر یک جدا گانہ ادا کردہ شود و اگر جمع کردیم جائز است و نہد ہر چہا را پس پیش بطرف قبلہ رعایت بترتیب کند مثلاً قریب امام جنازہ مرد باشد پس آن جنازہ کو دک عقب آن جنازہ زن عقب آن جنازہ و خمر و نیت ہمہ بکند دعا کے واحد کفایت است کمافی الدرر حاشیۃ الطحاوی واللہ اعلم

الصلوۃ فی المقابر از کلام شرح حدیث کہ در باب نہی نماز در مقبرہ واقع شدہ ارجح ہمین است کہ نہی از براے لزوم نوعی از مشابہت کفار است در سجد و جمادات و البتہ نماز در مقبرہ مکروہ است بسببہ کہ مذکور شد و انچہ در کتب فقہاء حنفیہ مسطور است کہ اگر قبر پیش مصلی باشد اشہد است از روئے کراہت و اگر راست یا چپ باشد کمتر است از ان و اگر پس مصلی باشد کمتر است اصح و معتمد علیہ است و انچہ بعضی از شرح سبب نہی نجاست مقبرہ نوشتہ اند قول فقہاء شافعیہ است کہ بر وجہ صواب نیست۔

اجابۃ الدعا در وجوب استجاب دعا و انبیاء علیہم السلام روایات مختلف وارد اند بعضہا بدیل علی الوجوب و بعضہا علی عدمہ و الذمی تحقق فی مجلس سدا الوالد المرحوم قدس اللہ سرہ المکتوم بعد طول المراجعتہ و الکلام ان دعا ربی اذاکان بامر اللہ تعالیٰ او البامہ ان ناشیا من صلب نبوتہ فہو واجب القبول وان لم یکن کذلک لم یجب قبولہ وان کثر کمایدل علی ذلک تنبیح کتب السیر و هو وجہ التوفیق بین الروایات المختلفہ واللہ اعلم ۝

در تفاضل اعمال فی الاجر در تفاضل اعمال در ثواب تحقیق است نفیس که بسبب آن اشکالات
و مانند این اشکالات دفع می شوند اشاره اجمالیه بان تحقیق در مساله السکر الجلیل فی تحقیق التفضیل به تحریر آمد
ملاحظه باید فرموده مخصوص آنکه عامل واحد بر عمل بیکی زهنت و جبر فضل و زیادت به عامل دیگر حاصل می تواند شد و بر
اول ما بهیست عمل یعنی ذات و جوهر عمل مثل نماز دیگر اعمال دوم کسیت عمل مثل چهار رکعت نماز بر دو رکعت
لیکن در صورت استواء در جمیع وجوه دیگر سوم کیفیت عمل یعنی اداء حقوق ظاهره و باطنه آن عمل به مراعات آداب
و معنی آن در اجتناب از منافیات آن عمل کالتورع القوی چهارم غرض دیت آن عمل زیرا که اخلاص
عمل اجرا اضعاف مضاعفت می سازد پنجم زمان عمل مثل صدر اسلام و مانند تصدق فی زم زمی مسغبت و الیه
الاشاره فی حدیث لوان احکم النقص مثل احد و مبالغه ما حدیثم و لانسفه و فی آیه لایستوی منکم من الفقه
من قبل الفقه و قال اولئک ظلم در حجه من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا و کلاه حد الله الحسنی ششم مکان عمل مثل صلوة
فی مسجدی بذات غیر من الف صلوة فیما سواه الا المسجد الحرام - بتفقیص صدر عمل و رفتن عمل مشایخ عبادت که از بنی
صالح شود یا همراه بنی کرده آیه نماز و ذکر و صلاه و صدق و تقوا و انما اولی ضلالت استخفاف ابرار پس بکن
از بهمان عبادت چون از غیر بنی یا همراه غیر بنی رده شود چون این وجوه سبب تفضیل عمل بر عمل خاط نشان
شد پس زیاده فی لقب و مشقت و کثرت و کسیت عمل در حجتان لواب رفته فائده میکند که در وجوه دیگر
مساوات باشد الا رجحان آن وجوه تا بهر خواه کرد و تعارض غایب شد و معاوایه فی علم الله تعالی و علم الملائکه
القبول و مقرر نموده ثواب خواهند داد این یک سخن اجمالیست که بیخ تحقیق این سه باب است و تفصیله لایس
"ان لا یتقی تطویر البنا الا اناس عزم لهم و اشفة المذکره فی کلام الشریف -

و اینجا سه سوال هست یک آنکه در حدیث و ایستاده که رسیده از صحیح تا صحیح بیج گفت

حدیث بهر خواندن سوره انفاس سه بار ثواب آن معادل نهم قرآن؛ سوم کسی که هزار بار درود خواند و کوفه
گوید اللهم علی یوم الف مرة بحواله سبب زنده که از صحیح تا صحیح میگرد باقطع از عده و خلق الله کمتر بود پس
ملاحظه عدد خلق الله اجمالاً حاصل میشود و در تفسیر است او تفسیر فی بود ازین جهت آن تفصیل بر این اجمال
چون می کنند ما چون قایل آن اجمال و وسیع الاستعداد و غیبه الذهن باشند این اجمال او بر تفصیل هزار مرتبه غایب
می آید و حضرت علی علیه السلام آن را باین ارشاد تو سبب حوصله و استعداده عنایت می فرمودند
نمل هو انما اخذ حجت آنکه خاص بهر تفسیر حق است غیر مشوب با حاکم نقص و تحریف و تطبیح حکم ذکر

محض دار و دو کلمات کہ شتمل بر احکام و قصص و وعدہ و وعید اند کتب فقہ و حدیث دارند پس ذات عمل
موندہ تحقیق مغایرت پیدا کرو گو در قرآنیت شریک شوند و عند تنخیر الذوات لاجعرة بالمقادیر المتساویة
یا قوت اگر چه از چند سرخ میش نباشد از چند من آهن و دیگر فلزات نافعه در قیمت افزون می شود و کذا
بزار بار و رو گفتن و اللهم صل علی محمد الف مرة یکبار گفتن از همان عالم اجمال و تفصیل است حوصله قایل
استعداد او را باید دید بہر تقدیر اللهم صل علی محمد یکبار گفتن برابر اللهم صل علی محمد الف مرة یکبار
گفتن نمیداند شد

سوال ہر کسی کہ علیٰ افعال نفل و صدقہ و تلاوت قرآن و تلاوت درود و جز این نماید مالک ثواب
آن میشد **جواب** بمقتضای ایہ من جابا بحسنہ فله عشر امثالہا وہ چند از ہر یک و زیادہ ازین را بعض
دون بعض مستحق می شود پس تمام را بہر کہ خواہد بدہ اما بمقتضای حساب پس بمان ثواب اگر براسے جماعت کرد
در آن جماعت قسم خواہد گشت و اما بمقتضای فضل حق تعالی مالک است و اگر خواہد مثل این ثواب بہر یک کہ
براسے ایشان بخشیدہ است و اصل گرداند لیکن حکم قطعی نیست و این شخص مایل را احتمال است بلکہ متوقع است
کہ بہ مقابل دادن این عمل کہ حمزد گیر شد سوائے این عمل نصیبت دیگر حاصل شود اگر چه صراحت این نہ کرد
در روایات بمطالعہ نیامدہ واللہ اعلم

قد حق ہذا الفقیر فی بعض تالیفہ ان الاذکار الماثورة کلہا محصورة فی صیغ تسع لانکما و نخطانا و اوتہا
التسبیح و تانیہا الحمد للہ و ثالثہا التکبیر و رابعہا التہلیل و خامسہا التقویض و التوکل و سادسہا التعوذ
والالتجاء و السبع و ثامنہا الصلوة علی النبی الخمت و ثامنہا الاستغفار و تاسعہا الادعیۃ الجماعۃ
للمطالب الکلیۃ و الجزئیۃ علی حسب الحاجات والادوات و کل من ہذا الصیغ اجمال و تفصیل و اند فی
نفس الذکر و خواص فی حصول المطالب و کلمات التقویض و التوکل من التریاق و المجرّب عند
حصول الیاس بحسب الظاہر و قد زاد بعض اصحابی صیغۃ عاشقہ و ہی التسمیۃ و لکن تنک لست صیغۃ
مقصودہ عند ہذا الفقیر بل ہی انما و ردت وسیلۃ لصحتہ الاحتیاج بحسب الاذکار اللہم الی فی بعض المواضع
کنو لیسیم اللہ الذی لا یضرع اسمہ شعی فی الارض و الف السما فی ریح من صیغ التخصن و التعوذ و البی
فیہا متعلقۃ بالاستعاذۃ المقدرة فکما یقول اعوذ بسم اللہ الذی لا یضرخ ہذا ہو لہ تحقیق بالصدقۃ
و اللہ الما و می الی سوار الطریق

رساله احکام حج

بسم الله الرحمن الرحيم

بدانکه هر که اراده حج از بندوستان کند و براه سورت در جهان ششمه بطرف مکه معظمه رود پس از محاذی بیلم
احرام بپند و بستن احرام بر چهار وجه است اول فقط احرام حج بستن آنرا از اذ گویند دوم احرام عمره بستن باز در مکه
معظمه رسیده افعال عمره در ماه ناس حج نمود حلال شود باز احرام حج بسته حج ادا کند این قسم را تمتع
گویند سوم احرام عمره بستن در غیر کث شهر حج و افعال عمره نموده حلال شود چهارم آنکه بر میقات یا محاذی
آن رسیده احرام حج و عمره بپند و بپند و پس در صورت در مکه شریف رسیده افعال عمره بجا آورد حلال
نشود بلکه محرم بماند هرگاه ایام حج آیند افعال حج ادا نموده از احرام بیرون آید این قسم را قرآن گویند و این قسم
نزد امام عظم از تمتع و از اذ بهر و فضل است چون اراده بستن احرام کند ناخن دست و پا و موی بغل و زیر
ناخن و شوارب و در کند اگر عادت و در کردن موی سه هم دارد و آنرا هم زائل کند و الا نشانه نماید اگر زوجه
یا همه نزد خود داشته باشد صحبت نماید و استعمال خوشبو کند وقت احرام این چیزها کردن مستحب و بهتر است
از واجبات و ضروریات احرام نیست باز وضو کند و غسل کردن واجب است و انگ و چادر پاکیزه و نوازش
یا شونیده بپوشد و دو رکعت نماز نفل بجا آورد و بعد از آن اگر اراده قرآن دارد چنین نیت کند اللهم انی اريد الحج
والعمره فیسر بهما و تقبها منی اگر اراده تمتع باشد چنین نیت کند اللهم انی اريد العمرة فیسر بها و تقبها منی
و قتیکه تلبیه بر نیت حج یا عمره گفت پس مخرم گشت الفاظ تلبیه اینست لبیک اللهم لبیک لبیک لا شریک
لک لبیک ان الحمد و النعمه لک و الملك لک لا شریک لک ازین الفاظ کم نکنند اگر زیاده گوید پاک نیست
بعد ازین اکثر اوقات تلبیه با زبان بلند گفته باشد مخصوص بعد نماز فرض باشد یا نفل در وقت حر و وقت ملاقات
با قافله و وقت بالارفتن بر مکان بلند و صحرا و وقت فرو آمدن از بلند می غرض کم این سفر احکم نماز است
پناخچه در نماز وقت اتفاقات تلبیه میگوید همچنین درین سفر در وقت بلند می و پستی تلبیه در زبان نماید
هرگاه و محرم شد لازم است ایچند نیز اجتناب سازد از آنجمله با چیز دوخته نموشد مثل کت و انگ که و جامه و غیره
فرض و حجه و قبی و با جامه و بارانی و موزه و دستمانه و کلاه و مانند آنها - و از آنجمله پاچه رنگین رنگ عقران
و صفر و رنگی که شمشیر داشته باشد آنرا هم استعمال نسازد و بستن بهیانی در کمر مضائقه دارد و از آنجمله

از زن خود جماع و دواعی آن قبل و پس از شهوت کفنه و آزار بخله مخفیانه سینه حیاء و ذکر جماع و روبروی زنان
 بر زبان نیارد و آزار بخله فسق و فجور نکند و با کسی جنگ و جدال نسا ند و آزار بخله از شر کار صحرائی هست که از دلالت
 و اشارت و اعانت استرازا نماید و شکار در بانی مثل ماهی رود است و آزار بخله از استعمال خوشبو و پیریز ساز و آزار بخله
 ناخن و موی سر و ریش بلکه موی تمام بدن دور نکند لایق و اقتصاد موی سر و ریش را با انگشتی و میسر بر انداختن
 طار بخله و دوسر خود را از چیز بی پوشند و پا بچپ و دوخته که پوشیدن آن متعادل است از آن پر هیز نماید و اگر پس از آن
 خیمه معتمد نمود باک نیست مثلاً اگر تر را و پا بچپا بمراد انگ نموده مضائقه نیست غسل نمودن چنانچه از آن در و است
 احرام جائز است نه دم واجب بود نه صدقه و آن اینست نایح و حداده و بار و کز دم و موش و کتک و سنگ پاشیدن
 و گرگ و شغال و پروانه و کس و مورچه و آفتاب پرست و زنبور و بر خوث و قنفذ و پشه و درنده حمله کننده و
 دیگر مویات - ذاکن حج چهار چیز است اول احرام دوم وقوف عرفات بعرفه بعد از زوال تا فجر روز عید الاضحی
 سوم طواف الزیارت که روز عید کردن بهتر است و از ایام نحر تا نحر نمودن واجب دم چهارم ترتیب دادن
 انحال یعنی احرام و بعد از آن وقوف بعرفه و بعد از آن طواف الزیارت اگر یکے اینها فوت شد حج او نشد
 و واجبات حج چند چیز است یکے وقوف در مزدلفه دوم سعی در میان صفا و مرده سوم سنگریزه رمی نمودن
 چهارم آفاقی را طواف رخصت نمودن پنجم حلق موسی سر نمودن یا تراشیدن ششم احرام از میقات
 بسنن هفتم رفوف عرفات تا غروب آفتاب هشتم شرف کردن از حجر اسود بعضی این را در سنن شمر دانند
 نهم طواف شروع نمودن از طرف راست و نهم طواف پیاده نمودن شصت و یک طواف با دو هم طواف بی طهارت کردن
 دو از دو هم در طواف عورت را با پوشیدن سیزدهم سعی در میان صفا و مرده از صفا مشرف کردن چهاردهم سعی
 در میان صفا و مرده پیاده نمودن شصت و یک طواف پیاده نمودن شصت و یک طواف پیاده نمودن شصت و یک طواف پیاده نمودن
 سیزدهم شوط در رکعت نماز گزاردن هفدهم ترتیب در میان رمی و حلق و ذبح باینکه اول رمی کند
 بعد از آن ذبح باز طواف زیارت سیزدهم طواف زیارت در ایام نحر نمودن یعنی روز
 عید الاضحی و دو روز بعد از آن نوزدهم طواف بطوریکه نمودن که حطیم در طواف آید تسبیح مسمی و صفا و
 مرده بعد طواف نمودن سبب و یکم حلق در مکان معین و زمان معین یعنی در حرم و در ایام نحر نمودن -
 بست دوم ترک ممنوعات بعد وقوف عرفه نمودن مثل جماع و غیر آن در اسے اینها سنن و مستحبات
 و ادب است هر چیزیکه تبرک آن دم لازم آید آن چیز واجب است دوم عبارت یکے از سه چیز است

ع
 ۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

گو سفند دوم گو سفند کفایت میکند مگر در دو چیز است یکی آنکه طواف فرض در حالت جنب
 بدون دوم و طی بعد از وقت نمودن در بین دو چیز گو سفند جایز نیست بلکه گاه یا شتر فرج باید نمود و از بدی
 ان و تمتع خوردن خوردن جایز است بلکه مستحب است مثل انخیه و از بدی نفل نیز خوردن جایز است و از غیر
 ینها خوردن جایز نیست اگر از بدی قرآن و تمتع عاجز باشد پس بروده روزه لازم است سه روزه
 بیش از یوم نحر یا نیکه آخر روزه روزه باشد و هفت روزه بعد از فراغ حج هر جا که خواهد بود و اگر پیش
 از طلق موی سه بر بدی قادر شد پس بر بدی لازم است و این وقت روزه بدل نمیشود و قتی که روزه آمد
 نه منظره کند غسل نماید این مستحب است و از جانب بلندی که منظره که سینه علماء است آنرا سینه ابراهیم گویند
 داخل شود و در روز بهتر است برای دخول از شب و وقتیکه در شهر که داخل شود اول مسجد الحرام برود بعد از آنکه
 اسباب و مناع خود را بیکه داشتن منظور باشد و مستحب است که وقت درآمدن مسجد الحرام تلبیه گوید و از طرف
 دروازه نبی شصتیه که آنرا باب السلام نیز گویند در مسجد وارد شود و در حالیکه متواضع و خاشع و متذلل و کمال است
 چون معاننه بمبت اند کند تلبیس یعنی الله اکبر و لا اله الا الله گوید و چون در مسجد الحرام داخل کعبه را ملا حظ
 کرده با لطف و رحمت داخل شود طواف عمره و طواف قدوم که فاران و منفرد غیر طی است برسانت است بجا آوردن
 طاق که اول استقبال حجر اسود کند و تلبیه و تلبیل بخواند و در وقت استیلام حجر اسود رفع یدین کند چنانچه وقت
 تلبیه تحریمه رفع میکند و حجر را بوسه دهد بشرطیکه اینا یکس نرساند اگر بسبب از جهل یا بیاحتیاطی بوسه دادن ممکن نباشد
 است رسانیده دست را بوسه نماید و اگر این هم ممکن نباشد دیگر چیز را رسانیده بوسه آن چیز بگوید و اگر این هم ممکن
 نباشد محاذی حجر استقبال نماید تلبیه و تلبیل و سه درود و بگوید و طواف ای جانب حجر اسود و شریعت نماید هفت بار
 و اگر خانه کعبه بگردد و طواف بتقلیب استطباع کند یعنی چادر خود بر بطن راست خود انداخته و طواف دیگر را
 رشتان چپ بپندارد و باین هفت بار مع حطیم طواف کند اول سه بار که گردش کند در آن دل هم کند
 معنی بسعرت مشی نماید و گفتین و در آن می رفتن جنبش دهد و قتی که گذر بر حجر اسود شود همون قسم سابق که
 رکور شد بجا آورد یعنی استیلام و تلبیل و تلبیه و درود و ختم طواف نیزه تلبیل کند و برکن یابی که مقابل
 حجر اسود است بوسه دادن بهتر است بعد از آن و در رکعت نماز او اسازد که نرود خفیان واجب است
 بن در رکعت را نرود مقام ابراهیم بخواند اگر بسبب از جهل یا بیاحتیاطی ممکن نباشد هر جا که در مسجد بخواند
 یکت اول بجز فائده نفل یا اجماع الکافرون و در رکعت دوم قل هو الله بخواند و بعد از نماز دعای حاجت خود طلب نماید

در چاه زمزم رود آب آن به سیری شکم نباشد و باز بمقام ملتزم آید و حجر اسود را قبض کند و تهلیل و
بخواند منفر در بهتر است که بعد طواف زیارت سعی در میان معاف مرده نماید اگر بعد طواف قدم کرد جائز

مسجد الحرام بیرون شده بسوسه صفا آید و بالا سه صفا اینقدر بلند شود که خانه کعبه در نظر آید و استقبال بهت
در فتح یدین بسوی آسمان و تکبیر و تهلیل و حمد و درود بجا آورد هر چه خواهد و عا کند باز بسوسه مرده فرو آورد و بهیئت
مشی نماید چون در بطن الواحی رسد انیسل انصر تا نیل و یک سحی نماید یعنی بسعرت تمام بگذرد و برود بالای مرده
آید و استقبال قبله ایستاده شود و حمد و تهلیل و ثنا و درود بجا آورد و تکبیر و رفع یدین همچو بر صفا نموده بکند همین قسم هفت بار
آمد رفت بکند شروع از صفا و ختم بر مرده و شرط سعی آنست که بعد طواف واقع شود و اگر قبل از طواف سعی کرد و
باز اعاده سعی لازم است طهارت براسه این سعی ضرورت نیست اگر طهارت ادا نماید بهتر و اولی است بلکه وقوف
بعرفه و مزدلفه درمی چهار طهارت شرط نیست طواف را طهارت ضرورت است در اثنا سعی طواف و سعی سخن گفتن
مکروه است هر گاه از تنی فایغ شد باز در مسجد الحرام رفته دو رکعت نماز بخواند این بهتر است واجب نیست بعد از این
در مکه مطلقه اقامت کند و طواف نخل هر قدر که خواهد بگذارد و اگر حلال شده باشد روزه بگذرد یعنی ششم و پنجم و چهارم
چج بندد و اگر سقیم و یا حججه اگر امام خطبه بخواند و در آن بیان احکام حج مثل خروج بطرف مشی و قوف بعرفه و مزدلفه
در می چهار حلق و ذبک و طواف و مانند در رضا و دیگر احکام بیان میکند آنرا استعمال میکند بهتر است و همچنین در
روز عرفه بعرفات و یازدهم در منا احکام حج بیان میشود آنرا بشنود و روز هشتم و نهم و دهم احکام بستمه بعد فجر و طلوع
آفتاب و منا آید و اگر ظهر خوانده آید انهم مضائقه نیست و شب عرفه در منا گذارد و نماز فجر در غلخ روز عرفه خواند
بسوسه عرفات رود اگر روز هشتم در منا نیاید و روز عرفه بعرفات رفت جائز است لیکن خلاف سنت است
و در عرفات هر جا که خواهد نزول نماید مگر در بطن عرفه و فرودش شدن نزدیک جبل فضل بهتر است و درین روز
بعد زوال غسل کند که سنت است و اینجا وقوف نماید که فرض است بدون آن حج ادا نمیشود و استماع خطبه
امام کند و همراه امام بشرط احرام نماز ظهر و عصر جمع کند استغفار و تلبیه و تهلیل و تسبیح و ثنا و درود و بخشوع
و تذلل و اخلاص بسیار سازد و حاجت خود طلب نماید و وقت غروب آفتاب همراه امام به مزدلفه آید و در
اثنا راه استغفار و تلبیه و ذکر و حمد و صلوة بسیار نموده باشد و در مزدلفه آمده همراه امام نماز مغرب
و عشاء جمع سازد بعد نماز عشاء شب در اینجا گذارد و در اینجا ماندن واجب است و مستحب است که تمام شب به نماز
و تلاوت قرآن و ذکر و دعا راجحاً نموده باشد و بجز و شدن فجر در غلخ یعنی در تاریکی فجر نماز ادا سازد

و هر جا که خواهد در مرقفه و قوف سازد و گرداوی محسّر اگر درین وادی گذر شود بمرعت تمام بیرون شود و بعد فجر
 و قومت نماید تا اسفار بعد اسفار بسوسه منا آید و در منا آمده جمعه عقیده بهفت سنگریزه رمی کند همراه هر سنگریزه
 یکمیه گوید و تفیقه اول سنگریزه رمی کرد پس یکمیه موقوف شود باز فسخ کند باز خلق کند بغیر نماید بعد از آن یکمیه موقوف
 آمده طواف زیارت کند اگر سعی سابق نموده است پس اینوقت حاجت سعی نیست اگر سابق القاف
 نیت نده بعد طواف زیارت سعی کند بطوریکه ذکر است بعد طواف مستحب است که ناخن را تراشد و شوارب را
 درست کند و استسقاء نماید بعد خلق هر چیزیکه حرام شده باشد بر حلال شد مگر جماع و قواقع آن بعد طواف
 زیارت آنهم حلال خواهد شد بعد طواف زیارت در منا آمده شب باش تا سه شب باشد و در روز در مکه رفته
 طواف زیارت کمینه نموده باشد بوقت شب قامت در منا کند و در روز دوم از یوم النحر هر سه جهرات را
 سنگ اندازی کند اول جهرات متصل مسجد خیف است بهفت سنگریزه بیندازد و بعد جمعه را که متصل این
 جمعه وسطی نامند بعد از آن جمعه عقبه را وقت هر سنگ اندازی یکمیه گفته باشد همین قسم روز سوم هر سه جهرات
 را رمی کند بهفت بهفت سنگریزه در روز چهارم اگر در انجا باشد پس بر رمی هر سه جهرات لازم است و اگر کعبه
 گرد پس می آید ساخت گشت لیکن وقت رمی درین هر سه روز بعد از زوال است لیکن در روز چهارم اگر
 قبل از زوال بعد طلوع فجر رمی نموده جائز میشود اگر چه مستحب مسنون بعد زوال است و در روز دهم و سیموم
 قبل از زوال رمی جائز نیست و مستحب است که سنگریزه خورد باشد بید کلان نباشد و پاک باشد و از
 نزدیک جهرات نگیرد بلکه از مرقفه باز راه گرفته باشند در میان سبابه و ابهام گرفته بیندازد وقت رمی
 حاصل از جهرات که از پنج ذراع نباشد اگر زیاده باشد مضائقه نیست رمی که بعد از آن رمی است از آبیاده
 کند و هر رمی که بعد از آن رمی نیست پیاده و سوار در آن یکسان است و در وادی ایستاده بطرف بالا
 رمی کند و سارایان راست و کعبه را بجانب چپ و در و این بهینت رمی نماید اگر سنگریزه از جهرات دور
 افتاده درست نشد نزدیک او رسد با بر و افتد و از دست راست بیندازد و هر سنگریزه عظمه و عظمه بیندازد
 اگر یکمشت همه انداخت جائز نیست مگر یکبار بعد ازین افعال در وادی محضّب آمده یک دو ساعت قرار کرده
 در که براس طواف عدد رود اگر از انجا حاجت کردن منظور باشد والا در که شریفه رفته اقامت نماید
 و این طواف واجب است بین طواف اولی نیست بعد از طواف بر چاه فخر آمده آب بشکم سیر می
 نبوده چند بار کرده و سرباز نظر بطرف کعبه کرده باشد و بر روی و سه بدن خود نیزه خالذ بر روی بیت الله

آید اگر میسر شود اندرون داخل شود و اگر داخل شدن ممکن نباشد آستانه را دو مقام متفرم را بوسه دهد
و سینه و روزه خود را بر و اندازد و از ملتزم سینه را بچسباند و آستانه کعبه را گرفته گیرد و زاری بسیار نماید
و این وقت هم در تکبیر و تهلیل و دیگر اشغال و از کار و حمد و ثنا مشغول باشد و حاجت خود از خدا انتعال
بطلبد و در سه خود را بسوئے کعبه نموده از مسجد بیرون شود و هر جا که خواهد روانه گردد و عمره سنت است
و واجب نیست در یک سال مکرر داده شود و وقت آن تمام سال است گویایم حج مکروه است و آن روز و عمره
و روز نحر ایام تشریف است و عمره که مکروه است غیر قارن است در احرام عمره طواف است و واجبات
آن دو چیز است یک سحر در میان صفاد و روزه دوم حلق یا تقصیر و شرائط آن شرائط حج است و سنن
و آداب آن سنن و آداب حج است و احکام جنایات نیست اگر محرم استعمال خوشبوئے یک عضو کمال
را نمود یا خضاب سر خود را بجا نمود یا استعمال زیت نمود یا پوشید پارچه دوخته تمام روز بطوریکه پوشیدن
آن مقاد است یا پوشید سر خود را تمام روز یا حلق نمود چهارم سر خود را یا یک بغل را یا عانه را یا گردن را
یا تراشیدن ناخن هر دو دست یا هر دو پا یا یک دست و یک پا یا طواف قدم یا صدر در حالت
تنبس نمود یا طواف فرض و وضو کرد یا از عرفات پیش از ایام بازگشت یا ترک سعی نمود یا ترک وقوف
مزدلفه نمود یا همه رمی را ترک نمود یا رمی یک روز را یا روزه اول را ترک نمود یا در حالت احرام بوسه یا مسن
غوره الشرب یا آب یا غیره یا طواف زید را یا ایام غریبا مقدم کرد و تسک یا بر تسک یا بر تسک
حلق کرد قبل از رمی و حلق کرد قبل از فوج پس و همه اینصورت با و واجب است اگر قارن حلق کرد قبل
از فوج پس بعدی و دوم لازم است و اگر محرم استعمال طیب نمود کم از یک عضو یا ستر نمود سر خود را یا پوشید
پارچه دوخته را کم از یک روز یا حلق کرد کم از چهارم سر خود را یا تراشیدن ناخن کم از پنج یا پنج در مجالس
متفرقه یا طواف قدم یا صدر و وضو کرد یا رمی یک از جهات ثلثه ترک نمود بعد بوم نحر یا سر غیر را
حلق نمود پس در اینصورتها صدقه واجب میشود و صدقه نصف صاع گندم است اگر محرم استعمال
خوشبوئی نمود یا حلق کرد یا پوشید پارچه دوخته بعد بیماری پس در اینصورت بر محرم لازم است
که یک از سه چیز بجا آورد و هیچ کد گو سفند را یا شش مسکین را سه صاع طعام بدو هر مسکین را نصف نصف
علت تاسه روز متصل باشد یا متفرق یا روزه دارد و اگر محرم شکار جانور نمود یا دالالت بر آن کرد پس
از سه جزا لازم گشت و جزا قیمت آن شکار است در مفضل آن باز از قیمت خرید بدی نموده در که

نوح کند یا خرید یا حرام نمود و شش سکین را نصف نصف صلح تا سه روز متصل باشد یا تصدق از گندم یا یک یک صلح از خرما و جو تصدق سازد یا بدل هر طعام سکین روزه دارد و در همه این جنایات عاهد و سماهی عالم و جاهلی مراغب و مکروه کیست اگر مجرم خوشبوی صرف بقدر کثیر استعمال کرد و دم لازم و از نسیبین شئی خوشبودار و میوه خوشبودار بر مجرم هیچ واجب نمیشود مگر این فعل مکروه است و اگر کشتن سپین خدزی طعام تصدق کند مثل یک گندم است این در صورتیکه از بدن خود یا از سر خود یا از پاچه خود گرفته قتل کرده باشد اگر از زمین گرفته قتل نمود واجب نمیشود پاچه را در آفتاب نه اندازد یا این نیست که سپس با میوه نذر اگر این قسم نمود پس ماه و نه پس برود تصدق نصف صلح کند مگر لازم شد و اگر در آفتاب برای خشک شدن داشته بود ادیت آن نبود که این بنا بر بیس و پس بر هیچ چیز جایز نشود فقط

مسئله قربانی

اشاره به احکام قربانی علیهم السلام درین صورت که عبارت کتاب مفتاح الصلوة و انیت که وقت انجیم از صبح تا دو روز و از غنمی تا نماز مغرب و از دهم ماه تا کور است و نام کتاب و قید مصر و غیر مصر نیست این مسئله ابر اخلاف همه بر است انچه صحیح باشد و مستخط فرمایند

پنج اول وقت انجیم بر سه سالن مصر بعد نماز عید انجیم است و برای اهل بودای و قری بعد نوع یک روز و یک ربع یعنی دهم یک ربع و آخر وقت آن قبل غروب روز سیم است پس یک روز و یک ربع بعد از آن عید انجیم با سه روز و این در همه انجیم است اما نزد مالک و شافعی این انجیم بعد صلوته قبل از نحر نام جایز نباشد و انجیم پیش شافعی تا چهار روز یک ربع و سه روز بعد از آن و از روزی تا روزی شش روز و قبل از صلوته آن پنج فی مصر شش بعد صلوته العید یوم النحر بعد الصلوة فجر یوم النحر و پنج فی انجیم و آخره قبل غروب الیوم الثالث و عند مالک و الشافعی الیوم بعد الصلوته قبل نحر الیوم یک روز بعد از انجیم فی الیوم فی الهدایه وقت الانجیمه دخل بطریق الفجر یوم النحر الا انه لا یجوز لاهل الامصار الذبح حتی یسلی الیام العید فاما اهل السواد فمذبحون بعد الفجر و هبى جائزه فی ثلثه الیام فی یوم النحر و یوم العید و قال الشافعی به ثلثه الیام بعد و الله اعلم فقط

بیان حرمت متعه

سوال متعه حرام است یا حلال جواب در ابتدا اسلام شرع حلال و حرام آهسته آهسته

نازل میشد چنانچه حرمت شراب در دو اور سال بابت و یکم ثبوت شد که سال هشتم از هجرت بود پنجمین پیش از نزول حکم الہی مردمان اجابت جالبیت متعہ میکردند و روز جنگ نهم مرتعہ حرام شد چنانچہ این روایت از جناب امیر المؤمنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ بصرت و ثبوت رسیده و این سال ہفتم بود از هجرت بعد از آن در او سال ہشتم در جنگ او طاس تا سہ روز رخصت ماند بعد از آن آنجناب علی المد علیہ وسلم در کعبہ برای سہ ہجرات تشریف آوردند وقت بر آمدن اگر کعبہ ہر دو بازوی در کعبہ را گرفته ہر دو دست فرسودہ کہ متعہ حرام کردہ شد تا روز قیامت و تا بہ چون این سخن وقت شب بود اندک مردمان حاضر بودند این حکم چنانچہ می باید استہدایا بود و بعض مردم بسبب پیغمبری و خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ از نکاح نمودند چون خبر حضرت امیر المؤمنین رسید بر سر منبر بر آمدہ خطبہ فرمودند کہ این متعہ گاہ گاہ در زمان آنجناب سہدہ بود لیکن آخر حرمت این ثابت چون پیش ازین این حکم نکرده بودم این بار در گذر کردم اما ہر کہ بعد ازین این حرکت خواہد کرد بروحہ زنا جاری خواہم ساخت از ہمان وقت باز این کار موقوف گشت مگر در نفس کہ از احکام عمرہ عنا و کلی از ہر گاہ قایم یا بندہ مرکبہ زنا و دین پرورہ میشوند حالانکہ چہار آیت از قرآن مجید دلالت واضح بر حرمت متعہ میدارند اول آیت قوله تعالى والذین ہم لفرود ہم حافظون الاعلیٰ از وہم لواملکت ایما ہم غیر ملوین فمن ایمنی و اراد ذلک فاذلک ہم العادون یعنی فلاح و دستگیری زنان راست کہ شرمگاہ خود را نگہبانی میکنند مگر بزوجهاست پاکیزگان خود کہ برایشان طمانش نیست پس کسیکہ نخواہد سواسے این جماع از حد شرع و گذرنده است و ظاہر است کہ زن متعہ را نہ شیعہ زوجه میگویند نہ مخالفان ایشان و بہج حکم زوجه از قسم نان و نفقہ و سکنی و طلاق و عذر و میراث برای او ثابت نیست و کنیز ہم گمشدہ پس رغبت باو یقیناً تعدی از حکم شرع است - آیت دوم فان حفتہم ان لا تقسطوا فی الینامی فاکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلاث و رباع وان ختمتہن انما تعدوا فواحدة او مالکت ایما لکم یعنی اگر تبرہ سہید کہ مادہ فی زبان یتیمہ اگر نکاح کنیم انصاف نخواہم نمود و آہن بگزارد و نکاح کنیز زنان دیگر را خواہ یک خواہ دو خواہ سہ خواہ چہار پس اگر تبرہ سہید کہ در زنان متعہ و نیز انصاف نخواہم کرد پس نکاح کنیز کیے فقط یا تصرف کنیز زن را ہر قدر کہ خواہید پس ثابت شد کہ نکاح محصور است تا چہار و ظاہر کہ متعہ بہج عدد محصور نیست پس زن متعہ کہ نہ منکوحہ است و نہ کنیز البتہ حرام باشد زیرا کہ اباحت را در آیت حصہ در ہمین دو قسم کردہ شد منکوحہ و کنیز آیت سیوم و احل لکم ما دار ذلکم ان تبغوا باہو الکم حصین غیر مسامحین - حق تعالی بعد شمار محرمات نکاح میفرماید و سلال

کرده شد برائے شما انچه سوا سے اینها اند نہ بآن معنی کہ ہر کرا سوا سے آن محرمات بخوابند و طی کنند بکلیہ چیزین شرط اول آنکہ بعوض مال کہ میزانم کرده میشود بخوابند و دوم آنکہ آنہا را در قید خود دارند پس یک زن را زیادہ از یک شوہر نباشد سیم آنکہ تنہا بریزی یعنی منی انداختن از ایشان نحو آنہا بکلیہ تحصیل ولد و خانہ داری منظور دارند و ظاہر است کہ در ششہ فقط آب بریزی منظور میباشد و شرط دیگر کہ حضور شہود است در آیات دیگر بعد ازین آمده است و لا تمتدعی اخدان یعنی نگیندہ باشند دوست نہانی را باین شرط چارگانہ و طی حلال میشود آیت چہارم قوله تعالی ولینعفف الذین لایجدون نکاحا حتی یغنیہم اللہ من فضله یعنی بتکلفت بر خود عفت و عصمت بکنند آنانکہ نمی یابند مالی را کہ بآن توانا شوند بر نکاح از مہر و نفقہ آنانکہ غنی سازد حق تعالی ایشان را و افضل خود اگر متعہ جائزے بود زنے را و چہار فلوس دوسہ آنہ خرج یک شب دادہ دو بار دسہ بار و چہار بار در زیادہ و طی کر وہ فراغت می یافتند حاجت استعفاف نمی بود و تاثیر بسیار بود و عدم قدرت بر نکاح بجز استعفاف روا نہ استند اند و اللہ اعلم فقط

و عدم اطلاع ابن عباس تجرم متعہ از دوسے تا پنج دانہ و سیر شناسی بس یا قریب بہم است و اصلا مستبعد می ندارد این استبعاد بعض کسانے را بہم میرسد کہ قرب مراتب ابن عباس را با جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدانند و از کثرت عمر ایشان و محل سکونت ایشان آگاہ نیستند ابن عباس دو سال یا یک سال پیش از ہجرت متولد شدہ اند و نامہ شہادت سال بلکہ نہ سال از عمر خود در مکہ معظمہ سکونت داشتند و در مکہ اصلا اطلاع براہ کام شریعیہ کسے را نہ بود چہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہ حقہ الفتح کہ در سال ہشتم از ہجرت است از مدینہ منورہ برآمدند ایشان بہر اہ حضرت عباس از مکہ رسیدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس را ہمراہ گرفتند و ایشان را با جمیع فریات بمسئورات ہمہ دینہ روانہ نمودند پس غزوہ خیبر قبل از آمدن ایشان در مدینہ بچند سال گذشتہ بود و غزوہ او طاس کہ عبارت از غزوہ حنین است بعد فتح مکہ متصل آن در غیبت ایشان واقع شدہ اطلاع و وقایع این ہر دو غزوہ ایشانرا اصلا ممکن الحکم مول نبود مگر بسامع اصحابی بیکہ بہ قریب روایت و قانع خودات میکردند این واقع را چہرے قریب روایت میکردند ہمگی صحبت اخوند مستفادہ ابن عباس از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو سال و دوران دو سال در باب تجرم متعہ نفرتیجہ کہ مقتضی اعادہ تاکید آن باشد روداد شد ناچار ابن عباس را در حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصلا برین امر اطلاع نشد و در وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہما صحبت عنہا گشتہ ایشان

این آیات را محرم متعه یافتند و اباحتی که در ذوقه او طاس بنقل صحابه نزد ایشان یعنی ابن عباس رسید موجب تخصیص بوقت ضرورت گشت فبیدند که متعه فی حاله السعة والاختیار حرام است بوقت مقتضای این آیت، و عند الضرورت والا احتیاج حلال است بدلیل خصصت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم در ذوقه او طاس و فعل آنحضرت را در خصصت نیز در همین تخصیص عمل نمودند و تحریم دیگر اگر بعد از سه روز واقع شود و بعد از قطع خصصت با ارتفاع ضرورت نمودند نه بر تحریم موبد پس مجموعه مذموب ابن عباس با این اجتهاد که چندان دید از کار بنود مجموع آیات و قصه او طاس ثابت شد لیکن حقیقت الامر چنین نبود ایشان را درین اجتهاد و خطا رود او و همین تفصیل حضرت علی کریم الله وجهه بعد از شنیدن مذموب ابن عباس بکلمه اشاره فرموده اند که انکرا حفظ این مقام را همین طریق در زمین شریف جا باید داد که غایت تحقیق همین است فقط

بدر اجواب سوال فیهم مضمون السؤال من الاجواب و اما الاستدلال بآیه المیزنین المعاج علی حرمة المتعة فقد نقل بالطرق الصحاح عن اکابر الصحابة و فقهاء التابعین منهم ابن عباس کانی المنکوة و منهم عائشة الصدقة رضی الله عنها اخرج ابن المنذر و ابن ابی حاتم و الحاکم و صححه عن ابن السکیت قال سئلت عائشة عن متعة النساء فقالت بئنی و بئکم کتاب الله فقرأت و الذين بهم نفر وجههم حافظون الاعلی انما اجماع ائمة مالک ايمانهم فمن اتبعی و را و ذلک امی ما روجه الله او ملکه فقد عدى و اخرج عبد الرزاق ابو داود فی ناسخه عن القاسم بن محمد انه سئل عن المتعة فقال انی لارای تحریمها فی القرآن ثم تلا هذه الآية و کذا دی عن محمد بن جابر الطریقی عن قتادة عن السدی عن ابی عبد الرحمن السلی و غیرهم من مشاهیر التابعین فلا شبهة ان باتین السورین یکتمان نفی الاستدلال بهذه الآية الواقعة فیها علی تحریم المتعة نوع اشکال الاجواب عنده من وجوه الاول ان هذه الآية مدنیة و ان كانت السورتان یکتین و قولکم فی الاتقان اذ لیس فیها آیه مدنیة قلنا اصحابه و مشاهیر التابعین اعرف بالناسخ و المنسوخ و المتقدم و المتأخر فاستدلوا بهم بهذه الآية علی حرمة المتعة اول دلیل علی کون الایة مدنیة لا یعارضه ما فی الاتقان البتة و لایسما الکلی و الدلی عندهم یطلقان باعتبار الغالب فخلل ما فی الاتقان بئنی علی ما روی من الصحابة و التابعین من حکم بکونها یکتین و لا یسانی کون بعض لایانها مدنین - و الثانی سبب ان الایة یکتیه لکن فهم تحریم المتعة منها متأخر فالناسخ هذه الایة بعد بحقوق البیان و هذه المجموع لم یکن متحققا قبل التحريم فلا جرم نفی حکم المتعة علی الاباحة الاعمالیة و تحقیق المقام ان بعض آیات بدل علی بعض الاحکام بطریق الاشارة فاذا اراد الله تعالی بوضوح حکم المدلول علیه بکلمة الطریقی اوحی الی الرسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یمین للناس تلك الطائفة فیصیر الآیة ح راثہ علی ذلك الحكم دلالة الصریح
وتختلف به العوام والخاص وسمى اراد الله انفسهم ذلك الحكم لم یمین الرسول تلك الطائفة وان لفهم الخاص والاذکیاء
ذلك الحكم فلا یمین التكلیف به علاما لثبوت قوله تعالی یتخذون منه سكرات فاحسانا فان توصیف الزرق بالحسن وترك
به الوصف فی اسکریدل اشارة علی حرمة الخمر مع ان الآیة مكیة نزلت قبل تحريم الخمر بمدة مدیة وكذا قوله تعالی
فیها انتم كبریاء فاعلم للناس يدل اشارة بل صریحا علی حرمتها لان دفع الضرر لاسیما اذا كان اخرويا وانما مقدم علی طلب
النفع سیما اذا كان عاجلا ویوبا باجماع العقل والشرع. لهذا كان عمر رضی اللہ عنه یدعی بهذا الباب ویقول اللهم بین
لنا فی الخمر بینا شأنا ودون ان یقول حرم علینا الخمر فیصح استمدالهم ان هذه الآیة بعد بیان الرسول يدل قطعاً علی
حرمة المتعة كانت قبل البیان ولیدل علیها ان المحتل ان یمین المراد ما ملكت ایمانهم اعم من ملك الرقبة
وملك النافع فلا لفهم تحريم المتعة قطعاً یقی بها اشكال صعب اصولی وهذا خلاص ما تقر عنه جملة من تأخیر البیان
عن وقت الحاجة لا یجوز منہم وفي هذه الآیة یلزم ذلك قلنا المحذور من ذلك المولاه لم لفهم المعنی المتكلیف
به اسلاك فیمه الصلوة بلا بیان بصفة الصلوة اما اذا فهم اصل المعنی ولم لفهم بعض ما یدل علیه الكلام بطریق
الاشارة فلا محذور فی ذلك اعلا والثالث سلمنا ان هذه الآیة كانت والة علی حرمة المتعة بلا حاجة الى البیان
لكن كان حکمها موخرانی التكلیف به الى زمان فلما جاز ذلك الزمان ثبت ذلك الحكم بتلك الآن وكانت
الآیة ماسخة قبل الهجرة ووقع النسخ بها فی غزوة خیبر بسبب تأخیر حکمها الى ذلك الزمان كما صح عن النبی صلی اللہ
علیه وآلہ وسلم ان قال قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا علیکم انفسكم ناسخة الامر بالمعروف والنهی عن المنکر فی آخر الزمان
والله اعلم فقط - من فتح الغزیر تحت قوله تعالی او نفسها فی سورة البقرة بعد ذکر قراءة الهزاة من الانسار
وهو التأخیر والتحقیق ان الانسار سوار كان مہموزانی الاصل محققاً اذا قصایا ثبائاً من النسیان منحنی الاغفال
والاذا مل امر غیر النسخ مقابل له مقابلہ الصعود الیهبوط فی الحركات ومقابلہ السلم والبيع الموعیل فی المعاملات
وهو ان یقدم نزول الآیة نمل حکمها وتباخر حکمها عن تلاوتها الى مدة كما ان النسخ تقدم الحكم علی بقائه التلاوة
وتأخیر التلاوة عن مدة بقائه الحكم وهو کثیر الوقوع فی الآیات وبهذا القسم یرتفع الاشكال عن ما یروی من
اکابر الصحابة انهم سکوا فی الاحکام المدنیة بالآیات المکیة كما روى ذلك بطریق صحیح عن امیر المؤمنین
علی کرم اللہ وجہہ فی قوله تعالی قد اطلع من تنزیکی وذكر اسم ربہ فصلی اذ اشارة الى اداء صدقة الفطرة وتکلیفات
العید وصلوة العید وکما روى عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ انہ سکت فی حرمة الطلاء بقوله تعالی

ان الخلل يتخذون منه سكر او ذرقا سنا وكمادوسى عن ابن عباس رضى الله عنهما انه تمسك في حرمة التمتع بقوله
 تعالى في المؤمنين وفى المعارج فمن يتبعنى وراى ذلك فادلك هم العادون بل هذا القسم واقع في غير الاحكام ايضا
 ما في قصة سرية منة ابن عمرو الانصارى فانه نزلت الاشارة اليها بمكة في قوله والعاديات ضحيا الى قوله وسلم
 بجما وتحقق بذه الانسار ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم والمجتهدين من الصحابة ما كانوا يتفرغون لاستنباط
 احكام الوقائع المفروضة المقدرة بل يكتفون ببيان احكام الوقائع النازلة متى ما لم يتفق وقوع واقعة لم توجه
 الى ماخذها ولم يستدلوا بها في استخراج حكمها فلا جرم لم يلق ماخذها على ما كان عليه من الخمول والاختفاء حتى اذا آن وقت
 بيان حكمها في علم الله وقعت واقعة تقضي ذلك صرف الله اذانهم الى ذلك الماخوذ وتسكوا به كما وقع ذلك
 في قصة تطيف اهل المدينة كما سلم وتمسك النبي صلى الله عليه وآله وسلم بصدر سورة التطهيف ومن احسن
 بهذا الاصل استراح عن كثير من التكلفات اللتى اركبها اهل التفسير ابل الاصول كما لا يخفى على المتبحر -
 ايضا من فتح الغرر تحت قوله تعالى في المؤمنين فمن اتبعنى وراى ذلك فادلك هم العادون فان قالوا اى شيعة
 نذكر عندكم ان المتعة كانت مباحة الى زمن خيبر بعد نزول هذه الآية فكيف يصح التمسك بها في تحريمه
 فلما ان اردتم بالاباحة الاباحة الشرعية اللتى تتوقف على فعل الرسول او قوله او تقريره منعنا كونها سائبا
 لهذا المعنى بعد نزول هذه الآية اذ لم ينقل لاعدنا ولا عندكم ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اطاع على هذه
 رفعت فقررنا اذ اذن فيها ومعاذ الله ان يفعل هو واصحابه من ذلك شيئا فامس دليلكم على اثبات
 بذه الاباحة وان اردتم بالاباحة الاباحة الاصولية اعنى عدم ورود النهي عنها صرحا فذلك انما كان اعتمادا
 على هذه الآيات فانها صريحة بتحريمها وكم من حكم صرح به في القرآن ولم توجه النبي صلى الله عليه وآله وسلم
 الى تأكيده وشرحه وبسطه الابد سنوج الحاجة الى ذلك من وقوع الواقعة او سوال السائل ولما لم يتفق في
 باب المتعة شئ من هذه الامور الى زمن خيبر لم يتعرض النبي صلى الله عليه وآله وسلم لتأكيد حرمتها كما لم يتعرض
 لاكثر احكام النكاح والتزوج الى ان عاجز الى المدينة وقعت في ذلك وقائع يقتضى شرحها وبسطه
 نعم قد رخص النبي صلى الله عليه وآله وسلم عام او طاس لاجل الضرورة في النكاح الوقت لافى المتعة كما
 صرح بذلك رواية عمران بن حصين وابى موسى الاشعري وغيرهما ما هو في صحيح مسلم وغيره من الصحا
 قد رخص لارسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عام او طاس ان تنكح المرأة بالشوب الى اجل فهذا نصه
 في ان الماذون فيه كان نكاحا مؤقتا لامتعة وانما سماه من سمي متعة مجازا او تشبيها وانما اذن لنفسه

باجتماعه حيث علم ان نکاح فيه شرط التاجيل والسبب ذلك الشرط انساب التتبع فلما اوحى اليه انه في المعنى كالمتعة
لايجب اختلال الثوب وضياح الاولاد وجهالة الوارث والمورث باء الى تحريمه ايضا بعد ما ثبت تحريمها موبدا
فالمعنى لم تكن مباحة قط بعد نزول هذه الآيات الامجا ز حيث لم يقع التصريح بتحريمها من جهة النبي صلى الله
عليه وآله وسلم فتوى النبي صلى الله عليه وآله وسلم عنها يوم خيبر كفى عمر رضي الله عنه في خلافة فاتهاها نكاحا
لا نبيا شرع بكذا ينبغي ان يفهم هذا المقام فانه من مزال الاقدام فقط

مسئلة طلاق اگر شوهر زن خود را یک طلاق داد و در حالت غصه و قهر بشهر طریقه در شهرش خود
بود آن طلاق واقع شد لیکن باز در نکاح خود میتوان آورد و اگر دو طلاق داد نیز همین حکمست و اگر سه طلاق
داد خواه یکبار خواست فراق باز در نکاح نمیدانند آورد و ما وقتیکه حلاله کنن یعنی آن زن شوهر دیگر بگیرد و شوهرش
دورم با دخلوت نماید و در اطلاق و بعد از آن سه حیض باز بشوهر اول برسد و الا نه فقط

مسائل بیع و غیره

(مسئله) امر ببلح حرام میگردد هرگاه که وسیله فعل حرام میشود قول انطالی
کل امریتدفع به الی امر محظوظ و غیر محظوظ ان المبذون اذا جعله وسیله الی امر محرم صار حراما بقبول الهدیه فی قصه
ابن ابی لیلی فانه فی الانس مباح لکن لما جعل وسیله الی اخذ الزکوة لایتهامها بالمحابة و المسامحة و هو حرام
بما حرمان لان لئو مسائل حکم المقاصد فی احریمه قوله کل و خیال فی العقود بل یكون بحکمه عند الانفراد حکمه عند الاقران
ام لا معناه ان لا ادخل عقدا فی عقد آخر کمن ادخل اعارة فی رهن ادا جارة فی رهن او قرضانی بیع یظربل یكون
حکم ذلک العقد الذی لعل عند الانفراد من العقد الذی ادخل فیه حکم فی تعلق رضای المتعاقدين به عند اقراره به لعل
فعلی الاول یصح علی انسانی لا یصح کما اذا باع متاعا شمس یسیر ليقرضه الفافلوم توقع البائع منفعة القرض للماباع
بهذا العقد و لم یرض به کذا لولم ین رهن الدار یبلغ کثیر لم یرض الراهن باجارتها بشئ یسیر و لم یرض باعارتها
فلا یصح هذه العقود و انما لم یخلق بها الرضا عند الانفراد بل عند الاقران فقط و لو کان بین الراهن المرتهن
صدقة لیسحح الاعارة و الا جازنه بشئ یسیر و لعل من یخضع بینهما عقد الرهن صح الاعارة و الاجارة لانها مما یعلق
به الرضا من الانفراد لعل السدقة مثلا فقط

حکم بیع الوفا

فقیهین مسئلة بیع از یک مغفقتی معتدا اینجا نموده شد فی الغیر گفته که متاخرین بر جواز آن فتوی دادند چون طلب

نقل نموده شد عبارت حمادیه نقلاً عن الجوابیه نوشته فرستادند و بهی فدا صورت مسج الوفاء و فی الباب الاول من الجوابیه ان يقول بعت منك على ان تبعية منی حیث بالتمن وحکم حکم الرهن والمذکور ههنا ان صورت ان يقول بعت منك بكذا يقول الآخر اشتریت ولم يذكر فی العقد سوى الایجاب والقبول الا انها ذکر قبل العقد ازیر و البیع اذ ارد علیه الثمن اذا كان قصد بها ذلك حکم ذلك ان يكون بیعاً لا فاذ الایجابات المذکور ههنا شمه ازین عبارت جواز بیع و فابگر مفهوم نمیشود بلکه در صورت متعارفه که اولاً مذکور است موافق قاعده معروفه که البصره فی العقود بالمعانی لا بالفاظ عقد برین مستغنی میگردد پس تمسک منافع صحیح نمیشود در صورت ثانیه وجوب رد ثبات نمیشود و ظاهر است که انیمعنی یعنی تصحیح بیع و فابصورت و حکم فاعلف اصول مفروضه است و معلوم است که جواز خیاری فی البیع نیز بصیرحت حدیث علی القیاس ثابت کرده اند و موقت بسبب رد و پیش بعضی یکباره نموده و نیز اگر شرط رد بیع را اعتبار دهند بیع بشرط مذکور شده فاسد میگردد فی الحال این را نه مندرجست قابل اعتماد و رد وجهی صحت یافته نمیشود -

مسائل رهن

سوال چه میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین باب که زید باخ خود را نزد مکرر رهن داشت و آثار آن باغ در هر سال بقیمت بست رویه خواہ پانزده رویه فروخت میشود بکرنور از زید مسطور ادل گفت که آثار درختان مرابنخش تار رویه بدیم و قتیکه رویه من ادا خواهم کرد باخ را و اگر گذشت خواهم نمود زید بیچاره بی باعث غرض خود گفت که من بکل کرده ام این بکل جائز است یا نه یا که بگفت که یک رویه زیاده از زر مقرر رهن ازین بگبیر و آثار باخ با من بیع کن و قتیکه بعد گذشتن هر قدر سالها که رویه در اصل من خواهم ادا و باغ را و گذشت کرده خواهد شد پس این بیع ثمر درست باشد یا نه مبنا متوجربا -

جواب در صورتیکه رهن اجازة دهد بر ترهن را بخردن اثماً از ضمان بر ابره حاصل میشود لیکن خوردن آن آثار در حق مرتهن مکروه است بر ادایت نقیضه فی الاشباہ والنظائر ابلح الراهن المرتهن الثمار و سکنی الدار و لکن الشاة المرهونة فاکلها لم یضین و لا منع ثم افاد فی الاشباہ انه یکیر المرتهن الاستفاح بذلک فی الضمیرات را اذن فی ثمره البستان فصار اکلها کاکل الراهن ثم نقل عن التهذیب انه یکیر المرتهن ان یتفیع بالزین وان اذن له الراهن - در مختار پس و قتیکه استفاح مکروه پس بیع نمواند مرتهن از راه شرط اجازت مکروه خواهد شد و بشرط عدم اجازت حرام فی الدار الا استفاح به مطلقاً لا الاستیعام و لیس ولا اجازة

سوارکان من را بن اومرتین الا باذن کل الاخر فقط

سوال چه پیفرایند علماء دین و مفتیان شرع متین در نیصورت که عمر و دینه زمینداری خود را نوزیدین کرد و زید مذکور بران دینه مذکور قابض شد و رود و کاشت زمین و تحصیل زر کاشت میکند و انتفاع موضع یگیره و دیگر اصل از زمین مجرایندیه و میگوی که انتفاع بوض حق تحصیل و زر عمتا نه خود میگیرم و قتی که زر اصل بران نوزید خود خواهد داد و به مذکور را و گذاشت کرده خواهد شد چون ازو گفته میشود که این زر منافع که تو میگیر می سود میشود و مسلمانان را نباید زید مذکور میگوی که این اصل سود نیست من حق اینست خود میگیرم یا آن زر نفع و اصل سودت یا نه اگر فعل سودت زید اندیشید یا نه بنویس و جواب نفع گذشتن مرتب از زمین مذکور خیر می است بیکره لمرتب ان ینتفع بالرب و ان اذن له الربان قال المنصف و علیه بخان اعم محمد بن اسلم من انه لا یصل للمرتب ذلک و لو با الاذن لانه ربوا و قلت و تعلیله یفید انها تحریمیه - در متنا و سبب اشتر کرده تحویلی گنہگار است ایضا فیه و یا شرم باز نگاهداریا شرم تبرک الواجب و الله سبحانه اعلم فقط

مسئله اجاره

سوال شخصی اثمار درختان انبه و میوه و غیره بکس اجاره داد و عند الاجاره شمر دران بنویس و یا بدو بخت نمود یا بود مگر مقدار بجزول است بسبب بودن بردخت و مدت اجاره تا ماندن اثمار بردخت تعیین یافته بود و عوض آن برشت کرده بود یا آنکه اثمار این درختان بمدت سه ساله یا چهار ساله بکس اجاره داد و عوض آن بسخ سالانه مقرر کرده و مال بیانی سالانه از متاجر میگیره خواه درختان با آرند یا نه پس این هر دو اجاره عند الشرع شریف جائز اند یا نه و پس بطور اجاره اثمار مهوه و غیره بردخت برآمدن غنچه اجاره میدهند و ازو معین مینایند که این مقدار را نشاء و گنجگان خواهم گرفت و متاجر هم قبول کرد پس بعد فصل او را اگر منافع شود خواه خساره مقدار معینه خود او را بکنند و نیصورت چه حکم خواهد بود

جواب هر دو اجاره در شرع شریف جائز نیست زیرا که در هر دو صورت منفعت معلوم نیست و شرط اکون الاثره و المنفعة معلومتین لان جملتها تقضی الی المنازعه - نه مختار فقط

صورت فاسده در شیخ سلم

سوال چه پیفرایند علماء دین و مفتیان شرع متین درین باب که زید بکرا قبل از دو ماه خواه چهار ماه و دینه او باقر را اینکه برفت تیار فی فصل خریف یا فصل ربیع که غله و نوزخت خواهد شد آنچه نرخ اعلی فروخت خواهد شد البته غله گندیم با جو هر چه قرار یافته است گرفته خواهد شد و قید زمان و موازنه نکرده بلکه بهین صورت فیما بین

ہر دوسرے قریب یا فتنہ پس ایضاً صورت بیع سلم است یا نہ و این بیع عند الشرع اشرف بیع درست خواهد بود یا نہ
چون اسی بیع درست بیع سلم نیست در بیع سلم سفت بشرط نذر امام اعظم ح لازم و ضرر درست و لا بیع سلم
عند ابی حنیفہ الا بیع بشرط - جنس معلوم و نوع معلوم و صفہ معلوم و مقدار معلوم و اجل معلوم و معرفت مقرر
اکمال لکیل المؤمنین و العبد و نسبتہ المکان الذی یوفیہ فیہ اذا کان له حل و مؤنتہ - ہدایہ و اذافات الشہ بط
فات الشہ و بط پس ایضاً صورت بیع درست نباشد فقط

حکم اراضی مدومعاش

سوال اراضی مدومعاش کہ مدومعاش ہندوستان ملک یگویند حکم آن در باب جواز بیع و شراحت چیست -

جواب اراضی خراجہ عشر واجب نمیشود فی العالمگیریہ و النوع الثانی من شرائط وجوب العشر بشرط المحلۃ
بہوان یکون الارض عشرۃ فاعشر فی الخارج من ارض الخراج کہ فی بحر الائق و الماک و باغات کہ از طرف
عکام ہر دم میرسد رقبہ زمین ملک آنها نمیکرد و بلکہ خراج آن زمین با نشان میدہند و رقبہ آن زمین ملک
ملک میماند و در رقبہ زمین در اکثر بلاد ہند علماء اختلاف است علماء متقدمین بآن رفتہ اند کہ مالک رقبہ الارض
را اراضی ہند زمینداران اند کہ خود را بسودہ دارمی نامند و حضرت شیخ حلال تھانی سمری قدس اللہ سرہ و النور
رسالہ در احکام اراضی ہند ظہری فرمودہ اند در ان رسالہ این مذہب را بشواہ و دلائل بسیار ابطال فرمودہ
تحقیق نمودہ اند کہ اراضی ہند بدستور اراضی سواد عراق موقوف بر ملک عامہ مسلمین بے تخصیص است
یعنی در ملک بیت المال است و زمینداران را ہمیشہ از قیمت نابھون دخل نیست و قاضی محمد علی تھانوی
رحمۃ اللہ علیہ نیز دین باب رسالہ نوشتہ و ہمین مسلک را ترجیح دادہ پس اگر مالک اراضی ہند زمینداران
باشند و زمینداری را خضوع سلطنت بنا بر استحقاق خراج معاف کنندہ در انصورت ہم عشر واجب نیست
زیر کہ زمین خراجی عشری نیست چہ جائے شقوق دیگر فقط

مسائل ہبہ

سوال ہبہ بے لفظ و ثبت یا بخلت میشود یا نہ و احتی ان یوجد فی بعض الصور و در فتاویٰ اسی برہنہ یگویند
کہ ہبہ عبارت است از تملیک عین بے ذکر عوض و لو فر ا حاشم قال و این یعنی ہبہ بتعالیٰ رواست انتہا
و نیز در برہنہ میگویند کہ تمام میشود ہبہ قبض اسی بحجایت اول پس بخلت قبض نباشد اما ملک رواست
اگرچہ تسیم نباشد قبول اکثر و علیہ الفتویٰ و عمل کما فی المعدن و تصریح در ہبہ لازم نیست تا اگر مال

دوره نهند بلکه انجی! شد و او بد انتهی کلاس پس این روایات معلوم شد که مذهب و تملیک بدون لفظ بیسم
درست میشود و اما ان رکعہ الایجاب والقبول فبنا علی اکثر والاغلب کما ذکرنا فی البیع ایضا مع جوازہ
بالتعاطی ایضا فی الفیس و یخس واللہ اعلم نقط

سوال چه میفرمایند اندرین صورت که سیمیان زید و عمر و مثلاً از جهت اینکه در خیر خواهی کدامی سرور شما
و جانفشانی بکار بر ندارند سرکاران سرور در حقوق و صلح جانفشانی می خود و ما و بی بطریق انعام یافتند
درستدان انعام نسبت اتفاق با همدگر فقط نام سیمی زید و عمر و ج شد سیمی زید نظر با عاق و حقوق جانفشانی
عمر و عمر و از طرف خود دستاویزی سیمی عمر و بدین مضمون نوشته داد که من و سیمی عمر و از سر و از فلانی بخت
و جانفشانی این... میسر پیدا کرده ایم چنانچه عمر و بمقتضای یک جهتی و عدم مغایرت اسم خود در سناد داشته
داخل نگذاشته پس آنکه دیگر برادران هر سرور خواهند نمود اما بجای خود در تفریق یکدیگر با سیمیان مقرر است که
مزرع فلانی بطرف عمر و داتی و بهی بطرف من باشد و مرا از مزرع مذکور هیچ دعوی نیست بطوریکه بعد از
باقی بهی سوامی آن مزرع در تصرف و ارثان من خواهد ملذ همان قسم بعد عمر و مزرع مذکور در تصرف و ارثان
او خواهد ماند فقط بعد آن سیمی زید سیمی خالد را وارث گذاشته است و سیمی خالد یک دستاویز بمسئول
عمر و بدین مضمون نوشته داد که چون زید مرث من و سیمی عمر و از سرکار سرور و از فلانی در بهی سیمانی
بخت نوشته پیدا کرد و دستاویز از سیمیان و محارج و داخل مشتمل ماند از بهی پیش خود سیمیان زید
و عمر و مزرع فلانی بطرف عمر و داتی و بهی بطرف زید مرث من مطابق سند رجیسه سند اول می فهمیدند
لیکن بمقتضای یک جهتی حرف مغایرت بیان نیامد و نشاء الله حالا سیمیان بدستبر مذکور خواهد ماند و اینجا
از جهت صحت سیمی عمر و بیرون نیست فقط در صورتی که سیمی زید با سیمیان سیمی عمر و در بهی سیمانی
خواه اعتراف کرد و سیمیان تفریق و بهی مذکور نوشته داد و در ارث سیمی خالد سیمی زید و سیمیان نوشته داد که طوری که
سیمیان زید و عمر و تفریق و بهی مذکور در میان خود میفهمیدند اما از اینجا بنبی همان طوری که خواهد آمد
اگر سیمی خالد از دادن مزرع مذکور سیمی عمر و انکار کند و ظاهر نماید که آنچه در میناب نوشته شد براس عمل
کردن نبوده بلکه براس یک جهتی نوشته شده بود انکار از دوی شرع شریف قابل سماعت است بانه -
سیمی عمر و از سیمی مزرع مذکور از دوی دستاویز نوشته سیمی زید و دستاویز نوشته سیمی خالد
میسرید بانه در صورت مرقوم هر دو این که راجح و مفتی پیدا باشد و جواب استفتاء بذا مع نشان

فتاویٰ ثبت فرموده آید بنیوا تو جهرا

جواب اندستاد نیز نوشته مسمی زید معلوم میشود که مسمی زید عمر در انظر بشرکت او در حسن خدمت در قضا
و محنت و جانفشانی در افغانیکه انسر واریافته است شریک دانسته است یا شریک ساخته در مزرع فلانی
رای اومعین کرده و باقی را براس خود داشته پس بموجب این دستاویز اگر ثابت شود بشهادت شاهدان
معتبر مزرع فلانی ازان عمر مرده موافق ردایات قضیه معتبره و در فتاویٰ قاعدی میگوید قال قوله جلست بذات
باسم انبی هبته هو الصبحم ذکر فی اوائل الهبة من الوقعات انتهی اما این هبته بدو شرط ثابت میشود اول این
دستاویز که ازان معتبر نبوت رسد بحض خط و مهر اعتماد نیست زیرا که جعل و تبلیس درین هر دو امر تفسیر الوقوع
در فصول عمادی میگوید لیس للقاضی ان یقضی بالصک انما یقضی بالکجة وهی البینة والاقرار والاصک
فلا یصلح حجة لان الخط مایاشبه ولیقعل انتهی و در فتاویٰ کامل میگوید لایثبت بمجرد الخط شی لان الخط
یشبه الخط دوم آنکه مسمی عمر و بران مزرع بالاستقلال قابض و متصرف شده باشد نه قبض نیابت
و وکالت در شرح و فایده میگوید و تتم بالقبض الکامل ای تتم الهبة بالقبض الکامل الممكن فی الموهوبین
بالقبض الکامل فی الکوة المنقول یا یناسبه فی العقار یا یناسبه فقبض مفتاح الدار قبض لها و القبض الکامل
نیاتجمل القسمة بالقسمة حتی یقع القبض علی الموهوب بطریق الاصاله من غیر ان یکون القبض بتبعیة قبض الکل
و ینما تجمل القسمة بتبعیة الکل انتهی مسمی خالد وارث مسمی زید که دستاویز نوشته داده مطابق دستاویز مورث
خود اقرار تسلیم شریک ازان ثابت میشود مگر آنکه در تعیین مزرع مذکوره لفظ فهمیدن نوشته است ظاهرا
اقرار قبض ندارد و باید پرسید اگر انکار قبض بینما بدو ثابت باید کرد و اگر ثابت نشد پس موافق اصل
حصه عمر و التفویض کرده و در این دو صورت نیست که مسمی زید را یک وارث که مسمی خالد است باشد و اگر وارث
دیگر هم دارد احوال آنها تخمین باید نمود که اقرار شریک و تعیین این مزرع که از مورث اینها بوجود آمده سلم میدارند
و اقرار میکنند یا انکار و تکذیب مینمایند اگر قصد یقین نمایند پس در حق آنها نیز مدعی عمر و ثابت شد و الا فالابنینه
علی المدعی والیمین علی من انکره و اگر مسمی خالد وارث مسمی زید انکار دستاویز نوشته خود نماید و بگوید که این
نوشتن براسی عمل کردن نبود بنابر یک جهتی بود ازانو باید پرسید که این نوشتن بنابر کس است و بازیگری
بود پس خالد را تصدیق نباید کرد و قول او را سموع نباید داشت چنانچه در در مختار در کتاب الاقرار میگوید
ا لو اقرت الاستهزاء لم یصدق و اگر بگوید که درین اقرار من دروغ گفته بودم بنابر مصلحتی لیس مسمی عمر و

قسم باید داد که کسی خالد و رورغ نگفتہ برہم امام الہیست رحمۃ اللہ علیہ دور اکثر معتبرات فتوحی برہمین تو است
 و نزد حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ ابن سخن اور آگوش نباید کرد و بموجب الارحج بالنظر الی الدلیل در شرح تنویر الانصار
 کہ از مصنفست میگوید اقرئتم ادعی المقرانہ کاذب فی الاقرانہ کحلف المقرانہ ان المقر لم یکن کاذباً فی اقرارہ
 بذاتہ ان یوسف و دہ لغتی کما فی کثیر من المعنیات و عند ابی حنیفہ رحمہ لا یلیفت الی قولہ انتہی و اللہ اعلم و علمہم و حکمہم

تفسیر آیات

سوال آیات وحدانیت بر نگارند جواب وحدانیت حضرت حق جل و علا و معنی دارد و پیش
 علمای ظاہر معنی وحدانیت یک معبود و نخستین است و پیش حضرت صفوی یک موجود و نخستین معلوم نیست کہ نحو
 تسبیح سامی کہ اہم وحدانیت است نصین فرمودہ باید نوشت تا مطابق آن بقلم آیات قرآنی بر سر دو وحدانیت
 دلالت دارند براسے نمونہ ازہرہ و قسم آیت چند آیتہ نوشتہ میشود آیات وحدانیت بمعنی یک معبود و نخستین
 آیتہ اول در سیپارہ سبوقول و البکم اللہ واحد لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم ان فی خلق السموات والارض تالیقون
 آیتہ دوم در سیپارہ ملک الرسل و رسوہ آل عمران تعبدوا لہ لا الہ الا ہو تا الغیز ان حکیم آیتہ سوم در سیپارہ لن نبنا
 البر ان فی خلق السموات والارض تالیقون باطلا آیتہ چہارم در سیپارہ سبحان الذی قل لو کان مع الہۃ تاذی العز
 سبیلہ آیتہ پنجم در سیپارہ اقرب لو کان فیہما الہ الا اللہ لفسدنا آیتہ ششم در سیپارہ قد افلح ما اتخذہ من دل
 و ما کان معہ من الہ الا یصفون آیات وحدانیت بمعنی یک معبود و نخستین آیتہ اول در سیپارہ الم فاینما تولوا
 فثم وجہ الشدان اللہ واسع علیم آیتہ دوم در سیپارہ وقال الملأ الذین و ما ریت اذ میت و لکن اللہ می آیتہ
 در سیپارہ امن فقل کل شیء مالک الاوجہ آیتہ چہارم در سیپارہ قد افلح اللہ نور السموات والارض الی آخرہ
 آیتہ پنجم در سیپارہ قال فما خطبکم کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاكرام آیتہ ششم در سیپارہ الیہ
 سترجم آیات ثانی الافاق فی الغیبہم تا محیط آیتہ ہفتم در سیپارہ قال فما خطبکم ہو الاول والاخر والظاہر والباطن
 آیتہ ششم در سیپارہ مذکور در سورہ واقعہ و نحن اقرب الیہ منکم و لکن لا تبصرون آیتہ ہفتم در سیپارہ مذکور و منہجہ
 انما کنتم آیتہ ہفتم در سیپارہ حم در سورہ فات و نحن اقرب الیہ من جبل الورد آیتہ یازدہم در سیپارہ مذکور
 ان الذین یالیونک انما یالیون العید اللہ فوق ایدیم آیتہ دوازدهم در سیپارہ والی لا یعبد الا اللہ الہ الہ واحد
 ان بذل الشیء عجاب آیتہ سیزدہم در سیپارہ قد سمع اللہ ما یقولن من تجوی ثلثہ الا ہوا ربکم ولا ثمتہ الا ہوا و ہم
 تا انما کانوا

سوال در ترجمہ قول ویتعالی قل لا اجد فیما وحی الی محرما علی طاعم لطمہ الآتیه - مذکور است کہ بہ نسبت بہیمۃ الانعام دان اسناف ثنائیہ مذکورہ است و سگ و شیر و مار و غیر آن اگرچہ حرام است البتہ لطمہ نیست و در ان بحث مذکورند ازین جامعہ ہم میشود کہ خسر بہتر داخل بہیمۃ الانعام است و الا استثنا را سبب نماید بہ جواب دنی الخضر اختلاف فائدہ عند بعض المفسرین داخل فی بہیمۃ الانعام و ذلک لان البہیمۃ اسم فی اصل النعمۃ المأہم امر ما یشتمل کل حیوان لکنہ خص فی العرف بذات القوائم الاربع ثم الانعام اما اخذ من النعمۃ بالکسر سمیت بہا البہائم الاہلیۃ الاتی نفسی لاجل الدرد والنسل والانتفاع باصوافہا وادبار ما واکل کما و اخذہ بجلودہا یؤفر النعمۃ بہا و اما اخذ من النعمۃ بالفتح بمعنی التقویۃ بالبدن لما فی ابدانہا من النعمۃ بخلاف الوحشیۃ من البہائم و علی کل تقدیر یشتمل الخضر الایلی لوجود الوجهین فیہ و عند بعضہم ہو غیر داخل فی بہیمۃ الانعام بشہادت العرف لکنہ عد من بہیمۃ الانعام تعلیبا لان النصاری و غیر ہم من بعض الطوائف یخفونہ کا تخاذ الانعام و لقیونہ اقلانہا و یتقون بلحمہ و جلده و شعرہ و لبنہ کما یشام فی قرص دیار و اذہا کما ان یلبس لکمین من الملائکۃ بل کان من بکن علی الصاح لکنہ عد من الملائکۃ تعلیبا فدخل فی الخطاب و استثنی منہم استثناء متصلا لانه کان واحد محورا فیما بینہم مشارکا معہم فی التبعی و العبادة و التقوی و اللہ اعلم فقط

مسئلہ دوم و تفسیر آیت انما ولیکم اللہ الایہ مرقوم شدہ کہ بروایت بخشش خاتم ثعلبی منفرد است حالانکہ در کتب امامیہ ابن روایت را بحمد طویل و سعید بن جبیر غیرہ از علمائے اہل سنت نسبت میکنند صاحب من انچہ در تحفہ اشاعریہ واقع شدہ کہ ثعلبی بآن منفرد است منبش آلت کہ از جملہ مفسرین محدثین مثل بقرہ و ترمذی و ابن جریر و ابن ابی حاتم و غیر ہم کسی ابن آیت را حل بجنباب مرتضوی خاص نکرده اند و اربع تصا یعنی قصہ بخشش خاتم را تخصص عموم ابن آیت نساخہ مگر ثعلبی و دیگران ابیہ را تمام و ششہ اند و تخصیص بجنباب مرتضوی نمودہ ازینجا روایت ابن قصہ بعضہ دیگر ہم کردہ اند مثل طبرانی بسند مجہول کہ جنباب مرتضوی انگشتی در حالت رکوع بسا علی بخشیدہ برد و درین آیت اشارتے باین قصہ است نہ آنکہ مراد از آیت سخن در جنباب مرتضویست و این قصہ تخصص عموم ابن آیت گردیدہ در کتب اہل سنت روایت حمید طویل اصلانیت و یحیی بن سعید بن جبیر ہم ابن قصہ را نقلی نکرده اسے علی بن طلحہ و دیگران از ابن عباس ابن قصہ را روایت کردہ اند لیکن صرف در اسانید ابن قصہ تا بآن رجالی است تفصیل ابن مہم کہ سعید بن جبیر و حمید طویل و دیگر کا بعین ازان طبقہ نیستند کہ خود تصنیف کتائبے با تدوین تفسیر کے کردہ باشند تا م روایات

ایشان مضبوط باشد و صحت و سقم آن در پافته شود بلکه طریقه تدوین تفاسیر و روایات متعلقه بایات را جمع کردن و آیت را به محل خاص فرود آوردن و در طبقه موفرشیع بافته مثل بخاری و ترمذی و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویه و غیرهم ثعلبی نیز در همین جماعت متاخرین است بلکه متاخرتر از همه اینها پس هرگاه آنجماع متقدمین این آیت را تخصیص بحجاب مرقضوی نکرده باشند فقط ثعلبی بان منفرد باشد البته قابل اعتماد نمی ماند هر چند ثعلبی نیز این تفسیر را نسبت بابو ذر و ابن عباس و ابو رافع و غیره کرده است لیکن سند او باین بزرگان موثوق نیست پس در این تفسیر نیز ثعلبی و کلبی و سدیی و اشال اینهاست عبارت تحفه اشعشریه و دیگر مقام اینست و این قول که نزالت فی علی بن ابی طالب در روایت قصه سائل و تصدق باگشتنری در حالت رکوع فقط ثعلبی بآن منفرد است و محدثین اهل سنت تا طایفه ثعلبی و روایات او را بحجی نپذیرند پس معلوم شد که ثعلبی این تفسیر را هر چند از سابقین روایت میکند لیکن روایت او معتبر نیست و در تفسیر کبیر و جواب این آیت مرقوم است که اکثر المفسرین علی اینها نزالت فی حق عامه المؤمنین انتهى فقط

سوال آیا گوید محمد رسول الله والذین معه اجمعون العباد الذین یحبون الله و یحبونهم ان یغفر الله لهم الذین هم را در حق عثمان و تراهم کما سجدا در حق علی مرقضی رضی الله عنهم نوشته اند و این معنی بحسب اعراب شاعت بسیار دارد چنانکه بعضی از نحافین بدین تفسیر طعن کرده اند و مدهی در فوارج و عبد القادر بدو اونی در سجات الرشید آیات سوره زخرف را از مواعد الله خیر و البقی للذین امنوا و علی ربهیم یوکلون تا ان ذلک من غم الامور در حق ابی بکر صدیق با امام زین العابدین گفته این آیات بحال هر یک موافق و مناسب تر است و در اعراب هم درست می نشیند **جواب** تفسیر آیت والذین معه اشعار علی الکفار بطریق قدح بر صفات خلفاء اربعه انحضرت ابن عباس و مجاهد و غیره باین ترمز مری شده و ازین محسب بر تفسیر نیست که در الذین یحبون الله که با انهم و الفواحش تا ان ذلک من غم الامور از بعضی تابعین منقول شده که هر هر جمله را از حضرت صدیق تا حضرت امام زین العابدین منطبق کرده رفته اند و برین تفسیر مخالفین طعن شنید می نمایند و موفقیین را نیز حیرت رو میدهد لیکن تحقیق این تفسیر آنست که غرض این بزرگان آن نیست که هر هر کلمه مقطوع از کلمه سابقه اشاره بیکه ازین حضرات است تا موافق عویمت فساد آن آیه بلکه این بزرگان میدانند که مجموعه این صفات بر مجموع این حضرات منطبق است اما در تطبیق صفات غالبیه هر یک را منطبق

بر حال و مقال او باید نمود و مانند آنکه شخصی بگوید هفت آسمان محل قمر و عطارد و زهره و شمس و مریخ و مشتری و زحل است و واقف این هفت از آن بفهمد که قمر در آسمان اول است و عطارد در دوم و علی بن ابی القیاس یا شخصی بگوید که عناصر اربعه حامل کیفیات اربعه اند از حرارت و برودت و رطوبت و عالم فن طبیعی آنرا توزیع و تقسیم نماید موافق معلوم خود و ظاهر است که این قسم حمل کلام در عرف رائج است و خلاف قواعد لغوی نیست آری درین حمل و توزیع محض دلالت لغویة الفاظ کفایت نمیکند بلك انضمام قرائن و معلومات خود و ران نیز در خلص دارد و خلاف قاعده عربیت و تنقیح لازم می آید که هر کلمه را مقطوع از کلمه اخری میساختند تا حمل الفاظ قرائنی بر تفسیر معانی آن میگرداند چنانچه شعیبه در تفاسیر خود میکند و بی دلالت لغویة الفاظ را بمجر و تشبیه و خواش نفس بر پنجتن یکا و آنکه آشنای شعر حمل بنمایند اینجا خود معلوم با قطع است که این همه صفات صحابه کبار است بلاشبکه و معذرا هر هر صفت اشاره یکس است که آن صفت درو غالب است فقیر را یکی از علماء نجافین که از تفاسیر و ایه خود چشم پوشیده زبان طعن درین تفسیر و مانند آن دراز کرده بود و گفت افتاده بود و گفتم که در تفاسیر شما قوم است که من رحمة جعل اللم الليل والنهار لتسکون افيه و لتبتوا من فضله و لتعلم تشکرون و لغت و فشر مرتب است بارے بگویند اندر سه عربیت چه قسم می بر آید که لتسکون افيه منطبق بر لیل است و لتبتوا من فضله منطبق بر نهار و لتعلم تشکرون بر سر و هر چه از استعانت لفعیل یا امر دیگر درین الطباق خواست بگفت ماینه در امثال این آیات خواهیم گفت و همچنین در آیت و قالوا لن یدخل الجنة کبدا و دلیل لفظی توان تشخیص کرد که من کان سهوا قول یهود است و من کان فصلا قول نصاری و کذا در آیت و قالوا کونوا یهودا و نصاری و قطع نظر از آیات قرآن در بیت فردوسی که در میان شعر از من کمال بلاغت مرصوف است و این بیت از جمله اشعار ادب کمال حسن ادا و صرف و بیست و روز نبرد آن یل زورمند و بنشیند و خنجر بگزد و کند و برید و درید و شکست و بخت و یلان را سر و سیند و پا و دست و بچه بطریق تعین شمشیر بر بدن سر و خنجر بر بدن سیند و گرز بتکستن پا و کند و بستن دست میتوان کرد تا و فنی که عقل را داخل ندهند آن عالم مبهوت شد و غیر از سکوت جوائی نداد حال آنکه درین مثال با خصوصیت هر چیز با مناسب خود خصوصیت تحقیقی است بمعنی یوحه فیه و لایوحه فی غیره در آیات مذکوره این نوع اختصاص را کسی دعوی نمیکند بلکه جمیع صفات را در جمیع ذوات مشترک میدانیم و غلبه یک صفت را در یک ذات صحیح اشاره بآن ذات میشناسم و ظاهر است که درین اشتراک استبعاد زیاده ترواق میشود فقط قائل عمار بلاشبکه از اهل بدر نبود

بلکہ نہ تحقیقین از اہل بیت رضوان ہم نبود آری از صفات صحابہ بود و نام بود استیجاب مذکور است
 اما انصر سنانا والذین امنوا بالہاک اعدائہم وہم الکافرون فی الجحیمۃ الدنیا ولن اتفق قبل ذلک قتل و کفایت
 فی الرسل والمؤمنین کما وقع فی حق زکریا و یحیی علیہما السلام فان اللہ یقیم من بنی اسرائیل بعد قتلہا حتی قتل
 منہم سبعون الفا و ذلک ان معنی نصرۃ الرجل ان یملک اعداءہ و یطہر کلمتہ ولا یبانی فیہا کونہ مقتولا او مجسوما
 او متغلبا فی بعض الاحیان کما فی ال فالان الملک المنصور وان اتفق قتله او جرحہ فی معرکۃ او واقعۃ فان المعبرۃ
 فی امثال ذلک بالعواقب و انخواتہ و اصل الدعوة و الکلمۃ المورثۃ منہ فی اتباعہ و اتباعہ وقد الف المولی یعقوب
 بلا سہ فی حق محمد و فی تفسیر ہذہ الایۃ رسالہ و لم ار الہ الا شکل عماد وقع علی الشیبتین من القتل و یجرح و التکلیف
 مآثرہ تیسرہ النبی من الرسول و اختصاص الرسل بالنصرۃ و دون سائر الانبیاء و فیہ انہ ینقص بواقعہ احد حیث لم یقع
 النصرۃ فیہا بل یدلہ علیہم و افضلہم علی الاطلاق و ثارۃ بما نقلہ من اہل العربیہ و انخبرہ و یتیحج ان اظہار کلمتہ فی یدل
 علی عدم استیجاب الزانی و انصرہ یا ل علی الاستیجاب و لیدہ مسئلۃ فقہیہ وہی ما اذا قال لامرأۃ
 انت طالق فی غدا لیس الطلاق الا اذا مضی الغد بخلاف ما اذا قال انت طالق عدا اذ وقع الطلاق بمجرد طلوع
 الشمس من الغد لان قولہ طالق فی غدا معناه ان الطلاق واقع علیک فی جزر من اجزاء الغد فلا یفتن بوقوع
 الخلاف علیہا الا بعد مضی جمیع اجزائہ و قولہ طالق غدا معناه انک انصفت بوقوع الطلاق علیک فی تمام
 الغد و لہ تصور ذلک الا بوقوع الطلاق علیہا فی اول جزر من اجزاء الغد ہو فرق صحیح لکنہ لا یحتلج الیہ فی
 ہذہ الایۃ لما عرفت ان معنی وقوع النصرۃ الماک الاعداء و اظہار الکلمۃ و ہذا لا ینقص فی رسول و لا نبی سواہ
 بل ان فی حیاتہ او بعد وفاتہ کما یتیحج فی سورۃ الزخرف فاما ندہن یکب فاما منہم من تقبلوا و اترکہم الذم و
 عذابہم فانما علیہم مقتدون و ثارۃ بحمل النصرۃ فی الجحیمۃ الدنیا علی النصرۃ بالحجۃ و البران و دون النصرۃ بالہف
 و السنان و لا یغنی لبعده انتہی فقط

قوله تعالى وان تصبهم حسرة لیسئلوا لہ من عند اللہ الایۃ (التفسیر) ثم لما بین اللہ تعالی ان ما قدر اللہ
 تمام من الاعل و المعاصب فهو واقع لاحتمالہ فالغنی منہ الحذر و العفو و اشار الی ان العلاج الاصلی
 ہذہ الامراض النفسانیۃ ہو غلبۃ یقین حتی یفترس فی طلب المنافع و دفع المضار من قبل الاسباب
 لا یجأت فی مجامیع نورہ الا اللہ فیشیع الجبان و یسبح الخلیل و تبدل الرزائل بالفضائل و لا یطعم النظر الی
 الاسباب و لا یرى اوقع من خیر و شر الا من اللہ تعالی و من لم یغلب علیہ نور الیقین قطعیہ فرض الشک

والشبهات يفتح له باب الشكايت من الخلق فاذا اصاب حسنة من الفتح والغنية قال هذا بعض غناياتنا
تعالى كما في غزوة بدر وان اصاب جرح ونهزيمة قال هذا من سوء تدبير الله لا يحركه على ما هو الا صدى
والاصح في هذه الواقعة كما وقع في غزوة احد والارباب فان المنافقين كانوا يخطون رسول الله صلى الله عليه
وسلم في جميع غزواته اما في بدر فلغلبة العدو فلما وقع الفتح قالوا هذا من باب حسن الاتفاق والنوايا واما في احد فكانوا
لا يرون الخروج من المدينة بل التحصن فيها فلما وقعت الهزيمة حملوا على مخالفة النبي صلى الله عليه وآله وسلم
للتدبير المرص عندهم واما في الاحزاب ففقدوا التحصن منابذة اليهود وقريش جميع القبايل من بني اسد
خطفان مرة واحدة فانهم يتجهلون ويدعوا بعضهم بعضا علينا وبجارلونا واحد فيضق الامر علينا فلما وقع
حلوله ايضا على مثل ما تقدم وهذا كله من باب سوء السائقين والركون الى الاسباب وعدم الالتفات الى تدبير
قاهر واصل يحول الامر الى ما يشاء بل تحت ان الخير والشر والفتح والهزيمة كل ذلك من الله تعالى وهو الغافل
لما يشاء واما نسبة الخير الى الله تعالى بالنسبة بشرى العبد كما سمعوه في كلام الانبياء فله معنى آخر صحيح ليس
لهم به ولو انهم نظروا في الاسباب فاللاحق بالاعتبار ما لازم كل انسان منهم من علمه الحسن والقيح وسهولة
وقالوا طيرة ناكب ومن معك قال طارككم عند الله وقوله الا انما طارككم عند الله ولكن الشكر لهم ليعلمون فما
اصاب من النعم فمن الله ابتداء اذا اطاعات ولو بلغت المبالغ لا يكافي نعمته الوجود فكيف ليقضي رايه الانعام
وما اصاب من النعم فيقوم محاسن نفس المصاب لامن سوء تدبير الرسول على ان الرئيس ليس بملك ولا
يمر فرض اليه التدبير واما هو رسول يبلغ احكام الله تعالى في كل واقعة كلية واجزئية فان خطاه فقد خطا
الله تعالى معاذ الله من ذلك والله هو القائم شهيد على تمشية امر الرسول بحفظه ونصره واذا كان الامر
كذلك فاطاعة الرسول ليس كاطاعة الملوك والامراء فانها مقيدة بالمصلحة بل اطاعة الرسول اطاعة الله
لا يخرج عن عيار احكامه بالعقل المشوب بالادلام ما اصابك من حسنة فمن الله هذا هو القول الفصل في
هذه المسئلة وشرحه ان اسبب الفاعل للخير والشر ليس الا تدبير الواحد القاهر على كل من سواه فالخير
بالنظر الى الغاية الكلية والشر بالنظر الى الغايات الجزئية واما الصق الاعلى فالامر هناك خير كله لا يتصور
الشر هناك اصلا وهذا هو التوحيد الذي لسان الشرع لا يتجاوز ولا يتخطاه واما البحث عن الاسباب
القابلة فلهذا بالشرع وان تعمق متعمق فالاقرب الى الحق الذي يترجم عنه الشرع ان يقال ان قابلية
الخير من الاستعداد الاصل الذي هو من الفيض الذي لا مدخل لبسغ العباد واختيارهم فيه وقابلية الشر

من الاستعداد واحداث النفس بالصفات المذمومة المكدرة تهيأته حتى احتاجت الى الصيقل بالرزايا والمصائب والبلياء والنواب لان قبل الرسول ولا من غيره وهو قوله صلى الله عليه وآله وسلم في حديث عائشة رضي الله عنها ما من مسلم يصيبه مصيب ولا نصب حتى الشوكة يشاكها وحتى الشسع الذي ينقطع الايدي وما ينفو القد كثر وقوله تعالى وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفو عن كثير فذلك من الآيات والاحاديث والتبني على الفرق بين النسبة الى السبب الفاعلي والسبب القابلي اختار في الاولى لفظة عند الموضوعه للخصفة الحسية والمعنوية وفي الثانية لفظة من الدالة على النشائية والمبدئية وعلى هذا فلا إشكال في الابقين فاختلته فاند من التفاسير فقط

من تفسير فتح العزيز تحت قوله تعالى في سورة المؤمنين ثم انشأ ناس بعد هم قرا آخرين اختلف القدي من المفسرين في ان المراد من هذا القرن من هم قليل قوم يهود عليه السلام لان عادة الله تعالى جارية في هذا الكتاب العزيز بتحقيق قصة نوح عليه السلام بقصة يهود عليه السلام كما مر نحو ان عشرة مرار ودان العقوبة المذكورة في هذه القصة لا يلزم عقوبة قوم يهود عليه السلام حيث قال فاخذتهم الصيحة بالحق واجيب بان المراد بالصيحة مطلق العذاب لانه من اى جنس كان لا يخلو من صياح ونواح بشهادة قوله تعالى في سورة الحجر عقيب قوم لوط عليه السلام فاخذتهم الصيحة مشرقين فجعلنا غاليها سافلها وامطرنا عليهم حجارة من سجيل و قيل قوم صالح عليه السلام لان الصيحة انما اخذتهم دون عاد وحمل الصيحة على مطلق العذاب انما يصح لو فسرت الصيحة بعد ما ينبوع اخر من العذاب كما وقع هذا التفسير في قصة لوط في الحجر وما اذا اطلقت تبيا ودرستها الصيحة الحقيقية دون مطلق العذاب ولان الوعد بنزول العذاب انما وقع في قصة صالح كما مر في سورة يهود عليه السلام من قوله تمتوا في داركم ثلثة ايام ذلك وعد غير كذب وقال ههنا عما قليل ليصبحن نادمين بخلاف عاد فان الريح ارسلت عليهم بغتة وكانوا يطنون دجاجة حتى قالوا اذ اعراض مضطرا استجب اقول المفسر بن في ذلك وقد ترجع عنه بذه الفقير القول الاخير لان حمل الصيحة على الحقيقة اولى واقرب ولكني كنت انظر في ان عادة الله تعالى جارية بتحقيق قصة نوح بقصة يهود فلم خولفت ههنا حتى اطلع الله تعالى على سر عظيم في ذلك بيانه ان الله تعالى ذكر قبل شرح بقصص في مقام الامتنان وان لكم في الانام الى وعليها وعلى الفلك لظلمون فذكر قصة نوح المستحقة على حمل امته في الفلك ونجا بهم بذلك عن آفة الفرق في الطوفان ثم بعد ذلك عتب بقصة صالح عليه السلام فان نافته كانت سفينة نوح حاملا لآلها قال قومه

و اذراهم فلما عقرها تلفوا على أنفسهم سبيل النجاة فكانه قال من نعم الله سبحانه ان جعل بعض الضلك حائلا لكم
 نجكم عن سخط العدو وعقابه وكذلك جعل بعض الانعام حائلا لكم نجكم عن آتيا ن عذاب الله فلم يكن في الانبياء
 من لم يركب في البحر والبر الا نوح وصلاح فذلك اقل في بذل قصتها و اشار الى ذلك بلفظ ثم الشفرة بتفصيل
 آخر بينهما فافهم فقط

ولا حجة ولا رطب ولا يابس در آيت ان سقط من ورقة الخرقارة متواتره را که به جرحه و رطب و
 يابس دارد شده و مفسرین شمه و رین بهمين یک توجيه نموده اند که مرقوم فرموده بودند في الواقع بدین
 توجيه معنی تسقط و جميع معطوفات خوب نمی نشیند و حکم الا في کتاب بهين نیز محتاج نيست که تکلف ميگردد و مثل آن
 يجعل بدل الكل من قوله لا يلبسها و کتاب المصنوع في احوال الكتاب المكنون - درين باب از محاب
 كتب است اين وقت پيش فقير حاضر نيست ان شاء الله تعالى استاقب اگر بدست خواهد آمد مراحت بان
 نموده بر توجيه ديگر اگر نوشته باشد مطلع خواهد ساخت ليكن براي تفهيم معنی تسقط صاحب بحر مواج چند کلمه
 بطريق مثال سر داده ميگويد نمی افتد همچو ترمي چون قطرات آب و نمونه های تر و برگ درختان و نه همچو خشکی چون
 قطعات آتش و سنگهای کوه و بار درختان خشک شده و امثال آن انچه ذرا و توجيه هذه الآية على ما تفردت
 بعون الله و حسن توفيقه ان قوله ولا حجة في ظلمات الارض ليس معطوفا على قوله من ورقة بل هو ابتداء كلام
 و در بعض مخطوطات على بحله و قوله حجة و رطب و يابس مجرورات بحر الجوارح على حقيقة باللفظ و دون المعنى بهما فرعان
 حقيقة على انها اسنان لكلمة لا المشبهة بليس فالمعنى حينئذ يرجع الى معنى القارة الغير المتوازنة يعنى رفع حجة
 و رطب و يابس على هذا التوجيه يستترح من استحباب التكلف في اعتبار معنى السقوط في هذه المعطوفات و في
 جعل قوله الا في كتاب بهين بدلا من استثناء الاول و بحسن سياق انظم جدا و الحمد لله نعم تكميل ان تميز
 في هذا التوجيه لكلمة وهي انه ما الباعث على التفتن في العبارة حيث ذكر بعد سقوط الورقة لفظ العلم و بهينه الا
 لفظ كتاب بهين و استحباب ان سقوط الورقة بعد نمونه المشبه بالمعدم بعد الوجود و اجماع الواقعه في ظلمات الارض
 و الرطب و اليابس هو انعامات فيها امور موجودة و العلم تمام الموجود و المعدم و ظلمات الكتاب بهين فانه مختص
 بالامور الموجودة و الله الموفق للعبادة على هذا يحسن ذكر الرطب و اليابس بعد ذكر الورقة الساكنة مع انها
 اما رطبة او يابسة و ذلك لان المراد بالرطب اليابس الموجود و ان منها و الورقة الساكنة مشبهة بالمعدم فانه خيل
 في الرطب و اليابس بل لابد من ذكر ما سفرد فقط

سن تفسیر فتح الغزیر فی سورة النساء تحت قوله تعالیٰ کما انقضت حلورهم بکناهم جلودا
 غیر بالیدہ قوا العذاب اعلم ان سبوع النفس فی النشأة الاخری یسر فی جمیع ما یخضع بها من القوی والالات
 فسبوع الطبیعة ان تقد علی ابراد الابدال فی اسرع ما یمکن وتحویلها الی مشاکلة البدن فیما خذ الجلود ثم تسبوع
 واللفاف ویزون احوال شسبیه بالفتح فی هذه النشأة من تبدل الجلد السیمح بالجلد الفاسد بعد خراج ونحو فیکون انما
 والذوق اقوی مما کان فی الجلد المتخلع ویتضاعف العذاب حیثا فحینا ومن شیعوع الطبیعة النہانیة ما سئل کتقلب
 الادواق ثمارا ویأخذ حکمها فی دودا البهاکطة فلو حطت من ذلك حدوث الولد فی اسرع حین فیکون الحاقق
 والولادة والرضاع والغطام فی کلمات لیسرة ذکاة الحال فی الزرع ونحوه وقد یثابہ فی سباع ومن فی طبیعتها
 من الانسان من سرعه البضیم تحویل الغذاء ما یمیت العقل فی هذه الدار المتخرجة الناقصة فی ظنک بالدار الآخرة
 اللنی سبی الجوان ومن سبوع لیسرهم بالخیال تبدل الصدر واللباس کلها اشتی حیدم صورة اولیاسا فی اسرع
 ما یمکن وبالجدة لما اراد الله تعالیٰ دوام التعذیب مع الاحساس الشدید للالم فلا طریق له مع المحافظة علی الاحکام
 الابان یجعل الطبیعة موعبة جدا فیما خذ الزرع ونحوه فیسقیمه نسا الحما ویجعله بدل بالحق من الجلد فی اسرع ما یمکن حتی
 لا یخلص انما یحق الی ماتحت الجلد من لحم وعصبه فیکون البیکل محفوظا معه دوام العذاب وقوة الاحساس اذ یسجد
 لذلک یوحد احساس فی البدن لیقضی قوة الاحساس بالکیفیتة المنافرة ثم ان العذیب وکذا انعم بالذات والروح
 انما البدن التمساة للتعذیب وانعم غیر ان البدن یجب ان یکون له اختصاص بالروح الجانی وذلک
 ما یکون بان هو البدن الذی وقفت فیه البہانیة او بدنا نشأ من سبوع الروح الجانی وتما مع ذلک
 بقا البدن فذلک فی البدن الذی هو البدن الحقیق اعنی المستانی بذات البدن الذی هو من باب الابر
 الاشکال ومن اشکل علیہ الامر فی هذا وقال کیف یعذب الجلود اللنی لم یعین مکان الجلود الخاصة
 من قهر سمع ما فی الاما ثبت المتوترة من ان نرس الکافر من کمال شغل احمد وان ما بین لحمه وجلده مسیرة
 لذلک غیر ذلک فلما لا یستل فی تلك الاجزاء کیف یعذب مع عدم یأخذ الیسیر بذات الاما لا یؤخذ الیسیر
 قد سرق فی حالة البهالة الی فیقطع یدہ بحالہ السمن فیکون لیسر عذبه انما انما یسیر ولم یدر هذا المسکین
 من الانسان الامیکله ولم ینکشف علیہ ما من التعذیب والتعذیب ثم انما یسیرا سیرا اخر لکن یجب الاشتراک
 لیسر اجزاء منقول الجلود من اعضاء الانسان هو اعضاء المشتغل علی جمیعہ وکانه اخذ جمیعہ من روح من بین
 نلما توجده کمال الانسان من بین جمیع المذوقات فی انظر طالع جمیع الاسماء والصفات وذلک لان

كل عضو من الاعضاء مظهر للحجة من جهات الروح المندمجة فيه كالعين والراس فاذا اريد تعذيب الروح
تعذيباً جسيماً لم يكن سبيل سهلاً واقوم من ان يسلط المحرق على هذا العضو الذي هو آخر خلافت الروح منقطع
فيوضه ونهتني تدبيراته وجامع جهاته فكانه مسلط على الروح بلا واسطة وغير الجلد من الاعضاء اما تشغل غير طاهر
كالروح الجواني والدم واما ظاهر غير مشغل كالكثير من الاعضاء والجلد هو المختص من بين سائر الجاهاتين المحجبتين
للبصيرة وايضا امر التعذيب مبناه على الادراك والاحساس بالكييفية المنافرة والجلد اقوى في هذا الجاهات
بل قد تقرر في علم الطب انه الحساس وجميع الاعضاء انما يحس بواسطة اشتغال الجلد عليها لانه الاحمال
للاعصاب الحس والنداء لم فقط

ايضاً منها من صورة الصفات من باب اسرار القصص تحت قوله ولقد سبقت كلمتنا العبادنا المسلمين
انهم لهم المنصورون ان قلت قد ثبت بالتواتر في كتب السيرة ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قد نهم يوم احد
حتى قتل حمزة عمه رضي الله عنه وكثير من اصحابه الكبار وجرح وجب وكسرت رايه وتمت البيضة على راسه
وشج وجهه حتى سال الدم وكذا ذلك نفيق عليه واقعة اخذ في حتى بلغت القلوب الحناجر وزلزلوا زلا لا شديداً فكيف
وجه تطبيق هذه الوقائع المتواترة بقوله عليه الصلاة والسلام نصرت بايحب وتوله توبه حيث شئت فانك منصوص
اقول السفي ذلك ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قد كانت فيه خالق سخته ورفوم مستكنة دل مظاهر فيه
رفيق النبوة والرسالة وكانت رفيق الملك والسلطنة فيه مستكنة مخفية يحجبها اناس من قومه جبلوا على حب الدنيا
وطلب الرياسة ومن لوازم هذا الحب والطلب انكار الرسالة في اول الامر والقيام بالمعارضة والمث زعة
فلوقله ادكبو في الوقائع والايام لم يبق حامل الرياسة والملك والسلطنة في قومه وهذا كان ابو سفيان
وبعض المشركين فانهم مازالوا في الرياسة والسلطنة وكانوا من بني مبرناة حذر رسول الله صلى الله عليه وسلم
فعلمتهم غلبته صلى الله عليه وآله وسلم من باب غلبته لبعض لطائف الشخص على بعض لطائفه وليت من باب
غلبته مخالفت فان كل من كان في واقعة احد واخذ من الامهات فله دخل عظيم في تشيئة الامور المتعلقة
بخلافة الرسول وملكه وسلطنة اما ابو سفيان فاتياه محوية ويزيد فتح الشام وغلما بلاد ما في انحر اموية الروم
وفتح وضبط ما عكرته بن ابي جهل فهو الذي بذل في جها وفارس والروم جهده واستقصى كده واما خالد بن الوليد
فهو سيف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وامير الامراء على جنوده والمبعوث على سرايا من قبله يدل
على ذلك ان من علمت من قومه الى ان مات عليه ولم يتشرف بالاسلام ولم يكن له اثر محمود في الجاه

والفتح بازال منكم با مقهور حتى مضى بسبيل كابل جبل وامية بن خلف وغيرهما واما قتل حمزة رضی اللہ عنہ
فہو مثال لما وقع من قبل نبی امیۃ علی بنی ہاشم بعد وفاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ذلك فہو بنی
على كلمة المجازاة الديونية التي قررها الشيخ الاكبر في الفتوحات وحمل امرها مخالفا للمجازاة الدينية في كثير من الكلام
وذلك ان حمزة لم لما شرب الخمر تميل فعل فاقضى على رضی اللہ عنہ الثمين اخذ بها بجهان بنت رسول اللہ صلی اللہ
عليہ وآلہ وسلم وامر ولعيتها في غير غايطهما واخذ من اكبادهما ففعل به ما فعل هوني تلك النوق ولكن وقع ذلك
في فوات اللہ تعالیٰ ومرضاة فاستحق بذلك الاجرا بحيل والشار الجزيل وبذا شان المجازات الدينية فانها
نفس مع توجہ الرضى والرحمة ورفع الدرجات واستحقاق الثمرات بخلاف المجازات الاخرية فانها بعد ذلك
في كل ما ذكرنا فافهم هذا الاسرار ولان عبا عند غير اهلها ومن يهينها يتضح لك سر غلبة بنی امیۃ على الملك
والسلطنة بعد انقضاء مدة خلافة النبوة وكيف بقى فيهم هذا الامر مع ظلمهم وعبدانهم وسفصل لك تفصيلا
لايقاني تفسير سورة الزخرف انشا اللہ تعالیٰ وباجملة كل من كان له غلبة على رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والآلہ وسلم في هذه الوقائع فہو كان من جنده وعسكره وحامل ملكه وسلطنته ولكن لم يدخل بعد في الاسلام لم
يلق بالنبوة والرسالة حتى اذا جارت دورة الكمال وجمعت النبوة مع الملك والسلطنة وذلك بعد صلح
الحديبية دخل هولاء في يده وصاروا بحسب اعتقاد الناس ايضا من ناصروه ومحبيه وبذلوا جبهتهم في ترويج
ملته فغنا وتوسيع مملكته وسلطنته قصدا ولما كان المستقدمون والمناخرون سوار عليه تعالیٰ كما قال لقد
علنا المستقدمين منكم ولقد علنا المستأخرين منكم لم يغضب هولاء في معارضتهم ومقارعتهم مع الرسول
كما عذب غيرهم لانهم كانوا في الحقيقة جنده واعوانه ونصيره والملك وسلطانه والعلیٰ علم وعلمه اثم وحكم فقط
من تفسير فتح العزيز تحت قوله تعالیٰ ربنا اننا في الدنيا خسفنا قلت ما السر في ان الادعية
الواردة في الكتاب العزيز كلها مصدرة بقوله ربنا الانا اورا مثل قوله قل اللهم لك الملك وقالوا اللهم ان
كان هذا هو الحق من عندك وقوله قل عيسى بن مريم اللهم ربنا وذلك فيما هو حكايته عن بعض العباد
وتعليم لبعض والا فتقضى الطبع في صيغة الدعاء الوار وفيه هو النداء بربنا لا غير كما لا يخفى على من تتبع
وعكس ذلك في الادعية الماثورة في الاحاديث النبوية فانها كلها مصدرة بالهم الانا اورا كما لا يخفى ايضا
على من تتبع قلت السرفية ان المقصود بالنداء باسمي اسم كان هو الاسم الآلهي الذي يفتي اليه معرفة
الداعي وهو رب من بين الاسماء الالهية فالداعي اذا دعا الله باسم فهو في الحقيقة يناو به بذلك الاسم

الذي ينهي اليه معرفة كما قيل ان المريض اذا قال يا بعد اشفني فهو في الحقيقة يقول يا شفي لي شفي لي
 اذا قال يا بعد ازرقي فهو في الحقيقة يقول يا رزق لي غير ذلك ولما كان داب كل نبى وولى وعارف
 ومحتاج مختلفا اختلافا كثيرا لاجرم اختاره الله سبحانه في حكايته ادعيته لعباده وتعليمهم اسما ليكون غنة لذلك الصغار
 اعنى ربنا بخلاف رسول صلى الله عليه وآله وسلم فانه لا بل كمال معرفة وتجرؤ في سيرة الاسماء الالهة وانها يصير
 الى الاسم الجامع لجميع الصفات المنظومة على جميع اشياء والاعتبارات لا ينادى الله بالاسم الله الله
 على الحقيقة الجامعة لجميع الاسماء والصفات فلا جرم تصد كل دعا يصدر من نفسه او لغيره لاسم بذلك الاسم
 لا اندراج معرفة العرفاء كلهم في ذلك الاسم ومن ههنا يتضح السر في قوله قل اللهم مالك الملك للند عار
 هذا العارف الاكمل الذي انتهت معرفة الى اقصى الغايات وكذا يظهر سر الجمع بين اللهم ورباني ودعوى موسى
 عليه السلام لانزال المائدة فانه قال اللهم بالنظر الى معرفة التامة وقال ربنا بالنظر الى معرفة الاحكامين الذين
 طلبوا منه نزول المائدة ولم يكن عرفاتهم تاما والامساكوا لانزال المائدة ولما قول الكفار اللهم ان كان بظهور
 من عندك فكان جلالهم حقيقة الامر وظاهريه السر ولذا حكى عنهم ذلك تهكما بهم واستهزا فان الكفار جمعوا بحد
 الدعاء بذلك الاسم المغمضين السر من متضادين اعنى طلب الفعل والترك معا لان مقتضى هذا الاسم الجامع
 بين الحق والباطل ما دام المانع عن ذلك موجودا ولذا قال في السياق وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم
 فانهم فانه سر دفين فقط.

سؤال قال صاحب الدراك تحت قوله تعالى وانا انشأ الله لهتدون في الحديث ولولم يستثنوا الى
 لهم آخر الا بما يجديت دلالت يمكنه ان ذكر استثناءه بما لا بد من استثناء موسى باخضر عليها السلام
 استثنى في انشاء الله من الصابرين گفت وصبر نوانست جوابي حديث كه صاحب مدارك تحت اية انشاء الله
 لهتدون آدوده صحيح است واعتراض كه بخاطر سامي رسیده جوابش آنست كه حضرت موسى عليه السلام استثناء
 در مقابله معلوم خود كه نمونه علم لدني بود و او بتاكيد فرموده كه انك لن تسطيع سمي صبر در جواب ان معنای احتمال
 و مخالفت انقياد استجبني انشاء الله من الصابرين فرمودند از اين جهت كه در تقابل استاد و معلم خود استثناء
 نموده ثمرة آن مترتب نشد و برکت آن كه بخارج است ميسر نيابد و حاصل آنكه استثناء در كلام حضرت موسى
 ابتدا واقع نشده تا موجب انفرود شود بلكه در رد كلام موكه حضرت بنصر عليه السلام فرموده اند باين جهت منكر بركت
 موجود نشده و نیز میتوان گفت كه مدین واقع حق تعالى را بر درشش دو كلام كه از دو پيغمبر واروده منظور افتاد

القصيتين في الجلبوس في المشربة وصلاته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بهم جالسا وهم قيام لما كونها في
 في زمان واحد **جواب** السبب في حكم هؤلاء الاعلام بان قصته التخيير والايلار كانت في سنة تسع امو
 الاول ما اشار اليه الحافظ من كون ابن عباس من رواة هذه القصة وقدمه كان ليجز الفتح لكن فيه ان
 ابن عباس ثم كثير الارسال عن الصحابة روى قصته للمعراج وقصة بدر وغيرهما لنقل روايته لهذه القصة ايضا
 مرسله ومسل الصحابي حجة والثاني ما وقع في تفسير ابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم في روايته هذه القصة
 عن قتادة بن داحس وكانت تحت يومئذ تسع نسوة خمس من قریش عائشة وحفصة وأم سلمة بنت ابي سفيان
 وسودة بنت زينة وأم سلمة بنت ابي امية وكانت تحت حفصة بنت حمى الجهمية بنت الحارث الهلالية
 وزينب بنت جحش الاسدية وجويرية بنت الحارث من بنى المصطلق وابدأوا بكشفه الى آخر القصة ولانك
 ان اجتمع به الاراذل ان لم يتحقق الا بعد السابعة من الهجرة ولم يكن قصته التخيير في الثامنة لان وفات زينب
 بنت رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كانت في سنة ثمان باجماع المؤرخين وقصة التخيير وقعت بعد
 وفاتها باجماع المؤرخين الذين اتبعين ان يكون في التاسعة والثالث ما ذكره البكر النفاس في سبب
 نزول آية التخيير ان ام سلمة سالت ستر محلها وسالت سيمونة حلة يمانية وسالت زينب ثوبا مخططا والبر واليا
 وسالت ام جبرية ثوبا موحيا وسالت كل واحدة شيئا الا عائشة رضي الله عنها وبذلك هذه القصة على ان قصته التخيير
 وقعت يومئذ في يوم الاربعاء هو يوم التسعة عشره صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فلهذا ذهب اليه هؤلاء المشهورون
 من مل السيرة بما ذكره في هذه القصة ابن ابي شيبة عن عبد الله بن شيدان عن صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
 مخرج بعد اجماعهم في وجوبه ثم قلتم انهم قلتم هذا المخطط من فضل عن ابن ابي شيبة والافرواية ابن ابي شيبة
 هكذا اخبرنا عبد الله بن ابي شيبة عن عبد الله بن شيدان في قوله تعالى ولا تبدل بين الزواجا
 قال: لا بد من التبدل في ذلك كان النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم يكلج ما يشار به
 ما نزلت في تسعة نسوة غير زوجة ام سلمة وجويرية انتهى بلفظه قالوا وجب السائل في هذه الرواية حتى
 يتخرج له من سائر الروايات ما يوافق سريان الرواية مشعر بان قوله وزوج محله حاليتها بتقدير فقد موطنة
 على قولهم ثم نسوة في زمانها يعني ان كون التسع تحت لائحق كونهما تحتها لا يخفى والارواية زيد
 بن ارقم رواه في نسخة في كتابه تبين حالها في امراجه ذلك الكتاب لكن يعارض ما اخبره هؤلاء
 الاعلام معارضة قوية انه وقع في قصته التخيير في صحيح البخاري وفي صحيح مسلم وفي مسند احمد وغيرهم

من الكتب انه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لما خيرا عائشة قال لها ولا عليك ان لا تجلي حتى تستامري البوك
وفي صحيح مسلم حتى تستامري البوك وفي مسند احمد عن جابر تعرضه على البوك الى بكراهم وان انتهى بولاهم وان لم يدان فوفيت في سنة
السادسة من الهجرة او الخامسة كما هو مذكور في الاستيعاب وغيره من كتب الصحابة فيلزم تقدم قصته التخييرية على وفاتها
واجاب عنه القسطلاني بانكار وفاتها في السادسة وقال تحت قوله حتى تستامري البوك وسببين رد على من زعم ان
ام رومان ماتت سنة ست من الهجرة فان التخيير كان في سنة تسع انتهى ولا يخفى على امثالكم من جهالة العلماء
ان هذا رد وليس اولى من العكس فان وفات ام رومان في السادسة مما لم ينقل خلافه بل نقل عن الواقدي انه قال
لوفاتها نبل السادسة لو زيد كون التخيير في الخامسة باحكام النفاس ايضا في تفسيره حيث قال لما نزل الله تعالى
رسول صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فتح عليه قرظية والنضير ظن انوا جانه فخص بنفائس اليهود وذو خاترم فقعدهن
حول دقلن بارسل الله بنات كسري وعصرني الحلى والحمل ونحن على ما تراه من الفاقة والضيق الى آخر القصة وهذا
الرجع اضيق الوجه بالنظم القرآني حيث ذكر هذا التخيير عقيب ذكر فتح قرظية بقوله وادرككم انفسهم وديارهم واموالهم وباجلته
اشتمل هذه الاشكالات في تاريخ الوقائع كثيرة صعبة كما يظهر بعد تتبع كتب السير وما ذكره عن مجوه الجميع اكثر ما
غير قوية ولقد وصاحب سيرة الشامية حيث بذل الجهد في تطبيق المختلفات احسن بذل لم ينال عن الروايات
كلها لكن ذلك الكتاب لا يحضر لي الآن من هذا المقام فان اتفق حضوره في بلدكم فليراجع في هذا المقام فانه يشفي
الخليل ويروي الغليل واما حديث سقوطه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم عن الفرس فلا اشكال فيه لاختلاف تعدد
السقوط فيكون مرة في خامس الهجرة ومرة مع اليلاء والمدا علم ثم ان ههنا قصة اخرى شبيهة بقصة اليلاء
وهي مارواه ابن عباس انه سأل اسير المؤمنين عمر الفاروق رضي الله تعالى عنه عن جوعه من الحج عن الفراتين
التي بنى نظامها على رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وهي بطولها مذكورة في الصحيحين وغيرهما وفيها ان
رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم جمر نساره وفي رواية اخبرني جليس في مشرب واشتهرت الناس
انه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم طلق نساره حتى جابر عمر واستاذن على النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
من مشرب الى آخر القصة ولا شبهة في وقوعها في التاسعة اذ وقع في اولها انكنا نخوف لمكان من ملوك غسان
ذكر ان اندريديان يسير اليها فهدا استلمت صدورنا منه فاذا صاحب الاضمار يدق الباب فقال حدث
ليوم غلظت فقلت جابر انساني فقال لابل الله من ذلك الى آخر القصة ولا شبهة ان خوف الغساني كان
في التاسعة اقلها لكن لم يذكر في الصحاح ان هذا الجيران كان اليلاء وآية التخيير نزلت بعده الا ما وقع

فی سند عبد بن حمید و صحیح مسلم و تفسیر ابن مردویه فی آخر هذه القصة فقلت لیس رسول الله صلی الله تعالی علیه و آله وسلم انما كنت فی العرفة تسعاً و عشرين فقال یا رسول الله صلی الله تعالی علیه و آله وسلم ان اشهد قد يكون تسعاً و عشرين انتهى فان لم یکن و بهم من بعض الرواة فهو الايام آخره علی هذا یمكن الجمع بان الايام السابقة للفقار السقوط عن الفرس وقع فی خاص الهجرة فی حیوة ام رومان قبل تزوج ميثونة و ام جديثة و جویرة و هو الذي نزل بعده التخيير و كان سبب ذلك الايام طلب المال و الدنیا من الازواج و هذا الايام كان متاخراً عن وفات ام رومان بعد اجتماع القسم من النسوة غیر مختارن السقوط عن الفرس و لعل النبي صلی الله تعالی علیه و آله وسلم تلا آية التخيير بعد الايام ايضا تاكيداً و تقريراً للسابق فظن ان التخيير وقع سنة تسع بل الذي يظهر من تتبع الروایات ان النبي صلی الله تعالی علیه و آله وسلم كان اذا تزوج امرأة جديدة او اجتمع عنده تلامعها او عليهن آية التخيير تبليغاً للمجدية و تاكيداً للقدیمات و بهذا سنده الاشكال بین ما فی الصحاح من طريق ابن شهاب عن عودة بن الزبير عن عائشة ان ازواج النبي صلی الله تعالی علیه و آله وسلم تابعن عائشة فی اختيار النبي صلی الله علیه و آله وسلم ام تحته الدنيا منهن احد و بین ما رواه ابن اسحاق ان فاطمة بنت الضحاك بن سفيان الكلبي التي تزوجها رسول الله صلی الله تعالی علیه و آله وسلم فی سنة ثمان اختارت له بنات فبست عقلاً و كانت بتلفظ البعير تقول انا الشيفة و هكذا رواه ابن سعد عن عمر بن حنبل عن ابيه عن جده الا انه قال غیر العامرية اختارت قوماً فكانت بعد لقول انا الشيفة انتهى هذا ما یسهل لی فی هذا الوقت مع انتشار الحواش و اختلال الخط و الادراك و لقد لقي خبايا فی زوايا المقام الخفي علی امثالكم من العلماء الاعلام سلمكم الله و البقاكم و السلام اولاداً آخراً فقط

و رأيت هو الذي تطلق السموات و الارض فی ستة ايام ایام مذکور خلق آدم بعد العصر نبت تا اشكال بشد و محتاج بحمل ایام بر ایام الله و ملكه ما و ازیام و انجا و فعات انما سی فی ستة و فعات چنانچه تفصیل آن فعات و در سورة سجده مذکور است و در تفسیر فتح العزیز شرح آن بوجه ستونی مذکور شد چنانچه اینوقت حواس رست نبود نقل ان مسوده آن ممکن نشده و در حدیث خلق التربة يوم السبت الی آخره مذکور خلق ابن اشیاست که درین ایام واقع شده بعد از خلق السموات و الارض بزمان بسیار و سبت را که زمان فراغ واحد را که زمان ابتدا خلق فرموده اند و خلق السموات و الارض است نه در خلق امورارضیه و معنی تربت درین حدیث مراد از نبت نبت بلکیر و از ان قد صلح از ارض است برای زراعت و نبات و افراض ایقدر از تمام ارض بعد از ان از خلق ارض است و این حدیث هر چند صحیح مسلم واقع است اما بهی گشته است که فی النفس منه شیء ذوهی و بعضی تصانیف خود گفته است که در صحیح بنی حیدر

مراد نفس خلیجان یکند صحیح مسلم ابن حدیث و در صحیح بخاری کنت سمع الذی سمع فی بصره الذی بصر فی
 من تفسیر فتح الغزیر قوله تعالی انما المشرکون نجس و اختلف فی هذه النجاسة التي دلت علیها الآية فی حق
 المشرک فقول البهاسی من امیه الزیدیه ان اعیانهم نجسة کالکلاب و انما نیر استدل بما اخرجہ ابو الشیخ
 و ابن مردویه عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صام مشرکاً فلیتوضأ و لیغسل کفیه
 و بما اخرج ابن مردویه عن هشام بن عروة عن ابیه عن جده قال استقبل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
 جبریل علیه السلام فتاوله یدیه فابی ان یتناول فقال یا جبریل منک ان تاخذ بیدی قال لک اخذت بید
 یهودی فکرمته ان یمس یدی ید اقد مسها ید کافر فدار رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بارفتوضا فتناول یدیه
 فتناولها فی هذا الاستدلال نظر ظاهر فان وجوب الوضوء من مس الاعیان النجسة لم یرو فی الشرع و انما يجب
 غسل موضع الاصابة فقط فلو کان المشرک نجس العین لم یمس فی مسه الوضوء بل هی نجاسة اخرى و سیاقی
 تحقیقها انشار الله تعالی و اما تسکة لبقوله فلا یقرؤا المسجدا الحرام فواهی جدا اذ لو کان هذا النهی لنجاسة عنینهم لم یقتصر
 بالمسجد الحرام و هو ظاهر علی انه وقع فی مسند عبد الزقاق و فی تفسیر ابن جریر و ابن المنذر و ابن مردویه و ابن ابی عامر
 و ابی الشیخ عن قتادة فی مسند احمد عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا یدخل المسجد الحرام مشرک
 بعد عامی هذا الا اهل العهد و خدم فلو کان النجاسة الشکر نفسه لم یمکن الاستئذان لاهل العهد و الممالیک
 و وجه لذلك اتفق الفقهاء الاربعة علی طهارة ابدانهم و احتیاجهم علی ذلك بالنقل و الحقل اما النقل فلان قد شاع
 و استفاض من لدن قرن الصحابة الی یومنا هذا الشرب من اواني الشرکین و الشرب من ایدیهم فمد
 شرب حذیفة بن الیمان فی المدائن من ید و یقان کان هناک و کذا توخا عمر من بیت نصرانیة الی
 غیر ذلك و ایضا کانوا یلبسون الثیاب المجلوبة من الهند و السند و الحبش و البربر و موجس فارس
 و خراسان من غیر تکمیر و یتناولون المالیعات المجلوبة بایدهم کالعسل و الحمن فلو کان ابدانهم نجسة لما
 فعلوا ذلك و خصوصاً اهل الکتاب من الیهود و النصارى فان نکاح نساءهم حلال بالاجماع و هو دلیل ظاهر
 علی طهارة ابدانهم و ما یسل من عرقهم و اما الحقل فلان ابدانهم لو كانت نجس العین لما تبدلت بسبب الاسلام
 فان الاسلام لا یؤثر فی ابدانهم بل فی ازواجهم فقط و عندی فیه بحث لان انقلاب الحقیقة مظهر بالاجماع
 کما قالوا فی احبار الملتی فی المملکة و غیره من الصور نقول لما سلم الکافر و اختلف احکامه فی کونه معصوم
 الدم و کونه اهل للشهادة و الکفارة و الولاية و غیره لا فقد تبدلت حقیقة حکما و ان لم یتبدل حقیقة کالطلبی

اذا بلغ والعبد اذا اعتق فلا بعد في ان يعد هذا المتبدل انقلابا حقيقة ويحكم بطهارة بدنه بعد الحكم بنجاسته وقولهم ان الاسلام لا يؤثر في ابدانهم بل في ازواجهم فقط قلنا ان اردتم ان الاسلام لا يؤثر في ابدانهم بالذات فسلم ولا يضرنا لانا لا نقول بالاثار الذاتية ولا يحتاج اليه في انقلاب صفته النجاسة الى الطهارة وان اردتم انه لا يؤثر مطلقا ولو بالعرض فمسموح منه المنع امر من صيرورته بعد الاسلام معصوم الدم وانما هو من احكام البدن فقلنا هذا وذلك لان الروح مع البدن متمزج متمزج اقويا ليسرى به احكام احدهما الى الآخر فاذا ظهرت الروح بالذات طهر مع البدن بالعرض وتحقيق المقام ان النجاسة المتعبرة في الشرع على طبقات شتى ولكل طبقة حكم خاص بها فالطبقة الاولى النجاسة الجسمية وينقسم الى ثلاثة اقسام لانها اما ان يدرك بالوهم فقط ولا يسهل عدنان في ادراكها العقل بل يكذب ويخالفه مثل الخاط والبرق والاداني المعدة للبول والبراز قبل ان تطلع بهما وبعد تطهيرها بالفضل فهذا القسم يسمى بالمتقدرات فلا يسمى بالنجاسات والحجب عنها منقطف لا تطهر وهذا هو الفرق بين التنظيف والتطهير وقد اعتبرنا الشرع في كنس المساجد ووضع الصلوة فاعده في البرق في المسجد واليه عن الصلوة في موطن الابل والحمام وغير ذلك واما ان يدرك بالوهم والعقل معا وهي النجاسات الحقيقية كالبول والبراز والدم المسفوح وفضلات الحيوانات وغير ذلك واعتبرنا الشرع ايضا فاجب غسلها عند ارادة الصلوة وجرم تلويث البدن والنياب بها لما ضرورة لمحة واما ان يدرك بالعقل فقط ولا يساعده الوهم في ادراكها وهذا القسم على ضرب مختلف فمنه ما يدرك العقل بعد التنوير بالشرع وهي النجاسات الحكمية كالحرث والنجاسة والحيض والنفاس فان نجاسة البدن كله بخروج الحرة والمنى او دم الحيض والنفاس مما لا يدركه الوهم لكن العقل بعد تنوير بنور الشرع يدرك ذلك كالوحدانيات ويتأذى بها كما يتأذى من النجاسات الحقيقية بل اشده ومنه ما لا يدركه العقل الا بعد مخاطبة الملائكة ومصاحبتهم بنجاسة الكذب والغيبة والنميمة وبعض الاخلاق الفاسدة الكائنة في اجوار النفس وقد ورد في الحديث الصحيح انه اذا كذب العبد يتابعه الملك سيلة من متن ما جاء به كنجاسته انحر والسكرات المطينة ونجاسته وراهم الربا ونجاسته الزناة والزواني وهذا القسم بالتحقيق من الطبقة الثانية عني النجاسة الروعانية لكن لما اثرت في الاسمال والاخلاص التي تزول بالامان ظهر اثره في البدن عند التعلق والمصاحبة بالملائكة ولذلك اجتنب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن اكل القدر الذي فيه البعوات وقال مصاحبه كل فاني اناهي من لاسماحي والطبقة الثالثة النجاسة الروحانية التي لا يظهر اثرها على البدن بوجه ما وهي نجاسته الاعتقاد الباطل واشد انواعه الشرك فنهى عن نجاسته لا يدركها العقل بوجه من الوجوه

ولما اختلف طبقات النجاسة كان لكل منها حكم خاص بها، بالاطبقة الاولى فوجب على الخاص والعام الاجتناب عنها في كل الموضع في كل الاوقات الا عند الضرورة كصاحب الرعاف الدائم من في عناءه بالاطبقة الثانية فوجب الاجتناب عنها للخصوص الا ذكيا رزوي الشرف منهم كحرمة مال الصدقة على بنی هاشم دون غیرهم ومخالطة الفساق في حال الصوم واخيتة الكذب ايضا في تلك الحال وفي حال الطهارة واما الطبقة الثالثة فلم يجب الاجتناب عنها على احد وانما ظهر اثرها في المسجد الحرام الذي هو قبلة الصلوة والموضع المختص بالله تعالى وقد قاس مالك سائر المساجد على المسجد الحرام في هذا الباب فمنع من ادخال المشرك فيها ايضا لكن الجمهور فروا بين سائر المساجد والمسجد الحرام لان سائر المساجد كالحليفة والنظر له وهو الاصل في كونه قبلة مختصة بالله تعالى فلم يترتبة ليست بغيره من المساجد وان شئت زيادة توفيق لهذا المقام فاعلم ان الارض كلها لله ولهذا المعنى قال الشارع جعلت لي الارض مسجدا وظهر اقايد اجل من انتهى اذ كرت الصلوة فليصل ولكن دعوى الملاك فيها اوجب شبهة في كونها لله فوجب اقرار حصته من الارض ثلثه لمساكين بنی لعبادة فقط وهي المساجد فصارت تلك الموضع مختصة بالله تعالى بتخصيص بالكلية لا بتخصيص الله تعالى والمسجد الحرام وكذا المسجد الاقصى اختصاصها بالله تعالى بتخصيصه تعالى لتلك الموضعين فجا اشرف البقاع المنسوبة الى الله تعالى مطلقا وتمثل مثالا لذلك فنقول السلطان المستولی على اقليم من اقاليم كل ذلك الاقليم له ونسبة جميع البقاع اليه على السوية ثم ان بعض البقاع خصصت بالنسبة اليه كوضع جلوس احكام من كل قصبة وقرية فبهذه حال المساجد العامة وبعض البقاع خصصه السلطان بنفسه لاجل نفسه كالحقبة التي هي دار الخلافة وهي قبلة المتوجهين اليه فهذا حال المسجد الحرام ولذا لك حبل باحواله حرا فلا يصاد فيه صيد لا يقتل فيه عدو ولا يذلل فيه الاتبرك الزينة والتطليب وغير ذلك من مخظورات الاحرام وقد جرت عادة السلاطين بانه اذا اذنوب واحد من رعيتهم ذنبا عقيب عليه فاذا ذنوب ونباشد لا لايقاس منه غيره ومن الذنوب منع من الدخول في حرم السلطان فكذلك المشرك لما يخس بعبادة غيره لمع من دخل ببيتة الحرم المختص به وليس جميع المساجد كسجد الاحرام في هذا الباب والله اعلم بالصواب انتهى فقط

ف در آيت نخشتره يوم القيامة اعمى توجيه اقوى هيمن است که مراد کوری ظاهر است اما آن کوری ظاهر شیخ و مثال کوری باطن خواهد بود که در دنیا داشت چون عالم آخرت بشیخ معانی و تصور حقائق است بصورت مناسب و شهاب مشککه معنی عمی که در دنیا بود بصورت عمی در آن روز بروز خواهند نمود و چون

خود را خواهند دریافت خواهند پرسید که لم حشر تنی اعمی ای فی الظاهر مع انی کنت بصیرا بالبصر الظاهر
والقاعدة ان الاعادة تكون علی وفق البدایة فیقال له انکنت بصیرا قط بحسب الباطن بل کنت كذلك اعمی
القلب عن آیاتنا فظهر اعمی الباطنی منك بصورة اعمی الظاهری لان هذه النشارة نشأت ظهور الامور الباطنة
بالصور الظاهرة واکرمی را بر حیرت بصیرت محل کرده شود سیاق مخالف می نماید زیرا که وقد کنت بصیرا بالادب یعنی
و کذا لک آنک ایتنا نفسیتها و کذا لک الیوم تنسی نیر و لالت میکند بر آنکه آنکس در دنیا با بل یا متجاهل بود
پس اگر در آخرت نیز همان قسم با بل بر خیزد و چه مجازات چه باشد و بروی چه ضرر مترتب شود و سیاق این
لفظ نیز دلالت میکند که این حالت او در مقام مجازات بر اعراض از ذکر الله و خواهد دادیم بر آنکه چون اعمی
را بر عی ظاهر حمل نمودیم با آیات دیگر مخالف می افتد که اسمع بهم و البصر یوم یا تو ننا لکن الظالمون الیوم فی ضلال
مبین و مانند آنست اگر چه مطابق آیات بسیار میشود مثل و نحشرهم یوم القیامة علی وجوههم عیا و کبما و صما و ابصا
قیل لابن عباس رضی الله عنه الیس قال الله تعالی در اسی المجرمون النار و قال سمعوا لها تبظا و فیها و قال
و عوا هنا لک ثبور انک لکف یکون عیا و کبما و صما فاجاب رضی الله عنه بانهم لایرون ما یرسمهم ولا ینطقون
بحجة ولا یسمعون ما یلزم مسامعهم و تحقیق جواب ازین تعارض آنست که در ابتدا امر حشر صورت مثالیة تعامی
و تصایم ایشان از دلایل حق و سکوت ایشان از بیان حق بصورت کوری و کرمی و گنگی ظهور خواهد نمود
و من بعد که محض تجلی قهر الهی خواهند ایستاد و کشف عطا بکلی خواهد شد بنابراین تجلی حواس ایشان
قوت تمام پیدا خواهند کرد و در آنک تجلی هو الشار الیه بقوله تعالی یوم یقوم الناس لرب العالمین و بقوله
و اشرفت الارض بنور ربها و وضع الكتاب و حی بالنیین و اشهد ان لا اله الا انتین و اشعر لهذا
الطریق من الجمع حیث قیل نحشره اعمی و یحشرهم یوم القیمة علی وجوههم عیا و کبما و صما و قال اسمع بهم
و البصر یوم یا تو ننا و اقت حضور التجلی القهری و الله اعلم فقط

سوال جمهور مفسرین در کرمیة جلنا و ریتهم الباقین ذکر کرده اند که تمام آدمیان روس زمین و طوفان
غرق شدند و کسانیکه با نوح علیه السلام در کشتی نجات یافتند از انان عقب ماندند و از سیه لیس نوح علیه السلام
و لهذا نوح را آدم ثانی گویند چون سنت الله تعالی بران جاریست که بیکس را پیش از بعث رسول
و اتمام حجت عذاب نکند ازینجا لازم می آید عموم لغت نوح بر تمام خلق و از انرا خصایص خاتم النبیین شمرده
اند علیه و علیهم الصلوة و السلام و صاحب مواهب لدنیة ازان جواب داده و صاحب تفسیر مظهری بعد نقل

کلام چہرہ گفتہ کہ گمان آنست کہ طوفان خاص بقوم نوح باشد نہ بر سائر ارض و لام و در اندر علی الارض
من الکافرین و یار ابرامی عہد باشد تا لازم نیاید عموم بشت نوح علیہ السلام گفتہ کہ قصہ درایت و جملتا ذریعہ
ہم الباقین اضافی است یعنی الباقین من قومہ جواب تخصیص الطوفان بقوم نوح و ذن سائر الارض
لم یقل بہ احد من السلف و الخلف ولا عبرۃ با کاذب الیہود و الحق ان بعثہ نوح علیہ السلام کانت عامۃ
بجميع اهل الارض و بلغت دعوتہ الی کلہم فی مدۃ الف سنۃ الاخسین علما فامرہم بالحجۃ و صبح تعدیہم فی
سنۃ اللہ لجمع اهل الارض کالقوم علیہ السلام لکن فی ذلک الزمان خاصۃ دون الباقی و بعثہ نبینا
علیہ السلام عامۃ لجمع اهل الارض فی کل عصر و زمان الی قیام الساعۃ و لہذا وضع الفرق بین الدعوتین
عموماً و خصوصاً و امتاز لقبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالعموم المطلق فقط

سوال قوله تعالی و یقنہ بسکون قاف بیضای سکون قاف را مثل برمشاہت آن بکتف و فتحہ کردہ
و قیاس ذن فعل بر وزن اسم مستبعد است جواب اما قوله تعالی و یقنہ بسکون القاف فیمینی علی
تشبیہ لفظ الذی ہو جزء الکلمۃ بفتح لا مجموع الفعل بالاسم و ہذا التشبیہ انما اثر فی تسہیل القراءة و التلفظ
لا فی تحلیل جوبہ حکمتہ و لا باس بقیاس الفعل علی الاسم فی امر یعود الی التلفظ و القراءة فان عسر الاداء یشتک
بینہما و حصول التخفیف و التکسین فیہما سواء و عند اشتراک العلۃ یجب اشتراک الاثر و لا یستعج وجود الفارق من
نحو الاسمیۃ و الفعلیۃ مثلاً و ذلک الفارق یرجع الی معنی الکلمۃ و تولد اوجہ و بنام ما لے التلفظ و القراءة و العلم
قوله تعالی و یدعی القرنی اعلم انہ تعالی ذکر فی البقرۃ ذوی القرنی یدون الباء و فی النساء بذی القرنی
بالباء و لا بد لتغیر الاسلوب من نکتہ و الذی ظہر لی بعد التعمق ان آیات النساء من اولہا الی ہینا مسبوقة
لذکر الاقارب و احکامہ من الموارث و الوصایا و الصلوۃ و کل ذلک امر مطلوب و التکید فیہ مناسب و یحسن
بمخلاف آیۃ البقرۃ فانہا حکایۃ عما مضی من اخذ بثنای بنی اسرائیل لم یطلب فیہا شیء من احد فلم تکن محلاً
للتکید فقط **قوله تعالی** فامسحوا بوجہکم و ایدیکم قد وقع فی سورۃ المائدۃ فامسحوا بوجہکم و ایدیکم منہ و التکثیر
فی الحذف و الزیادۃ ان المائدۃ تقدم فیہا تفصیل الوضوء و تفصیل واجباتہ قصداً و بالذات فناسب ذکر
واجبات التیمم بالاستیعاب فزید منہ اشعار بان اتصال بعضہ بالبدن شرط و ہذا الایۃ جارت بتبانی
الوارد بین قربان الصلوۃ مع شغل الذہن و ما یدکر تبعا لا یكون محلاً للتفصیل فقط **قوله تعالی** و من یشک
بالدفعۃ افترسی انما عظاماً اعلم انہ وقع فی آخر ہذہ السورۃ فی خاتمہ ہذہ الایۃ فقد صل صلا لا لعیاد و لکلمۃ التیمم

ہذہ الآیۃ نزلت فی سباق قصۃ الیہود و تحریفہم و قولہم افتراء علی اللہ و قولہم عزیر بن اللہ فناسب ختم الآیۃ بذكر الافتراء العظیم والآیۃ الآئینہ نزلت فی العرب و عباد الاصنام بغیر الاستدلال بکتاب فناسب ختم الآیۃ بالضلال البعید لانہم فی ذلک مال بعید عن الحق والکتب المنزلة والبضآ الآیۃ الآئینہ قد سبقا قوله و ما یضلون الا انفسہم فناسب ختم جالہم بالضلال فقط **قوله تعالیٰ** فمنہم من آمن بہ ومنہم من صد عنه اعلم انہ تعالیٰ قال فی اول الثعابن فمنکم کافر منکم مؤمن فقدم المؤمن علی الکافر بہنا و عکس فی الثعابن والوجه ان ہذہ الآیۃ رقت بعد قوله فقد آتینا الابرارہم الکتاب والحکمۃ والاصل فیہم الایمان والکفر طر علیہم باغوا بغیرہم ایامہم وآیۃ الثعابن فی خاصۃ المشرکین من قریش والکفر کان اصلا فیہم والایمان طر علی بعضہم باجانبہ و عوہ النبئی فلا جرم قدم ما ہو الاصل فی المؤمنین واللہ اعلم فقط

و غیر معلوم شریف خواہست کہ در بعضی احکام ظاہر قرآن دلالت بر چیزی می کند کہ با حادیث متواترہ آن ظاہر متردک گشتہ مثل حتی تنکح نرجوا غیرہ فانہ یدل علی الحلل بنجر والکاح بدون اشتراط الوطی کما ہو الیہ سعید بن السبیب وممن قتل مومنا خطأ فتحریر رقبۃ مومنۃ و دویۃ مسلمۃ الی الہ فانہ بظاہرہ یدل علی وجوب و ندۃ الخطأ فی مال القتال دون العاقلۃ کما ذهب الیہ النجارج قاطبۃ۔ پس تسک بمثل این ظاہر اصلا عند فیثود و ابن خطا اجتہاد می البستہ معفونست زیرا کہ در غیر محل اجتہاد واقع شدہ و چون در غیر محل اجتہاد واقع شود و خطا کند اصلا اعتبار ندارد لافی حتی ذلک المجتہد ولا فی غیرہ کما صرح بذلک صاحب الہدایۃ فی بحث التحلیل۔

سوال صاحب المدارک حل لفظ اجبتہ فی قولہ تعالیٰ واجعلوا بینہ و بین الاجبتہ نسبا و لقد علمت الاجبتہ علی الملکۃ الی آخر ما قال **جواب** قولہ تعالیٰ و اما لنا الاولہ مقام معلوم الارحج فی تفسیرہ انہ قول الملکۃ و مثل ہذا وقع فی القرآن فی مواضع منها قوله تعالیٰ و اما تنزل الابرار ربک و انہ من قول جبرئیل بانفاق الروایات و اما محل الاجبتہ علی الملکۃ فبعید کل البعد و لا بی مسلم الاصفہا فی تفسیر کبیر یجتہد فی ابداء المناسبات و انشار الرطب فی مثل ہذہ الآیات و یجملہا علی غیر معانیہا الماثورۃ فقط **قوله تعالیٰ** انا عرضنا الامانۃ و ہی اما التکلیف و الہیۃ الثواب والعقاب و اما الطاعۃ علی خلاف مقتضی الطبیعۃ بالاختیار و اما حدود الشریعہ و اما الاحکام اللتی لا یطہر لغیرہ الا باظهارہ کالصور و الوضوء و غسل الجنابۃ کما نقل عن قدام المفسرین و اما الاتصاف بمجمیع الاسماء الحسنی کما اخبرہ الشیخ الاکبر فی الفتوحات و اما المخلافۃ و الریاستہ کما اختارہ الجلی و غیرہ من العرفار و یرو علی الاول

ان الجمن ايضا شاكر كون الانسان في التكليف فكيف التخصيص بالانسان واجب بانه ليس في الآية دلالة على تخصيص الانسان مطلقا اقبول الامانة بل مفادها ان السموات والارض والجبال لم قبلها وقبلها الانسان تنازعها ويجوز ان يكون قبلها غيره كما جمن ايضا وفيه ان المقام يقتضي التخصيص المطلق لانه اما مقام مدح ومقام ذم وكل منهما لا يتأتى بدون التخصيص وقد يجاب بان الانسان اعم منه لان الجمن ايضا انسان نأرى فيه انه على خلاف استعمال القرآن والتحقيق ان العاقل بالاصالة للتكليف هو الانسان وبجملته كما هو راسخ وجوده قال بالنفس صاروا بالتبع من اهل التكليف فالقائم بهذا المنصب في عالم الارواح احصائه هو الانسان قد سبق منافي مواضع من هذا النفس ان الجمن نسبتهم الى الانسان كنسبة الغالب الى اقل المصنوع او كنسبة الجزئية الى البلدة المعمورة فانهم نزلت ناقصة للانسان وان وجودهم كما لو توطيد التمهيد لوجهه ولما كان اول الفكر خراجه من تأخر وجوده زمانا ولكن تعلقته به العناية اذ لانهم بالغوه في كل الامور المتعلقة بهذا الباب استنبه -

فلا عمن مسودة فتح العزيز في سورة آل عمران قوله تعالى قل انما جاءكم وما نزل علينا فقط

تحديثه لفظ الوحي الى علي اعلم ان الوحي ينزل من فوق السحاب وينتهي الى الرسل فيجدي بجلي مارة نظر الى الاعتبار دل المتقضي للاستدلال واني اخرى نظر الى الاعتقاد بان الثاني للمتقضي للانتهاز قد نطق القرآن بالاعتبار بآية جميعا فلا دل في هذه السورة الثانية في سورة التمر التي الكلام في تخصيص احد الاعتبارين باحد السورتين بل له وجه فالواحد في ذلك ان هذا الكلام وقع في سورة البقرة تحت قوله نالواوه منها بحث قوله بل فظاهر ان الرسول عليه السلام هو الذي نزل من السماء وانما يتوهم الوحي بطريق الانتهاز لانه انما يصل اليهم بواسطة الرسل ولا يقع عليهم دفعا فيكون اعتبارهم مقدر وهذا القول لقوله تعالى وانزلنا الكتاب وبقره رواه بالهدى انزل من الذين امرنا ووجه النهار والتحقيق الذي لا غبار عليه ما استفاد من شيخنا وسماعه في حوض التفسير عليه حاصله ان نزول الوحي ردقوعه حيث ما كان انه هو بطريق الاستعلام سرار في ذلك النبي الالهة لكن اذا اعتبر الوحي من الاشياء المنزلة الواقعة كالمازلة نزل والسكنية المنزلة كما انك لا ترى المنزلة المنزلة مستلما في القرآن وكلام العرب العرباء المتعدي بجلي نعم الوحي له اعتبار آخر وازال نزول رسول الله صلى الله عليه وسلم في مدركه السامع ولهذا الاعتبار له وصول وانتهاه الى انما يطلب اسمى من الطلب كان كوصول المخطوط والرسائل الى من يصل اليه فيبحث ما عدى بالي نظر الى هذا الاعتبار سوار في ذلك النبي والالهة والقانون الذي يظهر من تنقيح الكلام الجبدي في اراءه

وفي البخاري في أول هذا الخبر بنينا المحدث البيت وفي رواية الزهري عن انس بن مالك بن أبي رزق قد فرج سقطت
 بيتي بمكة وفي رواية الواقدي بسا سميده انما سمي به من شعب ابي طالب وفي حديث امها في هذا الخبر اني
 وغيره انه بات في بيتها فقال ما افقدته وجرا جمع انبات في بيتها عند شعب ابي طالب ففرج سقطت
 ذلك البيت فنزل منه الملك فخرج به الى المسجد وكان مخطوبا واثر الخامس موجود ثم افقده الملك فخرج
 من المسجد الملك اذا هو جبرئيل وفي رواية شريك عن انس جلد ثلثة نفر قبل ان يوحى اليه والكر المخطوب في هذه الرواية
 وكذا القاضي عياض والنووي ولكن ايده ابن حجر بتاليفه الكثيرين والظاهر انه قبل ان يوحى اليه ثم وقع الشئ من
 جبرئيل وكان ميكائيل جاربست من ذهب ففصله عازر عن فرخ في صدره ولى ايمانا وحكمة واخرج علقته
 سودا وخط الشيطان هذا من جنس ما كرم به اسمعيل من الذبح وبقائه حيا في هذه الحالة من خرق العادة بان
 يكون لعاب النفس بالبدن لا يزيله اخرج القليل من استعمال طست الذهب كان في عالم آخر وفي حكم الآخرة فلا بأس
 بذلك على ان التحريم متاخرة والحكمة والايمان تصور بصورة شراب طيب كالموت يتصور بصورة الكفش ثم اتى
 بدابة دون البغل وفوق الحمار ابيض يضع خطوه عند منتهى البصر اذا اتى على جبل ارتفعت رجلاه واذا هبط
 ارتفعت يده وفي رواية ابن سعد عن الواسطي له جملتان قال ابن جرير لم راها غيره وذكر الشافعي بسند ضعيف
 له خذ كذا الانسان وعرف كعرف الغرس ثم ايام كالايل والاطلاق وذب كالبقر وكان صدره باقوية
 سمراء وكان الذي اسكبه بكاب جبرئيل واخذ بملء ميكائيل وفي رواية معمر عن قتادة مسرعا لجلام فاستجاب
 فقال جبرئيل الحمد لله على ذلك فوالله ما اكله احد قط اكرم على الله منه فارفض سرقا فخرجه الترمذي
 وفي رواية ابن اسحاق حتى لصق بالارض فاستمر شعب عليها وفي رواية كانت تسخر الانبياء في مغازي
 ابن عابد ان ابراهيم عليه السلام كان يزور اسمعيل على البراق وفي حديث حذيفة عنه احمر فلان جبرئيل
 ورسول الله على ظهره حتى اتيا بيت المقدس ولم يتابعه احد ولم يسند حذيفة ايضا عن النبي فكانت قال
 عن اجبتها ده فتاوى بانه كان قائد الدسايقا ولكن رواه ابن جرير في صحيح ابن حبان ان جبرئيل علمه
 على البراق وروى عنه البزار والطبراني في صحيح البيهقي انه مر اول مرة بارض ذات نخل فقال جبرئيل انزل
 فصل فقال بهي طيبتة واليهما المهاجرت قال انزل فصل فانه مدين ثم بال طور سيناء هكذا ثبت لهم ولله
 عيسى وفي حديث انس اذا في الطريق البعوض على جنب الطريق تدعو فقال بهي الدنيا تدعوك اليها فممن
 يمين الطريق داعي اليهود وعن يساره داعي النصارى واذا شيخ يدعوه بجمعة مسجيا عن الطريق بدعوة

الى ان يقال جبرئيل عليه السلام من الشيطان وراى ثلثة نفر سجدوا عليه فقال بهم ابراهيم وموسى وعيسى
قالوا يا اخرايا شيرا اول وصرحوس وهو يصلى فى قبر وعند الكتيب الاحمر من جانب الطريق ومن
حديث ابى هريرة عند البزار والطبرانى فاذا القوم يترعون ويحصدون فى يوم كلما حصده ولما رجعكم ما
كان وبعث المجاهدون فى سميل الله ايضا عفت لهم الحسنات الى سبع مائة ضعف ثم ليقوم بوضع رؤسهم
بالصخر وهم قوم يتناقضون رؤسهم عن الصلوة المكتوبة ثم يقوم على اقبالهم رقاع وعلى اوابهم تسحر
كما تسرح الماشيتية ياكلون الضريع والزقوم ورضف له جهنم وهم بالغوا الزكوة وبقوم بين ايدهم تحمض
فى قدور لا ياكلونه وحسب خبيث تن فى قدور ياكلونه وهم الذين يتكفرون حلال ازواجهم ولطيلبون احرام
ثم على رجل وقد حمل حرمة عظيمة لا يستطيع حملها فتريد عليها وهو صاحب الامانات قد ضيعها ويريد غيرها
ثم يقوم فيقرض يستتم وشفاهم بمقاريض من حديثه قوما فرضت وهم خطباء الفتنه ثم على حجو صغير خرج
منه نور عظيم فيريد ان يرجع فيه فلا يطيق وهو مثال الرجل يتكلم بالكلمة العظيمة ثم يندم عليها فلا يستطيع
رد ما ثم على دلو طيب فيه ريح طيب وصوت هو صوت الحجة يطلب من الدماء وعد بها وعلى وادخلها
وجنهم وفى رواية ابى سعيد عند السهقي انه راى ذلك حين صعد السمار الدنيا وفيه زيادة ثم يقوم ليطونهم
كأمثال البيوت فيها حيات يرمى من ظاهرها كلها يعض احداهم اخردهم اكله السواد يقوم بهم مشايفه
كشافير الابل يسلعون جملهم يخرج من اسفلهم وهم الذين اكلوا مال النيامى ظلما ومريئا ليعلقن ايهم
منكبات على اطلين ومن الزوا فى وبقوم لقطع من جنوبهم اللحم فيمضفون وهم الغناون اللذون ثم لما
وصل الى بيت المقدس وجد الباب مفتوحا وفيه قصه له بقل ويطرقه ويربط البراق فى الحلقة التى يربط
الانبياء بها واداهم وكانت تلك الحلقة قد اندت فخرقها جبرئيل باصبعه وسلمى فى البيت فى مقدم
المسجد حيث محراب عمر بن الخطاب واتي هناك بارواح الانبياء وفيه قال ابراهيم لعمري فضلكم محمد حين اشرأ على سيد
كمالاتهم وفى حديث النفس فبعث له ادم فمن دونه فصلى بهم واهم تلك الليلة وفى رواية فتد انه افتقدوا
محمد اذ قيل قدمه جبرئيل وصلى ركعتين لا غير فجاره جبرئيل باناسين احد هما غمروا الاخرين نائحا للبين
وفى رواية البزار ثلثة لوانى الثالث فيعسل وفى حديث شداد بن اوس فصلبت فخذة الى العطر
مائتا الدواقيت باناسين احد هما غسل والاخرين فلم ان المجى بالاداءى كان نين مائة واربعة
عند روية الانهار الاربعه وراى لوجه الصلوة الحور العين فى سر حرم المسجد وجا فى بعض الروايات اسلمى بهم

ابو نصر الغفاري ١٢ والوكبر الشقي ١٣٢ والبلخية حسني ٣٠ والوجيعة الساعدي ٢٦ والوالد الدراري ١٤٩
 ابو ذر ٢٨١ والوراث ٨ والوسعي النخري ١١٤٠ والوشري الخزامي ٢٠ والوطلة ٥٥ والوعيسي بن عبد الرحمن
 بن جبير ٥: ابو عبدة بن الجراح ٣٧ والوقادة ١٠ والوكال الشري ٢٤ والورث العنوي ٢ والوسعود ١٢ والوسوس
 الاشعري ٣٤٠ والوواقد الليثي ٢٣ والوشيرة ٥٣٤٣ وام سلمة ٣٤٨ وام حبيبة ٤٥ وام الدراري ٥
 وام حزام ٤ وام خالد ٤ وام خطيبي ٨ وام سليم ١٣ وام قيس بن عتب ٢٣ وام عطية ٣٠ وام الفضل ٣٠
 واسمانت ابني بكر ٨ واسمانت عميس ٤٠ حرف البار بن ابراهيم بن غائب ٣٥ بريدة بن الحبيب ٨٤
 حرف التار تيمم الداري ١٨ حرف التار ثابت بن الضحاك ٣٨ ثوبان ١٢٨ حرف الحميم حباب
 بن عبد الله ٣٠ جابر بن سمرة ١٣٩ جبير بن مطعم ٩ جرير بن عبد الله ١٠ جندب بن عبد الله ٣٣
 جويرية بنت الحارث ٤ جندب بنت وهب الاسدية ٢ حرف الحار حارث بن وهب ٣ قيل ٩ حكيم بن
 حزام ٣٠ حمزة بن عمر سلمى ٩ خطلة بن الزبج ٢ حفصة بنت عمر ٩ حرف الحار حباب بن الارت ٣٢
 خولة بنت حكيم ١٥ خولة بنت ثامر الانصارية ٢ حرف الدال والذال ليس فيها شيء حرف الراء
 رافع بن خديج ٨ ربيع بنت مسعود ٣٠ حرف الراء زبیر بن العوم ٣ زيد بن ارقم ٤ زيد بن ثابت ٤ زيد بن خالد ٨
 زينب بنت جحش ١١ زينب بنت ابی سلمة ٤ زينب بنت ابی معاوية ٤ حرف السين سترة بن عبد ١٩
 سعد بن ابی وقاص ٢ سعيد بن زيد ٣٨ سفيان بن ابی زهير ٥ سلمان فارسي ٩٠ سليمان بن صرد
 بن ابون ١٥ سلمة بن الاكوع ٤ سمرة بن جندب ٢٣ سهل بن حنيف ٣٠ سهل بن مسعود الساعدي
 حرف الستين شاذ بن ادس ٥ شريك بن سويد ٢٣ حرف الصاد صعب بن حنانه ١٩ صفية بنت
 حبيبي ١٠ حرف الضاد ليس فيها شيء حرف الطاء طلحة بن عبدة ٣٨ حرف الظا ليس فيها شيء
 حرف العين ع ٤ عثمان ١٣٤ علي ٩٨٩ عابد بن عمر المزني ٨ عامر بن ربيعة بن مالک ٢٢
 عبد الله بن عباس ١٤٤٠ عبد الله بن مسعود ٨٨ عبد الله بن عمر ٣٠ عبد الله بن عمر ٤ عبد الله
 بن زبیر ٣٣ عبد الله بن جعفر ٥ عبد الله بن ابی اوفى ٩ عبد الله بن ابي ٢ عبد الله بن زيد بن
 ناعم ٣٨ عبد الله بن مغفل ٣٨ عبد الله بن مسعود ٤ عبد الله بن السخر ٤ عبد الرحمن بن عوف ٥
 عبد الرحمن بن ابی بكر عبد الرحمن بن سمرة ٣٣ عبد المطلب ٥ عثمان ٨ عثمان بن ابی العاص ٢٩ عدي بن حاتم ١٦
 عبد المطلب بن ربيعة بن الحارث ٨ عبد المطلب ٨ عثمان بن ابی العاص ٢٩ عدي بن حاتم ١٦

عمر بن عمر ۱۰ عرفجہ بن شریح، عقیق بن عامر، عقیق بن الحارث، عمار بن یاسر ۱۸، عمر بن العاص
عمر بن عبسہ ۳۸، عمرو بن عوف ۶۲، عمر بن ابی سلمہ ۱۲، عمارہ بن روبیعہ ۹، عوف بن مالک ۶، عیاض
ابن حمار ۳۰، عائشہ ۲۱۰، حروف الفین لیس فیہا شیء حروف الفار فضالہ بن عبیدہ ۵۰، فاطمہ بنت
رسول اللہ سلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۸، فاطمہ بنت قیس ۴۴، حروف القاف قبصہ بن محارب ۶، قتادہ
بن النعمان، حروف الکاف کعب بن عجرۃ ۴، کعب بن مالک ۸۰، حروف اللام لیس فیہا شیء حروف اللیم
مالک بن مصعبہ ۵، مالک بن نجیحہ ۲۴، مجاشع بن مسعود ۵، مردان الحکم ۶۳، مسور بن خمرتہ ۳۰، مستور وفہری ۴
مسیب بن خزن، معاذ بن جبل ۴، معاویہ بن ابی سفیان ۱۳۳، معمر بن عبد اللہ معقیب، معقل بن یسار ۴
معن بن زید ۵، مغیرہ بن شعبہ ۱۳۶، مقداد بن الاسود ۲۲، مقدام بن معدی کرب ۴، میمونہ ۶، حروف النون
نعمان بن بشیر ۱۱۳، نواس بن سمعان، حروف الواو واثلہ بن الاسقع ۵۶، وائل بن حجر، حروف الہاء
ہشام بن حکیم ۶، ہشام بن عمر و انصاری بخاری ۹، حروف الیاء یعلیٰ بن امیہ ۲۸، وعدہ حدیث الصحیح البخاری
۵۴، یعنی سبعة آلاف ومانتان وخمسة وسبعون حدیثا وقیل المکرر منها تسعمائة حدیث وقیل انها
باسقاط المکررة اربعة آلاف حدیث وعدہ حدیث صحیح مسلم اثني عشر الف حدیث وجملہ حدیث کتاب المشار
القان ومانتان وست واربعون حدیثا ہذا کلمہ منقول من شرح المشارق المسمی لکافرونی تصنیف سعید
بن محمد بن مسعود الکافرونی۔

حال معراج علی اکثر الروایات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لمامات خدیجہ تزوج بعدہ سودہ بنت زمعہ وخرج بعد ذلك بثلاثة اشهر في اقبایا الشوال علی رأس سنة
العشر من البقیة الی الطائف وانا ما بها شهر اثم لما انصرف نزل خلعة فاستمع اذن القرآن منه ولما کان فی
شهر ربيع الاول من تلك السنة اسمری بروحه وجسده لقیطة من المسجد الحرام وقیل کان قبل الهجرة سنة
وخمسة اشهر فعلی ہذا یکون فی شوال وقیل فی جب حکامہ ابن عبد اللہ وقالہ ابن اثیر بقیة وجرم بہ النووی فی
الروضة وقیل لیلہ السابع والعشرون من حجب واختاره الحافظ عبد الغنی والمقدسی وكانت لیلہ السبت
وقیل لیل الجمعة واما جعل لیلہ اشرف اللیل علی النهار ولان اللیل محل خلوة المحبین وقیل لیلہ اول اذان
امنوا ایانا يستیقن الذین کفروا واختلف الاحادیث فبعضہا ینما انانی الخطیم واما لیلہ لیلہ النحر

الاعتبارين ان الوحي ان عرفة من النعم واصلا من السمار الى الارض كسائر النعم الواسلة وكان المقام
 تعداد النعم اربعا ان محمد عليها كان الانسب هو الاعتبار الاول الموافق لطاهر اللغة وان عدلنا فمتيا الى مدارك
 السامعين كالخطوط الواصلة والكتب والرسائل الهدايا والتحف وكان المقام مقام التعليم والتفهيم لتكميل
 في القوة العقلية كان الانسب هو الاعتبار الثاني والله اعلم فقط

احاديث

بسم الله الرحمن الرحيم

عند حديث الجراح الصحيح البخاري قال ابو محمد المحمدي بدو الوحي خمسة احاديث الايمان خمسون حديثا
 العلم خمسة وسبعون حديثا الصوم مائة وتسعة احاديث غسل الجنابة ثلثة واربعون حديثا التحيض مائة احاديث
 التيمم خمسة وعشرون حديثا في عز الصلوة حديثان الصلوة في الثياب تسعة وثلثون حديثا القبلة ثلثة عشر حديثا
 المساجد ستة وسبعون حديثا الاستسقاء في الصلوة هو ثلثون حديثا مواقيت الصلوة خمسة وسبعون حديثا الاذان
 ثمانية وعشرون حديثا فضل صلوة الجماعة واقامتها اربعون حديثا امامة اربعون حديثا اقامة الصفوف
 ثمانية عشر حديثا اقتلح الصلوة عشرون حديثا القرعة ثلثون حديثا الركوع والسمود والشهادتان خمسون
 حديثا تقصير الصلوة سبعة عشر حديثا اجتناب اكل الثوم خمسة احاديث صلوة للنساء ولبصيان
 خمسة عشر حديثا صلوة الجمعة خمسة وستون حديثا صلوة النحر ست احاديث العمدة اربعون حديثا
 الوتر خمسة عشر حديثا الاستسقاء خمسة وثلثون حديثا الكسوف خمسة وعشرون حديثا سجود القرآن
 اربعة عشر حديثا التقصير ست وثلثون حديثا الاستحارة ثمانية احاديث التريض على قيام الليل
 احد واربعون حديثا التوالف ستة عشر حديثا الصلوة في مسجد مكة تسعة احاديث العمل في الصلوة ست
 وعشرون حديثا السهو اربعة عشر حديثا الجنابة مائة واربعون حديثا وجوب الزكاة مائة وثلثة عشر حديثا
 صدقة الفطر عشرة احاديث الحج مائة اربعون حديثا العمرة اثنان وثلثون حديثا الاحصار اربعون
 حديثا حجاز الصيد اربعون حديثا الصوم ست وستون حديثا ليلة القدر عشرة احاديث قيام رمضان
 ست احاديث الاعكاف عشرون حديثا البيوع مائة واحد وتسعون حديثا السلم تسعة عشر حديثا
 التسفحة ثلثة احاديث الابارة اربعة وعشرون حديثا الكفالة ثمانية احاديث الوكالة سبعة عشر حديثا
 المراجعة والشرب تسعة وعشرون حديثا الاستسقاء واحد واربعون حديثا خمسة وعشرون حديثا الاشخاص

ثلاثة عشر حديثاً المأثمة حديثان اللقطة خمسة عشر حديثاً المظالم والخمسة أحد واربعون حديثاً الشكر
اثنان وسبعون حديثاً الرحمن تسعة احاديث اعقوب واحد واربعون حديثاً الكتاب ست احاديث التوبة
تسعة وستون حديثاً الشبهات ثمانية وخمسون حديثاً الصلح اثنان وعشرون حديثاً الشكر والاربع وعشرون
حديثاً الوصايا واحد واربعون حديثاً التجار والسير مائتان وخمسة وخمسون حديثاً بقیة ايضا اثنان واربعون
حديثاً فرض الحسن ثمانية وخمسون حديثاً الجزية والموادعة ثلثة وستون حديثاً بدر الجملی مائتا حديثاً وحديث
الانبياء والمغازي اربعة وثمانية وعشرون حديثاً وجزء آخر لعبد الخازمي مائة وثمانية وثلثون حديثاً التفسير مائة
واربعون حديثاً فضائل القرآن احدى وثلاثون حديثاً النكاح والطلاق مائتان واربعون واربعون حديثاً
النفقات اثنان وعشرون حديثاً الاطعمة سبعون حديثاً العقيدة احدى عشر حديثاً التقدير والذبايح وغيره سبعون
حديثاً الذبايح والااضاحی ثلثون حديثاً الاشربة خمسة وستون حديثاً الطب تسعة وتسعون حديثاً القبر
احدى واربعون حديثاً اللباس مائة وعشرون حديثاً الاداب مائتان وست وخمسون حديثاً الاستئذان
سبعة وسبعون حديثاً الدعوة ست وسبعون حديثاً من الدعوات ثلثون حديثاً الرقاق مائة حديثاً
الحوض ست عشر حديثاً صفة الجنة والنا ربعة وخمسون حديثاً القدر ثمانية وعشرون حديثاً الايمان والذرة
احدى وثلثون حديثاً كفارة الايمان خمسة عشر حديثاً الفرائض خمسة واربعون حديثاً الحمد وثلثون حديثاً
المحارون اثنان وخمسون حديثاً آيات اربعة وخمسون حديثاً استنساخ المرتدين عشرون حديثاً
الاکراه ثلثة عشر حديثاً ترك الحمل ثلثة وعشرون حديثاً التفسير ستون حديثاً السنن ثلثة واربعون حديثاً الاحكام
اثنان وثمانون حديثاً الاماني اثنان وعشرون حديثاً آجازه خبر الواحد تسعة عشر حديثاً الاحتقاص ست
وتسعون حديثاً التوحيد وعظمة الرب عز وجل وغير ذلك مائة وسبعون حديثاً الى آخره في جميع هذه الآيات
ومائتان وخمسة وسبعون حديثاً والحمد لله اولاداً وخرافاً بهراً وباطناً والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وآله
واصحابه اجمعين نقل

بسم الله الرحمن الرحيم

حرف الالف حكمة مرويات مروية حضرت بوبكر الصديق رضي الله عنه والابن رضي الله عنه في سنة ١٧٣ هـ في يوم الاربعاء في
البحرني ٣٠ وثمانية من زيد رضي الله عنه والنس رضي الله عنه بن مالك ٢٢٨٦ والوسطى الساعدي ٢٨ والجملة الباطني ٢
والابو الرب الضاري ١٥ والبردة بن بليهم والبردة اسلمى ٣٦ والبردة الانصاري ٣

ثم لا يعودون وفي بعض الروايات بعد الميعاد الى سدة المنتهى فاذا باتى شطرين شطبه
عليهم الثياب البيض كانوا هم القراطيس وشرط عليهم ثياب رمد فدخلت البيت المعمور ودخل معي
اصحاب البيض وحجب الاحزون فصليت انا ومن معي في البيت المعمور وذا اخذ الميعاد
عن ابى سمير وفي رواية البخاري في الصلوة ثم ظهرت للمستوى اسمع فيه صريف
الاسلام وفي رواية ابى ذر عن مسلم ثم ادخلت الجنة فاذا فيها جنت بلذ اللذو موراس هذا
الكثرة مستقبلة جارية فقال لمن انت فقالت لزيد بن حارثة وفي الروايات الضعيفة
ان جبriel انتهى وقت واستصعبه رسول الله صلعم فاعتذر فقال لودنوت املة
لا تحترق وبعد ذلك اختلفت الروايات ففي بعضها الجبال وقال ربح لي في النور جاو
في بعضها التفصيل قال ثم اتيت برزق اخضر التمتع بصري من نوره فخلت عليه فذكر
خرق الحجب السبعين من النور ودار المنادى حين استوحش بلغة ابى بكر رضقت يا محمد ان
ركب يصلي ثم ذكر وصوله الى العرش حتى قال وهذا في صحيح البخاري اعنه قوله ثم دني رب العزة
وفي رواية البخاري ثم دني الجبار فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى فاعطى الى عبده ما اوحى
وسناك فرض عليه خمسون صلوة في اليوم والليلة واعطى خواتم سورة البقرة وغفر لمن لا يشرك بالله
من امته للتحفات وقيل له الم يحبك بيتا فادى الم نشرح لك صدرك وقيل له ان الجنة حرم
على الانبياء حتى تدخل انت وعلى الامم حتى تدخل امك وفي رواية ابى سعيد الخدري عن النبي
ان الله تعالى قال له صلوة الله وسلامه عليه سل فتال لك اتخذت ابراهيم خليلا واعطيت
ملكاً عظيماً وكلت موسى تكليماً واعطيت داود ملكاً عظيماً والنت له السعيد وسخرت له الجبال
واعطيت سليمان ملكاً عظيماً وسخرت له الانس والجن والشياطين وسخرت له الريح واعطيت
لداود النسخي لاحد من بعده وعلمت عيسى التوراة والانجيل وجعلته بهيئ الامم والارض فيجيئ الموتى
باذنك واعذته من الشيطان الرجيم فلم يكن له عليه سبيل فقال رب تعال قد اتخذتك جليلاً فهو
مكتوب في التوراة حبیب الرحمن وارسلناك الى الناس كافة بشيرا ونذيرا وسخرت لك صدرك
وضعت عنك وزرك ورفعت لك ذكرك فلا اذكر الا اذكرك معي وجعلت امك خيرة امه اخرجت
لناس وجعلت امك امه وسطا وجعلت امك هم الاولون وهم الآخرون وجعلت من امك

اقواما قلوبهم ناجيم جعلت اول النبيين خلقا واخرهم لبعثوا واعطيتك سبعاً من المشاتي
لم عطها نبياً قبلك واعطيتك الكثرة واعطيتك اثمانية اسهم الاسلام واجهادوا الهجرة
والصلوة والصدقة وصوم رمضان والاصر بالمعروف والنهي عن المنكر وجعلتك فاتحاً
وخاتماً وروى انه لما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة أسرى به فكان يذى طوى قال يا خير
ان قومي لا يصدقوني قال يصدقك ابو بكر وسه الصديق وروى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال لقد رايتني في الحجر وقريش يسألني عن سراي فسألني عن امير بيت المقدس
لم اشتهبها فكربت كركبا ما كرت مثله قط قال فرفعه الله في النظر اليه ما يسألونني عن
شيء الا انبأهم وروى ان للشركين جاؤا الى ابى بكر رضت الوابل لك في صاحبك
يزعم انه اسرى به الليلة الى بيت المقدس قال او قد قال قالوا نعم قال لكن كان
قال ذلك لقد صدق قالوا الصدقة انه ذهب الى بيت المقدس في ليلة وجار قبل ان
يصبح قال نعم اني لا صدقة باهو البعد من ذلك اصدقه في خبر السمار في عذوة ادر حقه فيك
سمى ابو بكر صديق ومنه القوم من قد اتى المسجد الاقصى فقالوا بل تستطيع ان تحت لنا مسجد
قال نعم فببيت انت وانت فما زلت انت حتى التبت على قال فجي بالمسجد وانا انظر
اليه حتى وضع دون وار عتيل انت المسجد وانا انظر اليه فقال القوم فوالله لقد اصاب ثم قالوا
يا محمد اخبرنا عن غير ما نضاهم الليال لقت منها اشياء قال نعم مرت على غير بني فلان وهي باروا
وقد اضلوا البعير فجم في طلبه وفي رحالهم قدح من ماء فعطشت فاخذته وشربته ثم وضعته كسا
كمان فاسأ لوسم بل وجد الماء في القدح حين رجوا اليه قالوا هذه آية قال ومرت بعير بني فلان
وفلان راكباً على قعودها يذى مفرغ غير ليعلها منى فرمى بفلان فاكسرت يده فاسأ لو هما عن ذلك
قالوا وهذه آية قالوا ان خبر عن عمر بن الخطاب قال مرت بها بالنعيم قالوا فاعادتها واسما لها بيتها ومن فيها
قال كنت في شغل عن ذلك ثم مثلت له مكانه بالبحر بعدتها واسما لها بيتها ومن فيها
انقال نعم بيتها كذا وكذا وفيها فلان وفلان يقدرها حمل او مرق عليه غلزانان مخيطان تطلع عليكم
عند طلوع الشمس قالوا هذه آية ثم خرجوا اشعة دن نحو القبة وجم يقولون والله لقد قص محمد شياً
وبينه حتى اتوا كدار فجلسوا عليه فجلوا ينظرون حتى تطلع الشمس فيكذبونه او قال قال نبيهم

والله يذره الشمس قد طلعت وقال آخر يذره والله الا ان قد طلعت ليعدها الجعر اوراق فيه
فلان فلان كما قال لهم فلم يوافقوا وقالوا ان هذا الاسحور مبين فقط

حال شجرة البيعة الرضوان

در بخاری بروایات متعدده از سعید بن السیب عن ربیعہ آمده و فی بعض الروایات انه قال
لقد رايت الشجرة ثم انسيها فلم اعرفها و فی بعضها فلما كان العام المقبل نسيها فلم اعرفها
و فی بعض الروایات عن طارق بن عبد الرحمن انه قال انطلقت حاجا فمررت بقوم
يصلون فی مسجد الشجرة قلت لهم ما هذا المسجد قالوا هذه الشجرة میث بلع رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم بیعت الرضوان فایت سعید بن السیب فاضربته فقال سعید
بن السیب اصحاب محمد لم يعرفوا و عرفتموها انتم دانتم اعلم و قال الشيخ ابن حجر فی فتح الباری
وانكار سعید بن السیب علی من زعم انه عرفها معتدلا علی قول ابيه انهم لم يعرفوها فی العام
التا بل للیدل علی رفع معرفتها اصلا فقد رفع عن المصنف اے البخاری فی حدیث جابر ان
قریبا قوله لو كنت البصر اليوم لارى تم مكان الشجرة فهذا یدل علی انه كان یضبط موضعها فیه
دلالة علی انه كان یعرفها بعینها ثم قال وحدث عند ابن سعید باسناد صحیح عن نافع عن
عمر انه بلغه ان قوما یاتون الشجرة فیصلون عن هم ثم امر بقطعها انتهى حال الشجرة
قول الذي يظهر لی من مجموع الروایات فی امر الشجرة ان الشجرة غمت علی الناس بعد
فزع البیعة لحكمة مخفیة فی ذلك ذكرته فی فتح العزیر بالتفصیل وجملة ان الله تعالی لما
علق الرضا بالبیعة تحت الشجرة فی قوله تعالی لقد رضی الله عن المؤمنین اذ ساء لیونك تحت
الشجرة كان مظنة ان یبقی الی ذین العوام ان تلك الشجرة وظلانی فعلق الرضا فی
الله تلك الشجرة عن ابصارهم والقوم كانوا حدیثی عهد باحبابه وعبادة الانصبا حتی قالوا
یومنا لرسول صلى الله عليه وآله وسلم جعل لنا ذات النواط كما لهم ذات النواط فاجلس ذكرنا
ثم لما عین بعض الناس موضعها بالقیاس والحدس وكانت تلك الشجرة فی الحقيقة غیر ما
یراه المؤمنین عمر رضی الله عنه بقطعها الا ان التبرک بانما للصالحین مذموم او غیر محمود بل لان
اجعل وانشس فی التبركات امر مذموم ولهذا یجب علی الامام ان یعز من یجمل شجرة غیر ما

من التبرکات وینسبہ الی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا سند ولا دلیل من الامر
 بالقطع انما کان لاجل ان عمر رضی اللہ عنہ کان یعلم ان الشجرۃ غشت عن الابصار وان نہ الشجرۃ
 لیست تلك الشجرۃ التي من شأنها ان تیرک بها و قول جابر لو كنت البصر الیوم لاریتم مکان
 الشجرۃ لایدل الا علی انه کان یضبط مکان الشجرۃ وهو لا یدل علی بقار الشجرۃ بل یدل
 علی رفع معرفتها قتال والعجب انه کیف خفی ذلک علی مثل الشیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ و
 قال فی شفاء الغرام ان موضع الحدیثیہ هو الذی فیہ البئر المعروفہ بشیرس بطریق جدۃ و الشجرۃ
 والحدیثیہ لایعرف الآن ولیست بالموضع الذی یقال لہ الجدة فی طریق جدۃ لقرب ہذا
 للموضع من جدۃ وبعده من مکہ والحدیثیہ دونہ بکثیر و ہو فی حدایحرام كما قال مالک فی
 طرف اکل كما قال المساور دمی او بعضہا فی اکل وبعضہا فی الاحرام كما قال الشافعی
 ومن قال ان الشجرۃ كانت من الجنة فمعناه انها رقت الی الجنة مکہ ورواہ ابن ہب
 و منبری روضتہ من ریاض الجنة ورواہ البقیع والمعلاتہ ترعتان من ترلع الجنة
 اسے بچلان کذلک یوم القیامۃ - فقط

سوال فرقہ ناجیہ در حدیث شریف وارد شدہ ستفقیر امتی علی ثلث و سبعین
 فرقہ کلہم فی النار الا واحدة قیل من ہم ہا رسول اللہ قال الذین ہم علی ما انا علیہ و اصحابی
 یعنی متفرق خواہ شد است من یعنی امت اجابت من کہ کلمہ من خواندہ اند و نبوت مر بقول کہ
 بر ہفتاد و سہ فرقہ ہمہ ہا مرد و زن اند مگر یک فرقہ گفتمہ شد کیستند آنها فرمودند انانکہ ثابت
 و قائم اند بر انجہ من بردہستم و اصحاب من بردہستم پس کیکہ اتباع حدیث پیغمبر و پیرو
 جماعت صحابہ آئین و شیوہ او باشد ناجیہ ہمان است و ظاہر آیت کہ این معنی بحسن
 اہل سنت و جماعت و دیگرے را نیست زیرا کہ سنت متابعت حدیث است و جماعت پیرو
 جماعت صحابہ و گاہے اشکالے بخاطر میرسد کہ اہل سنت تجوز عذابہ بر صغائر و کبائر
 سے نمایند پس یاد جو داین مذہب و فعل نارا چون رطو اشتند و فرقہ ناجیہ چگونہ باشد
 و از عید فی النار چگونہ بر آیت -

جواب تجوز و دخل نار چون رطو اشتند و فرقہ ناجیہ چگونہ باشد و با وجود مقام

پس فرقہ ہائے ضالہ را دخول نار بہا بر اعتقادات ایشانست کہ علامت بطلانست بعض
مردم این فرقہ ناجیہ را کہ خوف عذاب است بنا بر عمل بہ مخالف اعتقاد خود است و بہین دلیل
حقیقت مذہب است اگرچہ امید و راست بشمول شفاعت و حصول کمی عذاب نقطہ
و روفی الحدیث شہران لای نقصان رمضان و ذوالحجۃ۔ شرح تاویل سے کنند کہ مراد
نقصان ثواب است و این توجیہ در رمضان راست ہے آید کہ ماہ کامل باشد یا ناقص
در ثواب صوم تمام ماہ نقصانے نیست و در ذی الحجہ راست ہے آید کہ شعائر و مناسک
حج تا آخر ایام تشریق است و تا آخر ماہ بیع علاقہ نیست ناقص باشد یا کامل و این حدیث در
کلبی بطریق متعدّدہ وارد است و الفاظ آن مصرح است نہ آنکہ مراد عدم نقصان ایام شہر
است جواب قولہ شہران لای نقصان اکثر ہم علیٰ انہما لای نقصان معافی عدد الایام
و قیل لای نقصان فی الاجر و الثواب اما رمضان نظا ہر دما ذوالحجۃ فبا اعتبارانہ من شہر
الحج من الاشہار احکام و العمل بتضاہف فیہا فہذا الجاجر یرکامل عند نقصان العدد ایضہ
و قیل صورۃ ان لایظہر الہلال فی اول ذی الحجۃ فمضی یوم او یومان منہ و لایعلم الحاج
انہ من ذی الحجۃ فلا یشغلوا بالاحرام او صوم العشر لمن یعتادہ فیتفق ثبوت الہلال
یوم الترویۃ او یوم عرفۃ فنلک الایام کلہا محسوبۃ باعتبار الاجرا نیست شرح ابن
حدیث اما روایات کلبی را بجہت آنکہ رواۃ کثیر الامام اند و فہیدہ خود را شنیدہ و امکان
چندان اعتبار ہے نیست۔

ف و شرح حدیث ثلث یوتون اجر ہم مرتین رجل امن بنبیہ و امن بمحمد انہ و فی بعض
الروایات رجل من اہل الکتاب آمن بنبیہ شرح حدیث خیلہ اضطراب نمودہ اند دست انزل
ایشان مثل عبدالرؤف منادی و دیگر تحقیق بہین را اختیار نمودہ اند کہ مراد خاص نصرانیان اند
غیر کہ دین یہودیت و دیگر ادیان بدین حضرت علی علیہ السلام منسوخ شدہ و انکار نبوت
حضرت عیسیٰ کفر است پس وین منسوخ کہ در حالت کفر بران عمل کردہ باشد قیسم مستوجب
اجر و ثواب گردد و این فقیر در تحت آیت اولنگ یوتون اجر ہم مرتین تحقیق نفیس ثبوت
کہ این وقت لعل آن بسبب دو افتاد و مسووات متعذر است مجلس آنکہ الادنی التعمیم

نوم الروایات الواردة فی ذلک بل النص القرآنی ایضا علی العموم وهو قوله الذین
 یسلمون کتاب من قبلهم یؤمنون واذ یتلی علیهم انحر لکن الایمان بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 مستلزم الایمان بعیسی علیہ السلام فالایمان اللاحق لعیسی علیہ السلام جعل ماحیا للکفر السابق
 لکما ان الایمان اللاحق بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جعل ماحیا للکفر السابق به فاعتبرت
 لاعتہ واستوجب الثواب والاجر علیہا یدل علی ذلک دلالة بنیة ان من آمن من النصحاء
 مثلاً بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد طول عمره بالکفر والانکار بل بعد قتال مع المسلمین
 علمہ انه یوتی الاجر مرتین ویعتبر ایمانه بنیة مع الکفر بنیة واذ اسر فی ذلک ان الایمان
 بکل واحد من الانبیاء لہ اثر فی تطہیر الباطن وتکمیل النفس لکن لم یظهر ذلک الاثر لقیام
 معارضه وهو الکفر بغیره من انبیاء اللہ تعالیٰ فلما زال المعارض ظهر اثره ولہذا الشواہد لا تنفک
 من الامور الطبیعیة والصناعیة وغیرہ فی المحسوسات وبالجملة فالیہودی اذا سلم صح ایانہ بحسب
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد صح ایمانہ بعیسی علیہ السلام وجميع الانبیاء ایضا دفعة واحدة
 وجاز ان یوثر هذا الایمان مع الایمان السابق المحال بموسى علیہ السلام مثلاً فجعل اجر
 مضاعفا بمقابلة الایمان فحالہ مثل حال النصرانی عند التامل بل تفاوتہ کفر الیہودی والنصرانی
 وانحہ مرقوم بود کہ کفر تمام یہود بعد از بعثت حضرت عیسی علیہ السلام خصوصاً احبار
 ربانیین محل تعجب است مہربان من بحیرا سب نصرانی بود یہودی بود و احبار یہود کہ درین
 حکم تیج سکونت در زند دران وقت مقدم بر زمان حضرت عیسی بودند آدمیم کہ عیسی
 و عبد اللہ بن سلام وغیرہا پس بعد از معرفت وجہ ضلالت و سباب آن کہ تفصیل فی
 فتح الغریر وغیرہ من الکتب مذکور و مسطور اند تیج استعلا باقی نیماند مجمل آنکہ گاہے سبب ضلالت
 تلقی فاسد میباشد و این سبب عام است علما و خواص را نیز واقع سے شود یعنی تلقی
 فاسد آنکہ بجهت شهرت امری کالقول بزندقہ عیسی علیہ السلام کہ در یہود مشہور بود حق
 واقعی در زمین این عالم کسوت بطلان می پوشد و بہرگز التفاتے بوجہ مخالفہ آن مشہور نمونہ
 والا استعدا و آن دارو کہ اگر توجہ و التفات بوجہ مخالفہ آن مشہور نماید حق را در یاد مشا سرت
 آنکہ درین زمان و اقامی بلدان ایران زمین کہ اختلاطی باہستند ندانند صیدان و نسوان ایشان ہر چند

کتب خود بوجه اتم ده شتم باشد نام شصین و حضرت عثمان مثل نام فرعون و همان در حق ایشان عنوان نموده
طغیان گردیده هرگز کتاب و مداح ایشان نشنیده اند و جز اندر اهل بیت و غضب و ظلم و جلد دیگر وصف خوانی
ایشان در ذهن آن مردم نمانده پس با وجود استدوار در حق توجبه و التفاتی به لغتیش احوال ایشان
ندارند همین بود حالت احبار یهود که هرگز ملتفت بذكر حضرت مسیح نبودند بجهت امتیاز مدله ایشان از ملت
و چون توجبه و التفات نباشند بدیهیات را نتوان دریافت چه جاست نظریات جدیدین فی التفاتی این
هم شد که تابع حضرت مسیح غیر از کلمات زندقه و اتحاد و مبالغه و اطرد و القیل بالثلث از حال حضرت مسیح
و هیچ مذکور نمی کردند و ملع این خرافات زیاده تر و جوب تنفر ایشان گردیده بود چون پیغمبر آفریزان
مبعوث شد و نوبت از بریان بعیان رسید و از سماع برویت انجاسید و حجابی دیگر در میان نماند
ایشان را ایمان بهر دو بزرگوار معا حاصل گشت و کمال علم ایشان در اینجا ظهور نمود و هذا المعنی احی
المقاصد بن قوله علیه السلام انی اولی الناس بعیسی بن مریم بلکه این متعکس است چون آن
پیغمبر آخر الزمان را در یغاید گذشت و مردم را در حقیقت امر ایشان بجهت غلبه مخالفان ملت
شکوک و شبهات راه خواهد یافت خصوصاً بوجود حال العین باز حضرت عیسی هم انعمتی را بر و ایت
عیانی خود تثبیم و تکلیل خواهد فرمود و اخرج ابن مندة بسند ضعیف عن ابن عباس رضی الله عنهما ان
ابابکر الصديق رضی الله عنه صحب النبی صلی الله علیه وسلم و هو ابن ثمان عشرة سنة و النبی ابن عشر
سنة و هما یریدان الشام فی تجارة حتى نزل منزلاً فی سدة ففقد فی ظلهما ذویب البکر الی رهیب
یقال له بحیر اوساله عن اشیار فقال له من الرجل الذی فی ظل الشجرة قال محمد بن عبد الله بن
عبد المطلب قال هذا الذی فی ما استظل تحت ظلهما بعد عیسی الامجد صلی الله علیه وآله وسلم انتهى قال
ابن حجر و هذه سفرة اخرى بعد سفرة مع ابی طالب کذا فی الاصابة و اولاد احبار یهود که در مدینه سکونت
داشتند آن بجهت بعد مکانی از حال حضرت مسیح کما فیجی مطلع نشدند و دوم دعوت حضرت
مسیح خاص بود به بنی اسرائیل شام سوم اختلاط مشرکین ایشان را موجب اشتراک شده
بود و این غیر ذلک من الاسباب و حدیث واک لما خلقت الافلاک در هیچ کتاب بنظر نیامده
در بیان استبراه بیشتر شد و فقها در باب استبراه ماخوذ از همان حدیث عذاب
القبر است که اما احدیها فکان لا یستبرأ من لوله و الاستبرأ طلب البرارة من الشیء و

طلب البراءة من البول فرض اذا لعاب على ترك غير القرض واستبصار برس ووقت مناسب حال الكس
وانوقت است ولهذا قال الحسن البصري رضي الله عنه لا يستل عن حال الصحابة وانهم كانوا يكتفون
في الاستنجاء عن البرز بالاجار انهم كانوا يبعرون بولاً وانهم تثلثون لمطاً او كائناً تارك او ابتدع ميكوند
از باب مباحات وتفيقات اين فرقه ظاهرين است لا يعاب به ودر بخاری وشرح آن ثابت است که
ابو موسی اشعری بجهت استماع حدیث غدا ب القبر بول تشد و بسیار میگرد و حتی آنکه کان یدخل
احلیله فی القارورة و میبول فیها مخافة ان یصیبه رشاش من البول فانکسر علیه ضیقته رضی الله عنه
وقال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم اتی سباطة قوم فبال قائماً ولا شک ان البول قائماً
منظنة اصابة الرشاش والذي دل علیه التجربة ان البول یتشرح من عند المشاة کما یوقع فی الاثربة
فهو کالین فی الضرع کما حلب ورواذا ترک فیه فقط

سوال در شکوة وارد است که نبی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عن عشر منہا ان یجعل
الرجل اسفل ثیابه حریراً متباعد ازین فقط آنست که لباس حریر اگر متصل بدن نباشد مثل ان که ابره
حریر باشد مستر یا چه پنبه کرده نباشد و منہ الدر المختار بحرم لبس الحریر ولو بجائل علی الصبح عن
الامام انما یحرم اذا مس الجملہ قال فی الغنیة و ہی رخصة عظيمة فی موضع عمت به البلوی -

جواب قوله نبی ان یجعل الرجل اسفل ثیابه حریراً مثل الاعاجم ازین فقط متباعد منہ شود
که اگر ابره حریر باشد و استر قطن لبس آن حلال است زیرا که قاعده اصول است که التقیید
بالوصف انما یدل علی انتفاء حکم عند انتفاء ذلک الوصف اذالم یکن ذلک الوصف خرج منخرج
العادة وایضا اذالم یکن ضد ذلک الوصف اولی با حکم منہ و ہنہا کلا الشطین منتفیان
اما الاول فلان عادة الاعاجم كانت جاریة بلبس الحریر فی اسفل الثیاب تحصیل نوعیة البدن
فنبی عنه لذلك واما الثاني فلان لبس الحریر فوق الثیاب اولی بالنہی لاجل الشهرة و ظهور
البرق و اللعان فالنبی عن الاسفل یدل علی النہی عن الاعلی بدلالة انصر کمیل حدیث التایف علی حرمة
النسب و در مختار نیز بہر مذہب ر الصبح نوہہ حیث قال ولو بجائل علی الصبح فلا عیبة بالروایة النادرة الاخری فقط
قولہ فی الحدیث ان المؤمن لا یتجنب نجس وقع جواباً لقول انی ہرورة حین تجنب عن صحبة رسول الله
صلی الله علیه وسلم و کان جنباً فاغتسل و رجع الی المسجد الشریف و سألہ عن وجه ذابہ قال یا رسول الله

منت جنباً فکر است لان اجاسک فالمراد نفی النجاسة التي تمنع الاختلاط والكلام واضح وصحة المعنى ان المكون
 صحة اعتقاده حسن احتمال وطلب اخلاقه ولو كان جنباً لا يجرى الصحة بخلاف الكافر فانه لا يصح حساب ولا
 مجالس بل ينبغي ان لا يمتد أثره اياً دام ما وقع في حديثه عاصم بن ثابت في مقودة الرجوع انه عاهد الله تعالى
 ان لا يمسه المشرك فحيت جسده بالذناير بعد الشهادة فذاك من كمال توره او من جهده الذي هو كانه
 لازم في حقه ولو كان المراد نفی النجاسة مطلقاً عن المومن لما صح لان المومن يحدث ويجنب ويحبب علي الاضواء
 يغسل ويحرم عليه الصلوة وقطران ودخول المسجده ولما كانت النجاسة المنفیه مخصوصة ببعض انواعها فكلم المفهوم
 ان ثبت هذا النوع من النجاسة للمشركين لا غير بل ولا مطلقاً وبالمجمله قد توارى عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم
 والصحابة اختلاطهم مع المشركين ومصافحتهم ومجاستهم وسهم واكل ما يبيعهم من الطعمه والثمار وليس فوجهاهم
 ليف وقد ليس النبي صلى الله عليه وآله وسلم جبه شاميه وابل الشام اذ ذاك كانوا كفار نعم لو علم ظنا او يقيناً
 ان بعض فرقه لا يتجاثون عن النجاسات كالبهوه عن اشياء البقر والاكرير عن الخمر والنخس غير حرم سوا كلهم والشرع
 في ادايتهم من غير غسل فقط

سوال درودنی شرح الصدور حديث لا یتمین احدکم الموت الا ان یتیق بعمله متبادر ازین کلام نیست که این
 بوازننا موت در صورت وثوق بعمل تعلیق محال است چنانکه در قول او تعالی فالغفدوا لا تغفدون الا بسلطان
 بینی مدار قبول عمل براه خاص است ونجات لا وفاق عجب وریاکه مناط اخلاص است و ثوار پس وثوق
 بعمل محال باشد و منی موت ممنوع و بعض علماء زمان می فهمند که تعلیق بحال نیست و وثوق بعمل ممکن و در آن
 منی موت جائز جواب در حدیث لا یتمین احدکم الموت الا ان یتیق بعمله ظاهر اینست که می فهمند
 فرموده اند یعنی از قبیل تعلیق بالمحال است بسبب دلیل اول آنکه این روایت در غیر صحاح وارد است
 در روایت عموم بنی در صحاح فالعموم اولی فیجب حمل هذه الروایات علی التعلیق بالمحال جمعاً بین الدلیلین
 بنها ممکن - دوم آنکه عموم بنی را در روایات صحاح معلل نموده اند بعلت عامه که دائق را نیز شامل است
 در حکم المثل بالعلته العامه فی کلام الشایع لا یجوز تخصیصه دروایت تعلیل نیست لا یتمین احدکم الموت
 ضریر نیل به اما سیافعله ان یتوب و اما محناً فاعلمه ان یزود احساناً ولا شبهه ان الواثق بالمثل لا یكون
 الاحسان و علة انهی للمحسن هو تقویة الامکان من الازیاد و هی موجودی حق الواثق فیکون للنهی عاملاً ایضاً
 ارسه اگر علت بنی ترودنی با بعد الموت می شد وثوق بعمل ازان علت می سراد و حالاً که علت بنی بعد از

از یاد است و ثوق بعل هیچ فائده نمیکند فتعین حمل الکلام علی التعلیق بالمحال مستوم آنکه هر چند وثوق بمحل محال مفصل نیست اما در محال عادی بودن او شبهه نیست که لا ینجی و علی تقدیر تسلیم محال شرعی نیز هست لقوله علیه الصلوٰة والسلام لا ینجی احدکم علمه قالوا و لا انت یا رسول الله قال و لا انا الا ان یتمدنی الله حمیة و قال الحسن البصری ما یخاف النفاق به الامؤمن و لا یاسنه الا منافق کذا فی تعلیقات البخاری قاصد بسیار مستعمل بود لهذا تفصیله که در خاطر بود ممکن نشد فقط

این ترجمه آن حدیث است که جناب مولانا شاه عبدالعزیز صاحب قس سره

در وفات رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم در وعظ می فرمودند

آورده است بخاری در تاریخ خود از عمار گفت رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم هر آینه خدا تعالی را فرستاده است و اراضی تعالی استماع از خلائق استاده است بر قبر من نیست کسیکه درود میفرستد مگر میبرد بر من و از دزد احمد و نسائی هر آینه خدا می فرستد گناهند سیر کنندگان در زمین میبرسانند مرا از امتین سلام و نتوان رسید این معنی و شنید سعید بن اسیب اذان از قبر شریف در روزه های حره آورده است عارضت و ابن سعد زندگی من بهتر است شما در وفات من هم بهتر است شما پیش کرده میشود بر من علمهای شما پس آنچه باشد از عمل نیک ستان شما میگویم خدا را بران و آنچه باشد از بدی مغفرت میجویم از خدا برای شما و هرگاه بیا شد ابو بکر صدیق رضی الله عنه وصیت کرد که ببرد جنازه مرا سوختن قبر نبی صلی الله علیه و آله وسلم و اذن طلبید و گفته شود این ابو بکر است اذن میطلبید برای دفن نزد تو یا رسول الله پس اگر اذن شود بهتر و اگر نه باز گردانید مرا سوختن پس گردن پس آواز داده شدند که داخل شوید گرامی کرده شده روایت کرده است این خطیب و روایت کرد این را ابن عساکر از علی کرم الله وجهه گفت هرگاه که حاضر شد ابو بکر صدیق را وفات نبشاند از دوسر خود و گفت مرا یا علی و فیکند من بمیرم پس غسل ده مرا بکنند که غسل داده بدن رسول خداست صلی الله علیه و آله وسلم و میری مرا بسوی خانه که در آن رسول خداست صلی الله علیه و آله وسلم و ذکر کرد و قصه طلب اذن سابق تا آنکه گفت علی کرم الله وجهه بودم من اول کسی که پیشی گردن بسوی دروازه پس شنیدم گوینده را که میگوید داخل کنید محبوب را سوختن محبوب پس هر آینه حبیب بسوی حبیب اشتیاق دارد و هرگاه که واقع شد خط گفت عائشه رضی الله عنها بکشد

سورانی بسوئے آسمان محاذی قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس کروند پس بیادیر آسمان و در شد نقطه
سوال سید طی، در شرح الصدور حدیثی در آورده که ابن عباس آنحضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دید که بامرو
 کلام میکرد پس ازان پرسید که یا رسول اللہ آن مرد کدام کس بود و فرمود تو را ویدی گفت آری من فرمود
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و جبریل بود و تو نابینا خواهی شد در اینجا بخاطر رسد که بسیار صحابه جبریل را دیدند
 چنانکه در حدیث سوال اسلام دایمان و احسان مذکور است و نابینا نشدند تخصیص ابن عباس رضی اللہ
 چیت **جواب** فصله ابن عباس که در شرح الصدور منقول فرموده اند صحیح است و تمام قصه آنچه در کتب
 مفصص است نیست که اندر اسی رجلا مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلم یعرفه فسال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم عنه فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارايت فقال نعم قال ذاک جبریل ہ انک ستفقہ بصرک نعمی
 بعد ذلک فی آخر عمرہ و کان یقول فی ذلک ان یاخذہ من عینی لودہا ففی سانی فلی منہا فو قلی کی فلی
 غیر ذی دخل و فی فی صام کالسیف ما ثور کذا فی الاستیجاب و علما را در توحید ابن لعلیل اختلاف است بعضی
 گفته اند که دیدن جبریل در وقت آوردن وحی موجب فقدان بصر است زیرا که لمعان سبحات وحی موجب
 استعار بصر است مگر آنکه ببرکت غایت مصطفوی و رآخ عمر اتفاق افتاد و فی الفور شد و دیگران که جبریل را
 دیده اند در وقت نزول وحی ندیده اند بلکه گاهی بصورت اعرابی سائل و گاهی بصورت وحیہ قلبی کہ
 بجهت مشورت غرور نبی قرظہ آمده بود و دیده اند و بعضی دیگر گفته اند کہ این تعلیل عام نبود بلکه خاص بود و حق
 ابن عباس زیرا کہ او در الوقت ضعیفین بود و تحمل دیدن امور غیبیہ نمیتوانست ناچار صد مرتبہ شدید بازرسید
 تا وقتیکہ فوت سن محارض آن صدرہ بود و بنیای ماند و در وقتیکہ کبر سن شد و قوت الخطا پذیرفت آن
 صدرہ تا نشین بود و بعضی دیگر گفته اند کہ وجہ نابینا شدن ابن عباس بدیدن جبریل آن بود کہ ایشان در آخر
 عمر چشم خود را از محسوسات ظاہر بند کنند و بدیدن صور خیالیہ داعیان شالیہ علمبہ مشغول شوند تا در مزخروش
 آن غالب تر گرد و ہمین قسم اقاول از سلف منقول است نقطه

ف و عتیدہ اہل سنت کہ الصحابہ کلہم عدول بارہا بحضور حضرت ولی نعمت مرحوم درس اللہ سرہ بحث
 و نقیض واقع شد بود آخر ما ہمین شفع شد کہ معنی عدالت اینجا یعنی مفاہت نیست بلکہ عدالت تیز و
 حدیث مراد است لا غیر حقیقتا التجنب عن قبح الذنب فی الاروا بہ و انحرار و فیہا لفتہ متبعنا سیر الصحابہ
 کلہم حتی من دخل منہم فی الفتنة و المشاجرات فوجدناہم یعقون الذنب علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اشد للذنب ويحتمزون عن غايته الاحتمال كما لا يخفى على اهل السيرة الدليل على ذلك ان هذه العقيدة لا توجد
منها اثر في كتب العقائد القديمة ولا كتب الكلام وانما ذكرها المحدثون في اصول الحديث في بيان تعديل طبقات
الرواة وانما اقلوا هذه العقيدة من تلك الكتب في كتب العقائد وانما فعل ذلك من خلط منهم في الحديث
او الكلام من غير تميق ولا شبهة ان العدالة التي تتعلق غرض الاصول بها هي العدالة في الرواية بمعنى التجنب
عن تعمد الكذب والخرافات في النقل لا غير على هذا اطلاق اشكال في هذه الكليات اصولا والله اعلم فقط

قال مسلم صاحب الصحيح حدثنا قتيبة بن سعيد ومحمد بن بشار ووثقار بن ابى اللفظة قال انا حاتم وسهوان بن اسمعيل
عن بكير بن يسار عن عامر بن سعد بن ابى وقاص عن ابيه قال امير معاوية بن ابى سفيان سعد افعال
ما منعك ان تسب ابنا رب قال لما ما ذكرت ثلثا ما قال من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلن يسب لان
تكون لى واحدة منهم احب الى من حرم النعم سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول له وقد خلفت فى بعض
مغازي فقال له على رضى الله عنه رسول الله خلفتني مع النساء والصبيان فقال له رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم ان تكون منى بمنزلة بارون من موسى الا ان لا نبوة بعدى وسمته يقول يوم
خير لا عطين الراية رجلا يحب الله ورسوله فقال فتناولنا بها فقال ادعوا لى عليا فاقى به امره فبصق
فى عينيه ودفع الراية اليه ففتح الله عليه ولما نزلت هذه الآية نذرنا ابننا وانا نكلم دعا رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم عليا وفاطمة وحسنا فقال اللهم هو لار اهل بيتي فقط قال النوى فى شرحه قوله ان معاوية
قال لسعد بن ابى وقاص ما منعك ان تسب ابنا رب قال العلما بالاحاديث الواردة التى فى ظاهرها دخل
على اصحابه يحجب تاويلها قالوا لا يقع فى روايات الثقات الا ما يمكن تاويله فقول معاوية هذا ليس له تصريح
بانه امر سعد السبه وانا سئل عن السب للمانع للسب كانه يقول بل انتمت منه تورعا او غوا او غير ذلك
فان كان تورعا او اجلا لاله فانت مصيب وحسن وان كان غير ذلك فله جواب آخر ولعل سعد قد كان فى
طائفة فلم ييب معهم ومجرب من الانكار فسأله هذا السؤال قالوا يحتمل تاويلا آخر ومعناه ما منعك ان يخبط فى
رايه واجتهاده وتظهر للناس حسن رأينا واجتهادنا وانه اخطأ وور صحيح ترجمى نيز ابن حريست
لكسب ما يقتضيه فقط

من المدارك سولات حضرت مرقضى على كرم الله وجهه ودر مدارك وديگر بعضی از تفاسیر مذکور است ودرود منشور نیز موجود است اما طریق صحیح ندانم وعلی فرض الصحة معنی این کلام اینست که ولایت

چون بنو برسد نیز حق است و در حق تخصیص آنست که مردم بسیار در ابتدا اتفاقاً و خلافات آنجناب
 شبهات و شکوک بہرہ رسانیدند و منکر شدند و تخصیص بالظرف ادا شد تا انما بدل علی علم حکم عند
 عدم الظرف ادا شد شرط اذالم کمین فائدة اخرى فی تخصیص سوی حصر احکم ولما اذا کان ہناک فائدة اخرى
 فلا يدل علی عدم احکم عند عدمہ کما ہوا المقرر عند الاصولیین و چون مدخلات خلفار ثلاثہ در آن عصر کے
 شک و شبہ نہ کرد و تحقیق ان مختلف فیہ نشد حاجت بہ بیان نہ داشت و ایضا الاستدال بالمفہم المذہب
 انما یصح اذالم بعارضہ منطوق و الدلائل الدالۃ علی صحۃ خلافتہ الخلفاء الثلاثہ منطوقات بل نصوص صریحہ لایزالہا
 بہ المفہوم۔ الروایۃ المنقولہ عن الدماک تحت قولہ تعالیٰ و لا ان تکلموا ازواجہ من بعدہ ابراہیم شہوتہ فی القباۃ
 و بہا طرق متعددہ بقوی بعضہا بعضاً فی بزرگ الی درجہ بحسن و قد تمسک بہا العلمائہ الجلی فی کتاب منہج
 الحق للطعن فی طلحہ بن عبید اللہ و قد اجاب عنہ صاحب ابطال الباطل باجوبہ شتی ثم رد صاحب
 احقاق الحق بامعندہ و لیس یحضر فی الآن تلک التطویلات و من عجیب ما اجاب بہ بعض اہل السنۃ
 ان القائل لیس ہو طلحہ بن عبید اللہ احد العشرۃ المبشرۃ بل ہو طلحہ آخر من بنی عبد الدار و کان من
 منافقین و کل قولہ بنات عننا علی مجرد المشارکۃ فی القریشیۃ کما فی قولہ تعالیٰ و بنات عمک و بنات عمک
 و بنات خالک و بنات خالک فان العرب کثیر الملقولون ہی بانہ عمہ و ہوا بن عمہ عند المشارکۃ فی الجذ
 الاعلیٰ و لکن الجواب الصحیح ان طلحہ بن عبید اللہ لما قال ہذا القول لم یطلع علی کون حکم احجاب نازل من
 عند اللہ بل راسی ذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخلہ بمشورۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فائدہ کان
 محباً فی ذلک ثم لما اطلع علی کونہ منہ لاس من عند اللہ ثم واستغفر فسقط الطعن عنہ من جہۃ مخالفۃ القرآن
 و لما الطعن علیہ من جہۃ قولہ لمن مات فلان لزوجن فلانہ فان صح ہذا التصریح منہ فلا استبعاد فی ذلک
 ایضا لانہم کانوا معتادین بنکاح ازواج الاقارب بعد موتہم ولم یطلع علی حرمتہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم و انہن امہات المؤمنین کما لا استبعاد فی عرض علی رضی اللہ عنہ ابنہ حمزہ رضی اللہ عنہ
 علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع انہا بنت اخینہ من الرضاۃ لان حمزہ ایضا من رضاعہا ثوبہ جاریہ
 ابی لہب کالبنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تحقق ان المروءۃ والآداب مختلفہ باختلاف العادات البلد
 والاعصار و الزمان فما یکون خلاف مروءۃ فی وقت و عند شخص لا یکون كذلك فی وقت آخر و عند شخص
 آخر و قبل العلم بالمسائل الشریعۃ و نزول الاحکام لا مجال للطعن علی احد کیف و روی عن النبی صلی اللہ

علیه وسلم لما رمی یوم احد عجمه حمزة وقد مثل به المشركون لان ابا عبد الله مكنتهم لاقبلن منهم سبعين فقتلت
وان عاقبتهم فاقبلوا بمثل ما عاقبتهم به ولكن صبرتم فهو خير للصائرين قال الشيخ ابن حجر العسقلاني في الفتح
البارسي في شرح كتاب المغازي وفي قصة ابي نجران من القواعد الشرعية مسألة الخلاف اذا صبر فله الجحيم
واليد ذنب الاوراعي ووقع جماعة من العلماء واعرف بالتجربة ان من بال وكان مبطلا لا يضي عليه سنة
فلم يقيم بعد ما غير شهر من انتهي ولكن على القواعد الفقهية فيه بحث لان مسألة النبي صلى الله عليه واله وسلم
توقفت اكانت من مخزاة واما اليوم بعد انقطاع زمان المعجزات فمعرفة الحق من الباطل انما يكون بالجملة
والبيان والاخرى ذلك في مثل اثبات السرفة وفصل اعضومات الديونية ايضا ولم يقل به احد
ولعل الشيخ لذلك قال بعد ظهور الحق قصه سالم مولى ابي حذيفة صحيح است امام ترك العمل بالظاهر است
در بخاري ومسلم موجود است که حضرت عائشة رضی الله عنها بهین قصه تمسک کرده رضاعه کبیر را نیز از
محرمان نکاح می شمردند و سایر امهات مومنین بدین انکار میکردند و تمسک بحديث لا رضاع
بعد نظام میکردند و صحابہ دیگر بهین را می پسندیدند و قصه سالم ان خصوصیات او می شمردند -

سوال در حدیث من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه ترجمه مشکوة تقاضا میکند که ضمیر مرفوع متکلم
در یعنی راجع بمهر است و ضمیر منصوب موصول راجع به ما دکلام ملا علی قاری اقتضای عکس آن میکند
جواب درین حدیث هر دو وجه میتواند شد لیکن الظاهر و قریب بفهم وجه ثانی است که ملا علی قاری
نوشته اما این قدر است که منی یعنی بمعنی سود دادن و بکار آمدن در لفظ قدیم متعل نشده بلکه یعنی
قصده را داده و اهتمام متعل است پس ترجمه شیخ عبدالحق من حیث اللغة اقویست گوید در از فهم است
و ترجمه ملا علی قاری محتاج از کتاب مجاز است و نیز عنایت در اسناد آن بسوی افعال و اقوال در زمان
قدیم رائج نبود **جواب** دیگر اختلاف که در تفسیر این حدیث که شیخ عبدالحق ضمیر مرفوع را بمهر منصوب
به موصول راجع نموده و ملا علی قاری بالعکس آن مبنی بر تفسیر لفظ یعنی باید داشت اگر مشتق از عنایت
معنی قصد باشد توجیه شیخ عبدالحق اقرب بصواب است که قاصد شخص می باشد نه فعل و اگر معنی برفع
باشد بطریق مجوز در مصدر یا مشتق از معنی یعنی غنا تعدی معنی در رنج و هم انداختن بمعنی بهم توجیه
شیخ علی قاری ارجح است که نافع فعل است شخص نه بالعکس اما اقرب از روی معنی وجه اخیر است
بسته وجه - اول آنکه ملاهی غیر مهمه و غیر نافع البتة مقصود میشود پس لایق قصده را تخصیص باید کرد

اسی لایقصدہ لمنفعۃ ولا یقصدہ بطریق الایہتام و مقصود از نہی این چنین افعال اند نہ مانند نکست
 زمین و در وقت فکر و مانند آن اگر گویند کہ پس تخصیص نفع نیز باید کرد کہ سلطان خاطر و کسب سرور نیز
 نفع است کہ نفع آن غیر معتد بہی باشد و قصد آن غیر معتد بہ بنی باشد بلکہ تصدق مال و تداعی
 احباب و ترک اشغال دینی - وجہ دوم آنکہ شیخ عبدالحق در شرح عربی وجہ ثانی اختیار کرده و سید جمال الدین
 نیز میل بہمان نموده - وجہ ثالث آنکہ فعل و میم بحث لایعنی میگویند فقط در مشکوٰۃ از لقمان حکیم مروست
 ترک مال یعنی دو حصص زمین در دعای حفظ قرآن آمدہ و از منی ان تکلف مال یعنی درین دو مقام توجہ ملا علی
 قاری متعین است و توجہ اول نامکن فقط

فائدہ باید دانست کہ حدیث اثنا عشر امیر اثنی عشر خلیفہ غیر از عدد و دوازده پنج تخصیص و تعیین را فائدہ میکند
 و معہذا تتمہ حدیث کلہم من قریش ذہن را دور و در جلالان سیدہ خارج از دائرہ فاطمیہ و علویہ و ہاشمیہ تفصیل
 ابن اجمال انیسست کہ صاحب تحفہ دعا مشیعیہ منہیہ باب اول در مقام ذکر آیتہ ان الذین فرقوا دینہم و مکانہم
 شیعیانی نویسد کہ متسک امامیہ است در امامت ائمہ اثنا عشر حدیث متفق علیہ لایزال ہذا الذین قائمنا
 ما ولہم اثنی عشر خلیفۃ فی بعض الروایات امیر کلہم قریش اما درین متسک وجہ بسیار خلل است اول
 آنکہ معاد این حدیث منطبق نمی شود بر امامیہ کہ ابجاسی امامست اینہا مینمایند زیر کہ از ولایت اگر مجرد وجود و ایشان
 در عالم گرفتہ شود بی آنکہ ایشان را در امور دینی حل و عقد امور است و دین دخلے باشد پس با وجود آنکہ این ارادہ
 خلاف عرف و لغت و عقل است درست نمی شود زیرا کہ محض وجود ایشان دین پیغمبر صلی اللہ تعالی
 علیہ وآلہ وسلم قائم ماند بلکہ بحد و وفات پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جمیع صحابہ متدشعند نہ و باید منہ
 و قرآن مجید را تحریف نمودند و امور دینیہ را تغیر فاحش دادند بجای مسیح و در وضو غسل را رواج دادند و بیات
 و شکل نماز را بالکل منسخ نمودند و مسیح معیزہ از طرف خود قرار دادند خمس موقوف کردند و رازان حتی سنے
 خیر اعلیٰ موقوف کردہ بجای آن الصلوٰۃ خیر من النوم بدل کردند و سنت تراویح افزودند و چون قرآن و نماز
 و شعائر اسلام ہمہ بمبدل گشت قیام دین کے ماند و اگر ولایت و تصرف و جریان او امور دینی ایستہ ان
 مرا گوئیم کہ ماہوتعین من حیث اللغۃ و العقل پس این امر موافق زعم امامیہ گاہے واقع نشد کہ این
 دوازده تن بایکے از بہنا متصرف و امور است و دین شدہ باشد و امور دینی او را بجای گشت نہ امام
 لفظ حدیث خصوصاً لایزال صریح دلالت دارد بر آنکہ این امر شدنی است ہوم آنکہ از امام

ولایت میکند بر آنکه قیام دین بعد از انقضای ولایت ایشان منقطع شود پس خلفای مذکور بن تاقیام قیامت باقی نباشند و الا بیفرمودند که لایزال بذا الدین قائما الی قیام القیامت و علیهم فی ذلک اثنا عشر خلیفه در صورت طول عمر ایام اخیر که صاحب الزمان است این انقطاع متصور نیست پس لابد مراد مردم دیگر آنکه کسی از آنها اینقدر عمر ندارد که استیفا زمان تکلیف نماید سوم آنکه کلمه کلیم صریح ناص است بر آنکه امر جامع و قدر مشترک دوازده قریشیت است و پس در خلاف الواقع علی هذا الزعم و اگر ائمه مقتدرین می بودند بیفرمودند که کلیم من عترتی اوس و ولد فاطمه اوس و ولد الحسین و نحو ذلک و ظاهر است که ذکر امر عام در مقام تعیین و انبیا از تخصیص ناسنا سبب تمنا به آنکه گویند قائم مقام ابن بادشاه بعد از وی چند کس خواهند بود کلیم من نبی آدم اول نسبت این کلام را به پیغمبر صلی الله تعالی علیه وآله وسلم نمودن که انصح فصحا و ابلیغ بلغا کمال می دانیستی دوم با وصف این امداد و دور از کار این رافض صریح گمان برون نهایت شقاوت است و پنجم و سیم سوم آنکه در حدیث لفظ خلیفه یا امیر واقع است و این نزد گواران گاه به امیر و خلیفه تشبیه اند اگر در حدیث لفظ امام واقع می شد گنجایش داشت که این اشخاص را از ان لفظ مراد می توانستم گرفت حال آنکه لفظ خلیفه و امیر واقع است خاصه که مقرون بذکر ولایت که مراد آن صرف مدخلت است این احتمال را گنجایش نماد انتهایی کلام الشریف فائده صاحب تحفه در حاشیه منبه میفرماید بدان اسعدک السنی الدار بن که بمکی مدت خلافت حضرت سید عالم صلی الله تعالی علیه وآله وسلم شش سال است بموجب منطوق حدیث صحیح اختلافه بعدی ثلثون سته اجم و انقضای خلافت را دو طریق منقسم است اول آنکه در عین کمال و اوج تمام خود بخود آجال اخوانیه منقضی شود دوم آنکه تساقط قوی و ضعیف الی بنیه آن بتدریج رود و بطور آجال طبیعی منقضی گردد و انقضای خلافت بهمین طریق نیز واقع شده زیرا که انتقال دفعی از غیر محض بسوی شمرض در مجاری عادت الهیه محال است چنانچه در قاعده شرف و انتقال بامکان احسن از عقول فحاله مایه هیولای عناصر قرار داده اند چون ازین طریق برای انقضای خلافت ارشده پیغمبر صلی الله تعالی علیه وآله وسلم متعین شد لازم آمد تحقق استنانه الیه در خلافت و ازینجا است که عدد چهار برای خلفا متعین شد پس سن اول سبا است که حرارت و رطوبت در آن سن کمال و غور موجود می باشد و بدل حاصل زائد از قدر متحمل می آید پس نشوونمای ظاهری و پدیدند و بهمین بود و حالت خلیفه اول که در عرصه دو سال و چند ماه تمام جزیره عرب از لوث مرتدین پاک شد

و نشو نهای اسلام در عراق و شام پیداکشت بعد از آن خلافت خلیفه ثانی در عین قوت اسلام و نفاذ احکام و این رفاهت انام گذشت و آن حالت شباب خلافت بود باز در زمان خلیفه ثالث انحطاط غنی شروع شد و تساقط غیر ظاهر در قومی اسلام پیداکشت اعضا می رئیس اسلام که ازواج و اقارب پیغمبر صلی الله تعالی علیه و آله و سلم بودند با هم مختلف المزاج افتادند و احکام متعارض بر روی کار آوردند و در هر واقعیه بعضی اعضا رئیس است با تعطل نموداری شد تا آنکه خلیفه وقت که بنزله قلب وجود انسانی بود در حرارت غریزی اسلام که عبارت از نفس مقدسه او بود از بین است دست تدبیر کشیده مفارقت نمود انانیت و انانیه را چون و آنچه المام با غنی و دیگر اهل تاریخ نوشته اند که خلافت خلیفه اول در ابتدا کدورت و در آخر صفای اتم داشت و خلافت خلیفه ثانی محض صفا بود و خلافت خلیفه ثالث اولش صفا و آخرش کدورت پیداکرد و خلافت خلیفه رابعه تمامه آن در کدورت گذشت اشاره است با آنچه مذکور شد انتهى کلامه و ایضاً فی المفتاح وجه تخصیص آن عدد چهار چنین گفته اند که عالم لاهوت گرفته تا عالم ناسوت همین عدد ساری و جاری است زیرا که اصول کمالات الهیه چهار اند ابداع خلق و تدبیر و تجلی و اسم مبارک الله که اسم ذات است مرکب از چهار حرف است و طریق مستقیم ابدنا الصراط المستقیم اشاره بآنست منقسم است بر چهار قسم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و بیشتر اسمای حسنی مرکب از چهار حرف است چون قادر و کریم و رحمن و رحیم و قهار و جبار و رزاق من حیث انحطاد و از صفات الهی آنچه مجمع علیه جمیع طوائف است و دلائل مستعمیه بدان معتقد اند چهار صفت است جمله و علم و قدرت و ارادت و در عالم ملکوت اصول خود ملائکه چهار اند جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل عظیم السلام و کتب منزله نیز چهار اند توره و انجیل و زبور و فرقان و کعبه معظمه چهار رکن دارد و جمیع اجسام مرکب از چهار عنصر اند و اودا و اربعه فلک مدار احکام نجوم اند و بنای وجود انسانی بر چهار خلط است و جهات مقصوده با حرکت نیز چهار اند مشرق و مغرب و جنوب و شمال و مراتب ترفیات وجود انسانی نیز چهار است لطفی و جراتی و کبروت و شیخوخت و در هر سال چهار فصل است ریح و خریف و صیف و شتاد و هر ماه سه روز چهار دور میکند چهار جمعه و علی هذا القیاس و اصول شریعت نیز چهار است کتاب و سنت و جماع و قیاس و نکاح با چهار زن حلال است و عدة وفات چهار ماه و ده روز است فقط میگوید بنده ضعیف عبدالعزیز عقی عنه که مذمب فقیر اهل سنت و جماعت است و کسانیکه مخالف اهل سنت و جماعت اند خواه آنکه او باشند خواه از تکلیفین بکلمه اسلام مثل روافض و خوارج و نواصب و غمخواران همه را اهل

میدانند و هزار دل سبزه است اما مذاهب مختلفه اهل سنت و جماعت مثل اشعریه و ماتریدی و معتزلیه و حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی و فقهیات و مثل قادری و چشتی و نقشبندی و سهروردی و سلوک پس اینهمه را فقیر بر حق میدانند و ترجیح یکدیگر بر دیگر بجهت تخطی آن دیگر باشند یا به جهت تضلیل و تفسیق آن بود هرگز مذاهب فقیر نیست و همه را تابع کتاب و سنت می انگارند و اختلاف اینها را اختلاف و فرقه کتاب و سنت میدانند و کل مجتهد مصیب و الله یحیی الحق و یمیت السیئ و بهین جهت مذاهب هر یک را از اینها موثر و مشایخ طریقه را و اولاد و مشاوه و عند الطلب و تفتیش مذکور میکند جا بلان آنرا حمل بر مذاهب عقیده میکنند و درین قسم بر اختلافها فقیر را بهین اسلام و ارجح نمودار شده و تعصب برای هر یک مذاهب مبتدعه و کفره و در مقابل آنها عین صواب و عبادت است و الله اعلم و علمه احکم و انعم و همچنین اختلافات محمد و فقها و اختلافات مفسرین با هم و اختلاف صفویه صافی و علماء ظاهر که کلمات آنها فرقهها بر عمل نیک عمل میکند و هر کس را از اینها و فهم کتاب و سنت و استنباط مسائل بمشرب خود معذور و ماجور می پندارد و بزبان قائل میگردد: اذارضیت عینی کرام شیرتی و فلان زال غضبان علی لیا مهابه -

قال الشيخ بهار الدین الی فی شرح الحدیث السادس وثلثین من الربعین هذا الحدیث وکذا الحدیث المتفق علیه بین الخاصة والعامة من قوله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة ظاهره علی مذهب الیه الامامیة من ان امام زماننا هو الغائب المنتظر وخالقهم یمن یشتغولون علیهم بانه اذا لم یکن التوصل الیه و اخذ المسائل الدینیة عنه فامی ثمرة یترب علی مجرد معرفته حتی لیکون من مات و لیس عارفا به فقد مات میتة جاهلیة و الامامیة یقولون لیست الثمرة منحصرة فی مشاہدته و اخذ المسائل عن بل نفس التصدیق بوجوده و انه خلیفة الله فی الارض امر مطلوب لذاته و رکن من ارکان الایمان و تصدیق من کان فی عصر النبی علیه السلام بوجوده و نبوته ثم قال الامامیة ان تشبیهکم علینا مقلوب علیکم لانکم تدعیون الی ان المراد بامام الزمان فی الحدیث صاحب الشوکه من ملوک الدنیا و ان کان عالما او جاهلا او فاسقا فامی ثمرة یترب علی معرفته الجاهل الفاسق لیکون من مات و لم یعرفه فقد مات میتة جاهلیة ولما استشعر بعض مخالفین مذهب الی ان المراد بالامام فی الحدیث الکتاب و قال الامامیة ان اضافة الامام الی زمان و ذلک شخص تدل علی تبدل الایمان فی الارض و القرآن العزیز لا تبدل له بحمد الله علی مر الازمان و ایضا لما المراد بعرفه الکتاب الی ان المراد بحصول الانسان مات میتة جاهلیة ان ارید بها

معرفة الغايات والاطلاع على معانيه اشكل الامر على كثير من الناس وان لم يجدوا التصديق بوجوهه فلا وجه
للتشجيع علينا اذا قلنا بمثلها - اجاب عنها بعض العلماء - حاصل تشجيع اهل السنة ان ايجاب العلم بشئى انما يكون
لما يتعلق به معاملة عمل وامام لا يتعلق بشئى منهما فلا فائدة في ايجابه ولا وعيد على جعله وليس الايجاب في الشرع
تظهير كما يدل عليه استقرار الشرائع ولتقوية النظر الفقهي من استنباط الامر والنهي بالمصلحة والمفسد بل
الكلامى ايضا من عدم خلو احكامه تعالى عن الفوائد العامة الى العباد هذا عند القائلين باحسن التبع العقليين اظهر
فالعلم بالوجه الجزئى الشخصى انما يجب فيما يحتاج اليه شخصه كالنبي والكتاب المعين للامة واسيد للعبد والزوج
للزوجة مثلافان هذا العلم الجزئى يورث علوما كثيرة بوقوعها كبريات لصغريات سهلة الحصول مثقال هذا
خبر النبي محمد صلى الله عليه وآله وسلم وكل خبره حق وهذا حكم القرآن وكل حكمه حق ولذلك ورد تعلموا من انسابكم
ما تصلون - ارحاكم وامام لا يحتاج الى شخصه كالانبياء الماضيين والملائكة المقربين ولكن يحتاج الى نوعه من
جهة انهم سفيرة لربه وبين عبادوه فيبقى الايمان بهم بالاجمال وبالا حجة الى نوعه كحركات السيارات
فلا يجب العلم اصلا بالوجه الكلى ولا بالوجه الجزئى وما يتعلق به بالحاجة بالوجه الجزئى ودون الكلى بحسب العلم
بجزئيا لا كليا كالمال رمضان واوقات الصلوة واذا عرفت هذا فالامام الغائب على تقدير امارة ليس
صاحب شرع جديد ولا له احكام ناسخة ولا هو ما يصل حكمه اليه بحسب الاحوال في المباحات كنسب
الامراء والقضاة وتقسيم بيت المال وما يتعلق بالسلطين والتفريق بين الحق والباطل من التدابير
بما يحتاج فيه الى التجديد والاطلاع في ايجاب معرفة والوعيد الى جعله ان الملائكة المقربين والانبياء الماضيين
مع انهم مما يجب الايمان بهم الا يجب علينا معرفتهم باشتغالهم واذا عرفت هذا ظهر ان ما ذكره في القلبية
اهل السنة لا يوجب عليهم فان المالك عمدا لا كان اوجبا بآية اطاعتهم في بعض المباحات فلما لم يعرف
او يدرك ذلك الى انكار حكمه او ساهل وفيه ترك الواجب ويدل على ذلك قوله صلى الله عليه وآله وسلم
امام زمانه بالاضافة الى زان المكلف واخو الامام فان الملوك الماضيين لا حاجة اليهم في هذا الامر فلا يجب
معرفة امام الائمة الا وصياف هذه الفاكين بذلك يجب معرفتهم جميعا لا معرفة صاحب الزمان فقط بل بحسب
ان يكون مسرفة الائمة الماضيين اشد وجوب عنده لانهم قد روى عنهم اخبار واحكام بحسب قبولها والعمل
كحال النبي صلى الله عليه وآله وسلم دون امم الحال واما قوله ان اكمل على القرآن فغير صحيح لان اضافته الى
الى زمان ذلك الشخص ليس بتبدل الائمة والقرآن المجيد لا يتبدل بحجاء الله على مرور الزمان فغير صحيح ذلك

لان زمان الحال عند التحقيق ليس قسماً ثالثاً من الزمان ودر الماضى والاستقبال بل به جزر منهما متصله
 بالآن الحاضر ويختلف امتداد تلك الاجزاء تصرباً عنه بحسب الانحراض والانظار فبهذه الساعه وبهذا اليوم و
 بهذا الشهر وبهذه السنه وبهذه القرن وبهذه المائتة من الهجرة وكل ذلك ازمته حال فالمراد ان لم يعرف الامم
 زمانه من الكتب ولم يعرف نسخ الكتب السابقة من التوراة والانجيل والرسائير وزندوستا وسيد الهندود
 مما هو موجود ومعمول به في الناس ولم يعرف بطلان الكتب المنخرعة بعبه مثل كرنه السكه وكلام المتين الكلدان
 ولم يعرف ان كتب هذه المذاهب ليست واجبة الاتباع كما يظن جهلة المقلدين من كل مذهب مات ميتة
 جاهلية وبها معنى صحيح وغرض ستقيم وبقار القرآن المجيد على مرور الزمان لانها فيه ثم قوله وايضا فالمراد بمعرفة
 الكتاب الماعرفة الفاظه ومعانيه فيشكل الامر على اكثر الناس واما مجرد التصديق لوجوده فلا وجه للتننيع
 علينا اذا قلنا بلثله ايضا غيره فان المراد ليس نفس التصديق بوجوده بل التصديق بانه حق وانه كلام الله والامم
 واجب الاتباع والفرق بين الوعيد على تارك العلم وبين الوعيد على الجاهل عن الامام الغائب ظاهر فان القرأت
 المجيد اوام الله شارق نوره موجود في ايدي الناس متداول مستوكمين الوصول الى معرفة احكامه لكل من العوام
 والنخوص بواسطة او بلا واسطة والايان الاجمالى به اصل لاستنباط علوم لا يحصى والتفريق بين الحق والباطل
 فاحمال وبه العلم حتى ان يكون مورد الوعيد ولذلك الامام الغائب وقع في مهاوى الياس طالبوه
 ولا يمكن الوصول اليه الا لمن ركب جناح العفواء واتخذ تذاذ الهوار فوجه التشنيع اندراج الناس تحت
 الوعيد بلا طائل ويظهر من هذا ان نيل الاتصال الروحاني المودى الى التقرب في المعاد او الاستعداد
 والتوقع لخروجه للفيد لشواب الفصرة والتأييد لا يفيد في هذا المقام لعدم توقيفه على التصديق بالوجوده فان
 ذلك يحصل المحبة مع من مات ومع من غيظ وجوده وخروجه والله اعلم
 اجاب عنه عالم آخر قوله بسبت الثمرة منحصرة في مشاهدته واخذ السائل عنه بل نفس التصديق بوجوده
 وانه خليفة الله في الاثر امر مطلوب لذاته وكن من اركان الايمان اقول هذا غير مسلم فان الدلائل التي
 اورثها الامامية في كتبهم اثبت الاحتياج الى الامام في اخذ السائل وكشف الاختلافات ولا شك ان
 وجوده بدون هذه الثمرة لا ينبغي بدفع هذا الاحتياج فيكون وجوده كعدمه واذا لم تثبت له الوجود المفيد
 فامى فائدة في التصديق بوجوده بل لا يمكن التصديق بوجوده الا بملاحظة تلك الفائدة - قوله ان
 شنيعكم علينا مقول عليكم اقول لا تشنيع في ذلك على اهل السنة فان اطاعة الرئيس واجبة عندهم

فی الامور اللتی تعلق بسیاسته المدینیه والملک اذ لا یتصور الابد المعرفه والاقتیاد فہذہ المعرفۃ فی الوجوب
لمعرفۃ الوالدین فی حق الولد ومعرفۃ السید فی حق العبد ومعرفۃ الزوج فی حق الزوجۃ ولا یقتضی وجوب
المعرفۃ لکون الوالدین فاسقین اوجاہلین ولا کون السید جاہلا اوفاسقلا ان حق اطاعتہ ثابت فی کل حال ولما
تقہ واجب لایاتی الابد بمعرفۃ وما یرتفع علیہ الواجب واجب قوله قالت اللامیۃ ان اضافۃ الامام الی الزمان
یشعر بتبدل الائمۃ فی الازمنۃ اقول ہذا حق فان امام زمان بنی اسرائیل کان التورۃ ولما مضی زمان النصارى کان
الانجیل ولما مضی زمان ہذہ الائمۃ ہوا القرآن ولایا فی عدم تبدل القرآن اضافۃ الامام الی الزمان بل انما ینافیہ
عدم تبدل امام الزمان وهو متبدل قطعا وبالجملة ہذا الترتیب مثل قولنا ان بنی زماننا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم و ہذا زمان نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و فلان یوس بنی زمانہ وهو شائع فافہم ان ما ذکرہ
مخطئہ محضۃ قوله ان ارید معرفۃ الفاظہ ومعانیہ اشکل الامر علی کثیر من الناس اقول الاشکال فی ذلک
فان معرفۃ معانیہ اللتی لا بد منها فی التدریس بدین الاسلام یحصل بمرجعۃ العلماء والمفسرین بل بالتواتر
المنزل بمنزلۃ العلم الاحساسی فان کون الصلوۃ فرضیۃ والزکوۃ واجبۃ والزنا وحراما وسفرتہ کسبۃ وغیرہ
ذلک کذلک لا یحتاج الی معرفۃ صیح الالفاظ والترکیب الخویۃ والوجہ العربیۃ فی ذلک قطعا وهو غلط
جمعه ۱۹ صفر ۱۲۱۵ ہجری -

سوال وجواب حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ صحیح الاسناد است ومقولہ
جناب نبوی است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ومعنی معرفۃ وجوب اطاعت است و در صورت وجود
امام و تحذیر از مناعت و مخالفت چنانکہ از لفظ مات میتۃ جاہلیۃ ظاہر است کہ اہل جاہلیت اتباع
رئیس واحدند باشند و ہر فرقہ برای خود رئیس میکردند فقط و مناعت و امامت کہ از شرفای اہلبیت
نقل میکنند اکثر شیعہ نقل میکنند و در تاریخ اہل سنت دعوی ملک گیر می و خروج بالسیف با دعوی ہدایت
بر او خود وغیرہ منقول است و انجہ از ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کردہ کہ من مات و لیس فی عنقہ بیعتہ الامامات میتۃ
جاہلیۃ صحیح است لیکن مراد است کہ بعد از انعقاد امامت امام باجماع اہل حل و عقد اگر عادل باشد
و تسلط و استیلا بلا منازع اگر جائز باشد توقف در بیعت و نہایت بعضی صحابہ کہ با خلفا و وقت
خود بیعت نکردند و توقف نمودہ اند قبل از انعقاد و تسلط انہا بود فقط کلام ابن تیمیہ فی منہج السنۃ وغیرہ
من الکتاب محض جدا فی بعض المواضع لایسا فی تفریط حق اہل البیت و فی منع زیارۃ ابنی علیہ السلام

و فی انکار القوت و القطب و الابدال و تخفیر الصوفیه و امثال ذلك و هذه المواضع منقولة موجودة عندی
و قد قصدی لرد کلامه فی زنادجه ابده علماء الشام و المغرب و المصر ثم ان ابن القيم تلمیذ الرشید قد بالغ
فی توجیه کلامه لکن لم یقبله العلماء حتی ان المحدث مسمین الدین السندی فی عصر سیدی الوالد اطال رسالته
فی رده و اذا کان کلامه مردودا عند علماء اهل السنة فای طعن یلحقهم فی ذلك فقط

سوال حدیث طبرستان سائی در رساله خود مذکور کرده و را بخاطر آورده که جابر البکر فرموده الی آخر ما قال یدرین
لفظ مردم را محمل گفتگو است جواب حدیث الطبر بجمیع طرقه و وجوب مداران بروایت انس بن مالک است
و بس در صحیح غیر از ترمذی وجودی ندارد و آنهم لغایت محمل و مختصر چنانچه معلوم سامی خواهد بود و ایام
احمد در مناقب بروایت سفینه نیز این حدیث را آورده اند لکن ازان معلوم میشود که سفینه نیز از قصه
از انس بن مالک شنیده بهر حال اینقدر خود در روایت بخاری از انس آمده که انس دو بار حضرت علی
را رد کرد و بهانه کرد که آنحضرت بر سر حاجت اند وقت در آمدن نیست و غرض انس آن بود که شخصی از
انصار باین مرتبه مشرف شود چنانچه بعد از تفتیش نزد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم ظاهر کرد چون بار دیگر
حضرت علی کرم الله وجهه آواز بلند کردند و در دانه را گرفتند بسمع مبارک آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
رسید و خود ایشان را طلبیدند و نسائی در رساله خود همین قصه را بروایت سدی از انس آورده و گفته
فجاء البکر فزده ثم جاب عمر فزده ثم جاب علی فاذن له و سدی صاحب او بام است غالب که دو بار رد
کردن حضرت علی را بطریق بهم رد البکر و عمر فهمید و تحمل که البکر و عمر نیز قبل از حضرت علی آمده باشند
و انس بن مالک ایشان را هم بنا بر حسب انصار آمدن نداده باشد و چون حضرت علی آمدند دسه بار
آمدند و بار سیم آواز بلند کردند و داخل شدند با جمله لفظ و جابر البکر فرموده راجع بانس است یعنی فزده
انس نزد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در صورت اشکال نیست کما لا یخفی علی ائمه اکرم فقط -

جواب سوال عن ابی زین العقیلی انه قال قلت یا رسول الله ین کان ربنا قبل ان یخلق الخلق
قال کان فی عمارا متحیه ہوار و ما فوقہ ہوار باید دانست که صدور این کلمه چند جا بعد از مشکوٰۃ بنو بصیرت
پیوسته است اما معنی آن بحسب ظاهر از اشکال خالی نیست زیرا که کلمه اُنْ که در کلام سائل واقع شده
در لغت عرب موضوعت برای سوال از مکان و ایضا عمار که در جواب آن اندراج یافته در لغت عبارت
از سما است رقیق و آن از قوله جسم است و حال و جسم را جسم می باید بود و ایضا نفیس سوال

په قبل ان مخلوق الخلق مشعر است بآنکه حق سبحانه و تعالی بخلق در خلق است و آن موهم حلولست و هر سببانه
 متعال من جمیع ذلک علوا کبیرا و شرح این حدیث بر وجهی که شبیه مرتفع شود از اشکال منفع اگر چه چنانکه از وجدان
 خود این فقیه فسیده و با کلام کبرای صوفیه سنجیده منی بر تمهید مقدمه است و آن آنست که حضرت حق سبحانه و تعالی را من
 حیث توجه به الی العالم ظهور مراتب و حصص است مرتبه اولی یقینی است کلی شامل جمیع تعینات ازلیه و جدیدیه
 و جامع جمیع حقائق کونیة و آلهیه اما بی تفصیل و امتیاز بعضی از بعضی و این را تعین اول گویند و فوق آن را تعین
 و اطلاق است مرتبه ثانیه تفصیل و تمیز مرتبه اولی است و این مرتبه را تعین ثانی خوانند و درین مرتبه حقائق
 کونیة و آلهیه از یکدیگر متمايزند حقائق الهی را وحدت است حقیقی و کثرتی نسبی و حقائق کونی را بعکس آن
 کثرت حقیقی و وحدتی کسبی و درین دوم مرتبه حقائق کونیة را اصلا از وجود خارجی نصیب نیست و بوسیله تدو
 و تمیز خارجی نشیده مرتبه ثالثه عالم ازواج مجوده بسیطه است که ادراک آن متصور نیست جز قوت عقلیة
 بشکله آثار و احکام آن مرتبه را همه عالم مثال است که آثار ادراک آن خیال است مرتبه خامسه عالم شهود
 است که مدرک میشود بحواس ظاهری مرتبه سادسه احدیت و آن جمیع مراتب است و آن مرتبه را نسبت
 کاملست و چون هر یک ازین مراتب بمنزله محلی و مکانیست هر حقیقه مطلقه را پس بر سبیل تشبیه و مجاز و کلمه
 این ازان سوال توان کرد و چون آن سوال مقید شود قبل ان مخلوق الخلق مقصود از ان مرتبه تواند بود از مراتب
 الهی که مقدم باشد بقدم ذاتی بر مراتب خلقیه اما قدری بیواسطه و شک نیست که آن مرتبه تعین ثانی است
 چنانچه مذکور شد و مراد بهما که در جواب سوال شده است آن مرتبه است نه معنی متعارف لغوی و لهذا بهما
 را که از لوازم است از فوق و تحت نفی فرموده مناسبت بین الحسین آنست که چنانچه صاحب رفیق صاحب
 و ساز آفتاب نمیشود همچنین کثرت حقائق الهی نسبی است نه حقیقی و کثرت حقائق کونی اگر چه حقیقی است
 اما علمی غیبی نه خلجی شهبودی و از بعضی موارد اطلاقات این طالعده چنان معلوم میشود که مرتبه ثانیه
 را عدلت از مرتبه اولی داشته اند و آن بحسب ظاهر با حدیث نبوی موافق نمی نماید مگر آنکه خلق را
 که حدیث واقع شده است بعضی تقدیر دارند از ایجاد و مراد بآن تعین بر یک از حقائق و مایات
 باشد و قدری مخصوص و اندک از معین از استعداد و قابلیت و الله اعلم بالصواب
 جواب سوال در حدیث ترمذی و ابن جریر و حاتم از حضرت امام حسن رضی الله عنه که گفت شجر بلکلبا
 بنوا سینه واقع شد و قاسم بن الفضل الحمرانی آنرا شمار کرده گفته است فاذا هی الف شجر لا یزید و لا نقص

کمالیکه مرقوم بود واضح شد مبراهن سلطنت نبی آمیذا ابتدا سی خلافت معاویه ابن ابی سفیان بایک قدرت مدت خلافت عبداللہ بن الزبیر را کہ بعد از بنی تاسلط عبدالملک ابتدا یافت انبیان اسقاطا بایندوباز ساب درست خواب شد در جامع الاصول در بخیریت میگوید قد جابر بنی متن احدیث ان بدو ولایت نبی امیة انت علی راس نمین ستمه من وفات النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم و ہونی آخر ستمہ البعین من ہجرہ دکان انفسارہ و ولتہم علی یابی مسلم انحراسانی فی ستمہ انشین و لمشین و مائتہ فکیون ذلک انشین سبعین ستمہ یسقط منہامہ خلافتہ عبداللہ بن الزبیر و ہی نشان سنین و تمانیۃ اشہر بقی ثلث و ثمانیۃ ستمہ واربعة اشہر و ہی الف شہر انتہی بلفظہ -

سوال لفظ مصطفی در القاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و لفظ مرقضی در القاب امیر المؤمنین کہم تہ و جہہ انقدر بہر دو جناب تخصیص یافته کہ بعد علم رسیدہ در کتب قدیم ابن قدر تخصیص یافته نمیشود معلوم نیست کہ از کدام زمان مشہرت یافته جواب وجہ تلیقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصطفی و سیرۃ شامیہ و شرح دلائل انجیرات ہمین مذکور است کہ ان اللہ صطفی من ولد ابراہیم اسمعیل و صطفی من ولد اسمعیل کنانیدہ و صطفی قریشی من کنانہ و صطفی ہاشما من قریش و صطفی بن نبی ہاشم و جہہ صطفی در حق حضرت موسی و حضرت مریم بلکہ در تمام رسل و انبیاء وارد است کہ و اسلام علی عبدہ الذین صطفی لیکن صطفی خاص کہ مرتب بچند مرتبہ واقع شدہ باشد مخصوص بانجناب است و در سیرۃ شامیہ و مواہب مذکور است کہ المصطفی من اشہر اسمائہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما استعمال ابن اہم در صدر اول کثر بود مگر در کلام ابن مسعود در روایتی دیدہ شدہ و تلیقب حضرت علی کہم اللہ و جہہ بقرضہ در احادیث دیدہ نشدہ و نہ در صدر اول ابن افظ مستعمل بود و در احادیث صحیحہ کنیت ایشان بابو تراب و ابوالمرحمتین و تلیقب ایشان بزوی القرین و یسوب الدین و صدیق و فاروق و سابق و یسوب الامتہ و یسوب المؤمنین و یسوب قریش و بیعتہ البلد و امن و شریف و مادی و مہد سے و غیرہ مادی و ثابت است و مرزا محمد بن معتمد خان حارثی مورخ مشہور این شہر در سالہ فضائل خلفاء و فضائل الملیت کہ این بہر دو سالہ از عمدہ تصانیف او بندہ تلیقب ایشان بقرضی نیز ذکر نمودہ اما اینوقت فقیر را یاد نیست کہ کبہام حدیث درین باب نسک کردہ از حدیث انس بن مالک در قصہ ترویج حضرت سیدۃ النساء خدیجہ حضرت ابابکہ صدیق و حضرت فاروق ایشان را لفظی مفہوم میشود کہ مرقضی و مختار بودن حضرت امیر دین امر

یعنی در ترویج حضرت سیدۃ النساء از ان ثابت میشود فقط

بیان آنکه سیوطی در تصانیف خود طب یا بس بسیار می آورد این قدر التماس میدارد که سیوطی در تصانیف خود طب و یا بس بسیاری آورد اما در صدر نقل میگوید که انخرج فلان من طریق فلان کنایه پس ازین عبارت محدث ماهر را بدو وجه حال آن نقل مفهوم میشود - اول ذکر انخرج که بعضی مخرجین در کتبهای آنها علم اندر نزد محدثین که هر چه در اینجاست ضعیف و مشکوک است لا بعیا به مثل تفسیر ابن مردودیه کامل ابن عدی و تاریخ خطیب و فردوس دلمی و تاریخ ابن عساکر و کتاب النظمه لابن هشیم - دوم بیان طریق که در ضمن آن مدارس و حدیث از رجال مفهوم میشود و حال آن مدار نزد محدث ماهر معروفست پس در حقیقت سیوطی هم اجمال در بیان نموده و در تفسیر و منشور اکثر این طریق بیان را سسلوک مینماید و در کتب دیگر نیز در حقیقت تصنیف سیوطی همین یک کتاب است یعنی در منشور دیگر هیچ رسائل او مثل التفان و بدو سافره و مشرح الصدور و غیر ذلک همه مخرج از همین کتاب اند و علی بن الفقیاس در جمیع احوال که اصل جامع صغیر است نیز از همین ملحوظ دارد فقط

السر الجليل وفضیلت شیخین

بسم الله الرحمن الرحيم

محمد و فصلی علی بنیہ الکریم و علی آلہ ذوی الفضل العظیم و صحبہ اولی الفخر الجسیم - آباء چون از تسبیح و تہنیت
تختہ ننا عشر بہ بعون عنایت الہی فرغت حاصل شد بعضہ از دوستان صادق و یاران موافق بآرزوی
تمام دشتیان مالاکلام استدعای نمودند کہ مسئلہ تفصیل را نیز تفصیل لایق داده شود تا درین مباحث کہ
نقل بہ مجلس مشغلہ محفل اند تخطی باقی نماند بنا بران این رسالہ مختصر بطریق عجلالہ الوقت بہ تحریر درآمد کہ الا
یدرک کلام لایترک کلام سمیتہا بالسر الجلیل فی مسئلہ الفضل و ما توفیق الالبائہ علیہ کوکلت و جہی و نعم
الوکیل و این رسالہ مشتمل است بر یازدہ مقدمہ مقدمہ اولی باید نیست کہ فضل منقسم است بدو قسم - قسم اول
فضل اختصاصی از جانب خدا کہ منسب سابقہ علی و منسب خدمتی و عبادتی جبرئیل را بر جبرئیل فضل بخشید
و ترجیح دہد زیرا کہ ادا ملک است بہ جبرئیل و اہل ملکات خود با فرونی مرتبہ و اخلاصی منسوب انبیا زہد و دین
فضل عمومیت نبایت وسیع کہ ناطق و غیر ناطق و حیوان و بہما و نبات بلکہ جوہر و اوعا و غیرہ را نیز شامل است
مثلاً تفصلاً الیک آید نیز کہ منسب ازہ خلہ - ج - ارشاد - منسباً تفصلاً الیک آید

عبادات و ریاضات با نزال و حی مشرف شدند و از همین جنس است تفضیل سیدنا ابراهیم بن رسول الله
 ملی الله علیه وآله وسلم بر جمیع اطفال و تفضیل نافه حضرت صاحب علیه السلام بر شران عالم و تفضیل اگر سقند
 که در فدیة حضرت اسمعیل علی نبیا و علیه السلام بکار آمد بر جمیع ضحایا و بدایا و تفضیل مکه و مدینه بر جمیع شهرها و تفضیل
 مساجد بر سایر بقاع و تفضیل حرم اسود بر جمیع اجبار و تفضیل ماه رمضان بر سایر ماهها و در جمعه و عرفه
 و عاشوراء بر دیگر روزها و ده روز و یحیی بر بقیه ایام و شب قدر بر شبهای دیگر و نماز فرض بر نفل و نماز عصر و
 پنج بر دیگر افض و تفضیل سجود بر قعود در ارکان نماز و تفضیل بعض اذکار بر بعض و ازین تمثیلات واضح شد
 که دین قسم فاضل نیز اقسام است پس گاهی وجه فضل معقول بشر میشود مثل تفضیل مساجد بر دیگر بقاع
 که محل ذکر الهی اند لیکن تخصیص این بقعه بآنکه مسجد کرده شد محض اجنابت اوتعالی است و گاهی وجه فضل
 بر بعض بشر نمی آید مثل تفضیل حجر اسود بر سایر اجبار و تفضیل بقعه کعبه بر دیگر بقاع و نیز آن فضل گاهی صلی
 میشود مثل تفضیل حجر اسود بر سایر اجبار و گاهی تبی و طفیلی مثل تفضیل ذبیح اسمعیل و تفضیل حضرت ابراهیم
 ابن رسول الله علیه السلام با جمله مافضل دین قسم بر تخصیص مجرد است بلا علی و بلا سعی -

قسم دوم فضل جزائی که بمقابلہ عمل عطا شود و این قسم نسبت بقسم سابق خصوصیت دارد که در غیر اهل
 عمل یافتہ نمیشود و آنها سه گروه اند ملائکه و جن و انس و مرجع این فضل در آخر کار همان فضل اختصاصی است
 چنانچه واضح خواهد شد و این قسم فضل بیشتر محل تنازع و اختلاف می باشد بخلاف فضل اختصاصی که در اینجا
 محض لطف شارع کفایت میکند و نیز در اینجا باید فهمید که جمیع صحابه را فضل اختصاصی ثابت است بدلیل
 اختیاری اصحاب و انصار و اوصهار و اذن و اوجا و مطهرات و بنات و کرامات و نیز چنانچه ظاهر است لیکن حرف
 و فضیلت این بزرگان فیما بینهم میوه و و ظاهر بعض احادیث آنست که اتم فضل اختصاصیست
 لیکن نظر دقیق و اکثر احادیث حکم میکند که از قسم فضل جزائست آری در ترتیب خلافت و وجدان
 منصب وزارت اگر حکم تفضیل اختصاصی بعضی بر بعضی نموده آید نسب بینا یا چنانچه فابی علی الا تقدیم
 الی بکر و امثالها بران گواه است مقدمه ثانیه فضل جزائی که بمقابلہ عمل است نیز اقسام دارد
 و حالا دران اقسام نظر تعمق باید کرد و در محل نزاع قسمی را که الحق و اولی بالا اعتبار است جاری باید داشت
 نامورد فضل جزائی تعیین شود و نزاع مرفع شود پس اول باید دانست که عامل را در عمل خود بهفت وجه
 فضیلت بر غیر خود میتواند بود و در اسی این بهفت وجه و وجهی دیگر مافضل نمیتواند شد اول مایست

یعنی صورت نوعیہ یا صورت منفیہ او مثل فضیلت نماز یا روزه یا رخصت یا رخصت صاحب نوافل و این چند صورت است اول ایسا شخص باشد کہ تمام فرائض او اسکند و دیگر بعض فرائض را او اسکند و بعض را ترک میکند و نوافل را میگذارد یا هر دو باشد کہ تمام فرائض را او اسکند و نوافل را نکرده و ترجیحی آنہ لیکن نوافل یکے زائد بر نوافل دیگرے باشد و بزرگی او فضیلت باشد کہ ذکر بسیار میزند و دیگرے باشد کہ در خارج نماز ذکر بسیار میکند بصورت دوم آنکہ دو کس باشند از مجاہدان کہ یکے از انہا در معرکہ کفار جہاد بسیار میکند و در مواقع خطر ناک می و آید و دیگرے در ملک متقابلین و دفع اعدا از چپ و راست سعی بسیار میکند بصورت سوم آنکہ دو شخصے باشند کہ یکے جہاد بسیار میکند و دیگرے نماز و روزه بسیار مشغول میماند بصورت چهارم آنکہ دو شخصے باشند از مجاہدان کہ جہاد میکنند و یکے را اصابت جرح بیشتر دست می و دزد دیگری و علی هذا القیاس صور بسیار متعل است و برای تمییز و انہم بقدر کہ ذکر رشتہ کافیت با بحد حاصل این دہم نیست کہ ذات عمل یکے افضل از ذات عمل دیگرے باشد دوم نیست ثل یعنی علت غائی و غرض کہ از ادعوت شرع نیست گویند مثلاً شخصے بعمل خود محض رضای الہی را قصد میکند و امر می دیگر با دمی مخلوط نمائند و دیگرے باشد کہ در سبیل با او مساویست اما قصد رضای الہی قصد دارد و مدح و ثناء مردم یا دیگر وجود نفع دنیوی را با دمی خلط میکند سیوم کیفیت عمل مثلاً شخصے باشد کہ ہر عمل را با جمیع حقوق و مسکن و آداب او اسکند و دیگر بعضے از مسکن و آداب را فوت میکند اگرچہ باطل نمیکند یا شخصے باشد کہ عمل او صاف است از لوث کبار و اصرار بر صغائر و دیگر صفت طاعت و عبادت ارتکاب کبار و یا اصرار بر صغائر نماید و علی هذا القیاس افلاحت بہضد قلب و عدم آن و تلاوت قرآن و ذکر بر طہارت و عدم آن چهارم کسیت عمل پس در اولی فرائض برابر باشد و یکے نوافل زائد وارد بر دیگرے و یا دو کس باشند کہ در ابتدائی عمل برابر باشند و یکے پیش از دیگرے ذات یافت و آن دیگر بعد از دے زندہ ماند و فرائض و نوافل بسیار بجا آورد و چنانچہ در حدیث صحیح در مثل آن دو شخصے است کہ فرمودن این صلوتہ بعد صلوٰۃ و صیامہ بعد صیامہ پنجم زمان عمل پس شخصے کہ در صمد سلام یا در ایام قحط یا در قنیکہ بر مسلمین حادثہ افتادہ باشد علی و طاعتی نماید یا جہادے و صدقہ و انفاقی بجا آورد بہتر است از کسیکہ بعد از قوت اسلام و استغناء از ان عمل آورد الاصل فیہ قولہ تعالی لا یتوبی منکم من الفسق من قبل الفتح و قال

ما بلغ مداحهم ولا نصفه و یحین الفاق یکدم لوجه الله در وقت فقر و احتیاج و صحت بهتر است از اتفاق ضعیف
مضاحت آن در وقت غنا و ثروت یا وصیت بآن عند الموت و یحین اواسی فراغت در حال خوف و مرض و سفر
و شقت و قلت فرصت و در فروع موافق بهتر است از غیر آن و یحین در قرب موت و آخر عمر شغل عبادت بهتر
است از شغل در اول عمر و عمره فی رمضان تعدل حجه و من تقرب فیه بحصله من الخیر کان لمن اودی فیضه
فی ماسواه و من اودی فیضه فیه کان لمن اودی سبعین فریقه فیما سواه و افضل الصیام بعد شهر رمضان شهر
المحرم احادیث صحیح اند و اجماع است بآنکه جمیع طاعات در شهر حرام مضاعت میشوند ششم مکان محل مثل
نماز یک در مسجد الحرام یا در مسجد نبویه و اگر ده شود بهتر از هزار نماز است در جای دیگر و روزه در دار الحرب محل جای
بهتر است از غیر آن من صام یوما فی سبیل الله حرمة الله علی النار یفتمم اضافت بامور خارجیة مثل قتل
یا شارب و یا مقارن پس یک رکعت از نبی یا همراه نبی بهتر است از غیر آن و یحین صیام و صدقه و جهاد
که از پیغمبر یا همراه پیغمبر واقع شود هزاران درجه بهتر از غیر آن است و لهذا اصحاب باجمعهم اعمال خود را که بعد از
صلت پیغمبر کرده بودند هرگز موازی اعمال خود که همراه پیغمبر کرده بودند نمیدانستند و در حدیث صحیح است
عمره فی رمضان تعدل حجه مسمی و در قرآن جای اشاره باین مضمون است قوله تعالی لکن الرسول والذین
اسماعه جاهدوا با ما لهم و انفسهم اولئک هم الخیرات و اولئک هم المفلحون و از همین جا باطل شد قول البوقام
جای حیث قال جائز ان طال عمر امرئ ان یعمل ما یوازی عمل النبی و نیز ظاهر است که انس بن مالک و ابو امامه
بابلی و عبدالله بن بشیر و عبدالله بن احارث بن ابراه و سهل بن سعد ساعدی و جابر بن عبدالله انصاری
که عمر طول یافتند و عمل بسیار کردند هرگز افضل نمیتواند است بر خلفاء اربعه و ابو عبیده بن الجراح و زید بن حارث
و جعفر بن ابی طالب و صعب بن عمیر و سعد بن معاذ و عثمان بن مظعون حالانکه بعضی از اولین تابعین و سال
بلکه نو رسال بعد از آخرین زنده ماندند و طاعت نیز بسیار بجای آوردند و همین سبب قطع میکنم باینکه هر که از صحاب
در وقت موت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم افضل بود از دیگران آن مفضل هرگز بدرجه اولی نمیتواند
شد بسبب اعمالی که بعد از موت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بجای آورد و مقدمه سیوم نتیجه فضل خواه
فضل اختصاصی بود بغیر عمل خواه فضل جزائی بود بمقابله عمل و چه زیست اول آنکه حق تعالی تعظیم فاضل با
و جیب کند در دنیا بر مفضل و درین امر شریک اند جمیع افاضل خواه مثل کعبه مسجد و در جمعه و شهر رمضان
و ناکه صلح و غیره بمن الجمادات و کیمونات و الاعراض باشند خواه مثل انبیا و ملائک و صحابه و ازواج مطهرات

واولا در غیر صلی الله علیه و آله و سلم دوم آنکه برای فاضل درجه از قرب و منزلت و مسکن جنت مقرر شود
 اعلی و ارفع از درجه فضول و ذلک تحقیقا لمعنی الفضل و الام یظهر الفضل و کان الفضل مجردا للفظ لا معنی له
 و درین امر خصوصیت است که غیر از عاطلین را میسر نیست و لهذا در غیر فضل جزای بالاصالت مستحق نیست و
 و در اینجا نیز باید دانست که دخول جنت و علو مرتبه در آن گاهی بمنی لفضل اختصاصی می باشد بدون اینکه
 عمل چنانچه اطفال مومنین را اعلی مخصوص اطفال انبیا را مقدمه چهارم کل من امرنا بتطویر فهو و فضله
 درین مقدمه خدشه که در خاطر سیکنده نیست که البون کافرین را نیز تعظیم و احسان و تدلل واجب است
 بقوله تعالی و اخفض له اجناح الذل من الرحمة حال آنکه هیچ فضیلت ندارند و جالبش آنکه تعظیم ایشان در عرف
 شرع تعظیم نیست بلکه نوعیت از بر و احسان و بر و احسان را تعظیم نتوان گفت و مجرد تدلل نیز تعظیم نیست لان انما
 قد یتدلل من ینحاف ضرره چه قسم تعظیم البون کافرین در شرع مأمور نباشد حال آنکه بر ارباب انبیا واجب است
 قال الله تعالی لا تجدوا یونسون بالند و الیوم الاخر لیا و اول من عاد الله و رسوله و لو کانوا ابا ربهم و قوله تعالی
 ان قالوا القوم انما برادکم مما تعبدون من دون الله کفرناکم و بدایینا و بینکم العداوة و البغضاء اید است
 تو منوا بالند و حده بلکه تعظیم شرعی نیست که بمنی باشد بر محبت الله و فی الله و ولایت و دوستی از اول ان معنی
 و غیر اهل فضل برگرد شرع دارد و نه کمایدل علیه التخصیص مقدمه پنجم بقیین معلوم است که بعد از تعظیم
 حضرت جل و علی در شرع تعظیم انبیا افتد مستحق و واجب است که دیگر کسی را نیست و هیچ کس مستحق تعظیم
 نیست غیر از انبیا و بعد از انبیا از واج مطهرات انجناب را آقدر استحقاق تعظیم بنفس قرآنی ثابت است که
 هرگز برای دیگران نیست قال الله تعالی النبی اولی بالمومنین من النفس و از واجیه امها تهم و نیز در حق از واج
 مطهرات فضیلت صحبت آن سر و وصله الله علیه و آله و سلم زیاده بر صحابه و دیگر متحقق است زیرا که صحبت
 ایشان اعلی است از صحبت غیر ایشان و با فضیلت صحبت حق اربست و حق نیز مستحق است
 ششم هرگاه سخن در فضیلت جاری شود مطلق نباید پرسید زیرا که غایب است تحقیق نهیه از شد و اولی
 و در چیز که تفضیل آنها از یک وجه بوده باشد و با هم در آن وجه زیاده و کم بوده باشند و اگر حاصل آنها از دو
 باشد پس مفاضله در آنها واقع نمیشود زیرا که هرگاه بگویم ای بدین فضل پس گویا چنان گفته باشم می بیند
 اکثر اوصاف انبیا اشترکافیه پس نتوان گفت که رمضان بهتر است یا نایه صلح و کعبه بهتر است یا نماز
 و متوالا گفت که مکه بهتر است از مدینه و مدینه از مکه و مکه از مدینه و مدینه از مکه و مکه از مدینه و مدینه از مکه

ودر میان صحابه سبقت و تقدم را بوجب لا یتومی منکم من الفقه من قبل الفقه و قائل اعتبار باید کرد
 زیرا که هر قدر تقدم و سبق بیشتر مع احتیاج اسلام و تقویت ان بیشتر چنانچه حدیث فقال صدقت
 و قد تم کذب و دلالت بران دارد پس باین اعتبار کسانیکه قبل از هجرت با اعمال اسلام قیام نموده اند
 افضل باشند از من بعد خود مثل ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حمزه و جعفر و عثمان بن مظعون و طلحه و زبیر و
 بن عمر و عبد الرحمن و عبد الله بن مسعود و سعید بن زید و زید بن حارث و ابوعبیده بن الجراح و بلال و سعد
 بن ابی وقاص و عمار بن یاسر و ابوسلمه بن الاشعث و عبد الله بن الجحش و غیر هم رضی الله تعالی عنهم
 همچنین بعد از ان اهل بدر با زاهدان مشابه شهید العبد شهید تا آنکه نسبت بصلح حدیبیه رسید زیرا که انزال
 سکینه و صفاء قلوب و خلوص نیت حاضران ان واقعه منصوص نبض قرآنی است قال الله تعالی لقد
 رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبهم فانزل السکینه علیهم و انا بهم فتاح قریباتنا
 بعد از ان با قطع هیچ شبه نیست که ما افضل تواند بود زیرا که در هر شهر جماعه از منافقین و ارباب
 اغراض فاسده و نبوی نیز شریک بوده اند قال الله تعالی و ممن حولکم من الاعراب منافقون و من اهل
 المدینه مرد و اهل النفاق و اینها هم که بر اینکه فیما بین این اشخاص کدام یک افضلست و همین است محل
 نزاع زیرا که کلام در خلفاء اربعه است و اینها همه متفق اند در سابقیت و قدم و حضور و مشایده فاضله و مقدمه
 و هم تعین افضل را دو طریق است اول نص شایع دوم تتبع احوال و اعمال تفضیلیه گویند که طریق اول
 مسدود است بجهت تعارض نصوص گویم تعارض و قنی می افتد که یک لفظ در حق و کس صحیح و مشهور شده
 باشد و دلالت بر افضلیت هر دو کند و عند تحقیق چنین نیست بلکه لفظ افضل و خیر که نص در مدعا است
 در حق ابوبکر و عمر رضی الله عنهما صحیح و مشهور است و لفظ سیادت و حبیبیت در حق علی و فاطمه و عائشه رضی الله
 عنهما هر دو یافته و سابق گذشت که معنی سیادت و شرف و حبیبیت دلالت بر فضل خراسی نمی کند
 پس حقیقت تعارضی نیست الماطریق دومیم که تتبع احوال اعمال است پس از آنجه جهاد است که عمده
 اعمال دینی است و ذروه سنام اسلام است و نبض قرآنی ما افضلست قال الله تعالی لا یتومی
 القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر و المجاهدون فی سبیل الله با ما بهم و انفسهم فضل الله المجاهدین
 با ما بهم و انفسهم علی القاعدین در حقه و کلا و عدله احسنی فضل الله المجاهدین علی القاعدین اجر عظیم
 درجات بمنه و مغفوره و رحمة و کان الله غفوراً رحیماً گویند مرقی علی رضی الله عنه در جهاد افضل بود

صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما گویم جہاد را سه قسم است اول جہاد زبانی کہ بدعوت اسلام و فہمائیدن
 از ملل و دوطوائی صحت و ترغیب و ترہیب و اقامتہ اولہ و دفع شبہات مخالفین میباشد۔ دوم جہاد کہ
 نزدیک جنگ میشود و تدبیر و رای و القای عیب در دل مخالفین و جمع مردم برای قتال و استمال قلوب
 جاہلین و کشیر سواد منافقین و تفریق جماعت اعدا و بذل مال در اعدا آلات جہاد از سپاہ و شتران
 سلاح و یراق سیوم جہاد بدست خود طعن و ضرب و مصارت پہلوانان و منازلت باقران و استعمال
 سیف و سنان و بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدو قسم اول انجام داشت و مشغول بودند بقسم ثالث
 و قسم ثالث با یقین اودن مراتب جہاد است بدلیل آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور بودند بجہاد
 قال اللہ تعالیٰ یا ایہا النبی جاہد الکفار و المنافقین و اغلظ علیہم وقال فقال فی سبیل اللہ لا تکلف
 الا نفسك الى غیر ذلک من الآیات و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختیار فرمودند کہ دو قسم اول را پس
 لایران دو قسم علی و فضل باشند از غیر خود و درین دو قسم ابوبکر و عمر بر جمیع صحابہ پیش قدم بودند کہ بدعوت
 ابوبکر در اول اسلام عمدہ صحابہ مسلمان شدہ اند و او ہمیشہ مشغول بود باین دعوت و از روز یکا عمر بن الخطاب
 اسلام آورد و غز و غلبہ اسلام افزود و عبادات اسلام را جہاد علانیہ در کہ رواج داد و در راحی و مشورہ
 این ہر دو مشیر وزیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بودہ اند و بیچ خروہ و مہمی منہ مشورت ایشان واقع شدہ
 و در جمع مردم و تفریق جمعیات اعدا ہمیشہ بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسامحی جمیلہ زیادہ بردگیران
 نمودہ اند تا بحدیکہ کافران از بقاع ایشان خائف و ہلاک ایشان مستبشر می شدند و لہذا ابو سفیانہ
 در جنگ از حال پرسید و چون معلوم کرد کہ زندہ اند نہ امت بسیار کشید و نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم اشجع الناس بودند و ہمین وجہ قسم جہاد را اختیار فرمودہ پس این دو قسم فضل اند از قسم ثالث
 ابوبکر و عمر درین جہاد ہرگز مفارقت او نسید و نہ پس جہاد ایشان فضل باشد از جہاد دیگران مثل حضرت
 علی و زبیر و حمزہ و مصعب و ابوطالبہ و ابوقتاہ و سعد بن معاذ و عساک بن حرب رضی اللہ عنہم و نیز از نجاست
 کہ اکثر سر را بجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسر و رمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سر انجام شدہ
 و معہذا حضرت عمر بن الخطاب و قسم ثالث ہم مشاکرت کردہ کما یدل علیہ التواتر بخ و از آنجملہ اہل علم گو
 کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ در علم فضل بودہ از دیگران و قال اللہ تعالیٰ قل ہل یستوی الذین یعلّمون
 و الذین لا یعلمون گویم زیادتی در علم بدو طریق توان دریافت اول کثرت روایات و ثنای دوم استمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شخصے را در مقدمہ کہ تعلق بعلم دادہ زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عالم فیہ فرمودہ و بیچ مقدمہ مگر کسیکہ در ان باب اکل باشد از دیگران بوالقطع معلوم است کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر را رضی اللہ عنہ بر نماز و حج و جهاد امیر ساختہ و عمر را رضی اللہ عنہ بصدقات
عالم فرمودہ و نزد محدثین اکثر روایات صفات از طرف ابو بکر رسیدہ و مسائل نکوۃ را او شرح دادہ و حدیث
نکوۃ کہ از فضی علی مروی شدہ بدو جمع نہ رسیدہ و در دوسو و پچہ واقع شدہ کہ بیچ کس از علمای اسلام
بان عمل کردہ و ہوان فی خمس و عشرین من الابل خمس شیاہ و نیز معلوم است کہ ابو بکر و عمر ہمیشہ سافرو و صاحب
دشیر و نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بودند و ہر قدر کہ صحبت پیغمبر میسر باشد اطلاع بر احکام و فتاویٰ
بیشتر و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر از علم نام کسی را مشیر و نیز فرخونی ساختہ اندیم برہر ایت و
فتاویٰ پس ابو بکر زندہ نمازند بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گر اند کسے مردم بسبب آنکہ قریب الیہ
بپیغمبر بودند محتاج نشدند بروایت انہ و نیز از مدینہ بہ یرون فرشت مگر براسے حج و عمرہ تا مردم بلاد و دور
روایت میگرد و باوصف اینہم ازو یکصد و چہل و پنج حدیث صحیح مرویست کہ اصحاب را صحابہ ازو روایت
کردہ اند منہم علی بن ابی طالب و عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان و علی مرتضی باوجود طول عمر کہ نزد
بسی سال بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امتداد یافت و باوصف سیر و دور و بلاد و کثرت احتیاج
مردم بروایت و کثرت تقریبات روایت کہ وقت اختلاف آراء و تنازع اہواء بود ہمگی روایات او
یا نصد و ہست تا و دشش حدیث است پس اگر مدت حیات ابو بکر با مدت حیات دیگران و موانع روایت
او با موانع دیگران قیاس کنیم معلوم میشود کہ نزد ابو بکر اصناف علم دیگران بود بر زمین قیاس باید کرد
فتاویٰ را و چہنہن است حال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ زیرا کہ مسندات او یا نصد و سی و سہ
حدیث است و فتاویٰ ازو زیادہ از حد بلکہ در ہر سلسلہ فقہی تکلم فرمودہ و تحقیق حق نمودہ و مسائل حقاً
و سلوک و تفسیہ را نیز بیان مستوفی دادہ حتی کہ از مجموعہ احکام اعدہ معایات ابو بکر بے مستقل شانی در ہر
علم توان برآرد و چنانچہ صاحب انزالہ آنحضرا رحمہ اللہ درین باب اسمی وافر فرمودہ و ہمگین روایات و فتاویٰ
اور اور فقہیات جمع نمودہ رسالہ مستقل ترتیب دادہ و در عقائد و سلوک نیز قدر کافی تالیف نمودہ و
معلوم است کہ حیات علی مرتضی رضی اللہ عنہ بعد وفات آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب بیست و
سال زیادہ از مدت حیات عمر است رضی اللہ عنہ و درین مدت دراز سائبند علی مرتضی رضی اللہ عنہ

برسانید عمر رضی الله عنه زیاده نیشود الا بقدر چهل و نه حدیث و اگر سنات تقریر و قوت تفهیم حسن تعلیم عمر را ملاحظه کنم صریح تفاوت می برآید زیرا که در وقت علی مرتضیٰ هیچ مسئله مختلف فیها متقی نشد و تقریرات وی قاطع نزاع نگردید بخلاف عمر رضی الله عنه و از آنجمله است علم قرآن و اشتغال بقرائت او و در اینجا خود با قطع معلوم است که علی مرتضیٰ رضی الله عنه زیادتی در علم قرآن برابر بکر و عمر رضی الله عنهما نبود بالاتفاق بین المؤمنین و اهل السیر بلکه بکر و عمر و علی در یک مرتبه بوده اند در قرأت و عثمان را درین امر زیادت متین بود - مرتضیٰ آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بکر را بر علی در نماز نیز ولالت میکند بر اینکه علی از بکر آفران بود و کذا فقه او علم هم نبود اسی عثمان را در قرأت قرآن جمیع مردم بر قرأت واحد و نسخ مصاحف و محافظت لفظ و رسم رجاء بین است لیکن چون جمیع قرآن در صحف اول از تخمین بوجود آمده و عثمان از آن نقل گرفته ترویج فرموده و استمداد اوسعی البیان را بر عثمان درین امر اتم فضیلت حاصل است و از آنجمله است تقوی و اتباع شریعت و بالیقین معلوم است که بکر بچنگاه مخالف آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم کلمه گفته چنانچه در صلح حدیبیه و اخذ خنداب و بدان معلوم است و اراده او گاهی مخالف اراده آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم نبوده و در انشال او امر او گاهی تهاون نکرده و نیز از حال علی مرتضیٰ معلوم است که در خطبه بنت ابی جهل و در تقدیم نماز تهنید مورد عتاب گردید و از عمر اگر چند جا مخالف آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم کنگاشی و مشوره واقع شده محض برای تشدد فی دین الله و حجت لامر الله و غیرت مفروضه واقع شده و آخر دجی الهی موافق کنگاش مشوره او نازل گشته پس این قسم مخالفت عین اتباع و موافقت است بلکه بالاتر از آن دلپذیر موافقات او در مناقب او معدود میشود و از آنجمله است زهد گویند از بدناس علی بود رضی الله عنه گویم زهد نام سیر غبتی است در ملأ و دنیا و در اولاد و اتباع و ازواج و حشم و خدم بالیقین معلوم است که بکر رضی الله عنه چون اسلام آورد مال بسیار داشت و آن همه را الله و فی مرضات الله رسول صفت کرد و جماعه را از ضعفاء مسلمین خرید و آزاد فرمود تا آنکه هیچ درم از مال او باقی نماند و از اینجا گذشت و هیچ مزرعه و عقاری برای خود خرید و برای اولاد خود نگذاشت و از بیت المال نگرفت الا بقدر قوت و باز از حصه خود که بنمایم سیرید در بیت المال صرف میکرد و بخلاف مرتضیٰ علی رضی الله عنه که ضیاع و عقار بسیار گرفت و مزارع و باغات احداث فرمود و بر حال بکر است حال عمر بن الخطاب نیز چنانچه جمیع صحابه آنوقت بازار بد بودن و گواهی داده اند امر قضی علی چون فوت شد چهار زن گذاشت و نوزده سرب و خدا و مان و غلامان بسیار و

لان کنگاش صلاح مشوره ۱۰ - لا یشع اول تشدد و نازل چنانچه بنی سیر و سیر و جمع المار ۱۲ -

قریب سی کس از اولاد و برای ایشان از ضیاع و عقار بقدریکه سبب آن اغنیای بودند گذارشته شد
 و قبضه بلبح که هزار و سق ثمر ازان می آمد سوا می خله و در اغت نیز مقرر که اوست رضی الله عنه بخلاف عمر
 رضی الله عنه و نیز زهد تحقیقی آنست که نه بخود لذت دنیا پر داند و نه اقارب و اولاد خود را بدان منتفع بپسازد
 و حال ابوبکر همین است که مثل طلحه بن عبید الله برادر زاده داشت و مثل عبد الرحمن بن ابوبکر پسر
 و مثل عاتشه دختر و یکی را از اینها عامل فرمود و همچنین عمر بن خطاب را از بنی عدی عامل نمیداد مگر نعمان
 بن عدی را که بختیان عامل فرموده و بزودی عزل نمود و حال آنکه از اینها مثل سعد بن زید و ابوجهم بن خنیفه و خارج
 بن خذافه و عمر بن عبد الله و عبد الله بن عمر بوده اند و مرتضی علی رضی الله عنه عبد الله بن عباس را عامل بصره
 فرمودند و عبد الله بن عباس را بر زمین و قم بن عباس را بر مکه و سعد بن عباس را بر مدینه و خند و بن سیره را
 که همیشه زاده اش بود بر کوفه و محمد بن ابی بکر را که همیشه بود بر مصر و حضرت امام حسن را رضی الله عنه بعد از
 خود خلیفه ساخت و هر چند این همه اعمال و اشغال بستان رسید لیکن در اقارب و خویشاوندان
 ابوبکر و عمر نیز تحقیق این مناصب بوده اند که بعد و ناپس زید اینها او فرو تم باشد از زید علی که محض بر
 جان خود بود و نه بر اقارب خود و آنهم در خشک خوری و خس پوشی نه در اتخا و ضیاع و عقار و ازواج و سوار
 و جوی و غلامان و از آنجمله است صدق و اتفاق فی سبیل الله و این خود امر ظاهر است که مرتضی علی را
 در نیاب مشارکت نیست با ابوبکر و عمر و اگر در اینجا حرف توان زد از عثمان بن عفان توان زد که وی
 در این امر گوی سبقت ربوده است و در عمارت مسجد نبوی و تسبیل سیر و روم و تجوید جیش العیة مبالغ
 خطیره صرف نموده و جهاد بالمال را با قضی الغایت رسانیده لیکن ابوبکر و عمر رضی الله عنهما بروی بحسب
 جهاد و علم و زهد افضل بوده اند و آنچه گویند که علی مرتضی رضی الله عنه بیج گاه بت را نپرسیده، بر خلاف
 ابوبکر و عمر رضی الله عنهما گویم نه پرستیدن بت بسبب صغر سن بیج بزرگی ندارد و بالا جماع ثابت است که
 عمر مرتضی علی شصت و سه سال بود و در سن چهل و هجرت شهادت یافته و سی و سه سال پیش از هجرت
 بمشیت پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم واقع شده پس عمر مرتضی در وقت بخت ده سال بوده باشد و درین عمر
 همیشه در خانه آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم پرورش یافته و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم مانند گاو
 مشغول به بت پرستی نبود و قاعده اطفال است که آنچه از بزرگان خود می بینند بموجب آن عمل میکنند و اگر بت
 نه پرستیدن موجب انضیلت مطلقه شود لازم آید که هر مولودی که در اسلام پیدا شود از تفرده و جعفر

مسلمان و متقاد و عماد افضل باشد و آنجا بخداست خلافت و حسن سیاست و کفایت بهایات آن که تحقیق
 جمیع جمیع اعمال خیر اسلام است بعد از خود افضل است البکر و عمر ظاهر و باهر است زیرا که اول بعد موت پیغمبر
 صلی الله علیه و آله و سلم فتنه مرتدین واقع شد و مدائن واقع صعب هیچ کس ثابت تر از ابوبکر نبود و حسن سیاست
 او بهر و کفایت او آن فتنه بکلی منتفی شد باز با کسری و قهر منازعت افتاد و غلبه اسلام روز بروز در ترقی و تزیین
 شد آنکه فارس و عراق و شام و بلاد اسلام شد و فقر مسلمین اغنیاشد و ذلیل ایشان عزیز شد و هرگز در میان
 ایشان اختلاف نیفتاد و همه مشغول بقربیت قرآن و تفقه فی الدین و عبادات و ریاضات گشتند و در عهد
 حضرت فرمود این معنی کمال خود رسیدند بخلایف حضرت رضی علی که وقت آنکه هیچ قرین نشد و غیر از خانه
 جنگل و نخل و جبال اهل اسلام را که می ماند و قربیت قرآن و عبادات همه نفسی و فراوان گشت و غیر
 طعن و کبرای اسلام تجسس عیوب یکدیگر و بدگفتن بعضی بر بعضی را شکسته اند و شده پس مثل آفتاب
 زین گشت که حضرت ابوبکر و عمر راضی الله عنهما هم در جهاد و هم در علم و هم در قربیت و هم در زهد و هم در تقوی
 و شبه و صدقه حسن سیاست خلافت و طاعت خدا و رسول و محبت دین و ترویج حکومت تربیت مرتبه
 است که دیگر کسی را اصلاح نیست و همین امور را شان موقع فضل و بزرگی گردانیده و سابق گذشت که سیاست
 و طاعت و قرب قرابت با رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و بلاغت عبارات و فصاحت الفاظ و قوت
 و جدات و تشبیه و تلمیذ و بازسی را باین فضل که تنازع فیہ است مساوی نیست و مقتضای امر و هم در این
 نخستین عمدا اختلاف است که کدام یک افضل است و در اینجا حصول قطع را امکان نیست زیرا که فضائل
 آن در دنیا و دین و آخرت و کثرت قربات آن با جمیع فضیلت است و علی رضا
 در نسبت با و در فتون و اجتهاد و روایت احادیث رجحان ظاهر است و علی را معانیات عمره است در جهاد
 بدست و طعن و دشمنی را اعانات فنیجه است در جهاد و بذل مال و در نصرت آن جهاد و باطنش و المال
 را و یک پله گذشته اند قال الله تعالی لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضره لیهما یدون فی
 سبیل الله باموالهم و انفسهم فضل الله المجاہدین باموالهم و انفسهم علی القاعدین درجه عثمان را احتیاط
 او تورع عظیم بود و قتل مسلم و صبری عظیم بود بر قتل خود و شفت حصار و علی را رضی الله عنه منصبی است
 پس فحیم در کف لسان از اعدا و تحکم بغیر کلمه الحق در حق آنها با بحد فضائل خننین با هم متعارض اند و در فضل
 اختصاصی که عبارت از خنینه است هر دو شریک و الله اعلم بحقیقه الحال و الیه مرجع الامال و چون

این مقدمات احدی عشر تمام شد خانه کتاب تحفه اثنا عشریه تمام شد و الحمد لله
 جواب مسئله مستفسر عنها بیاغویص و محرکه الذا است آنچه فقیر را درین باب منع است میفرموده لیکن
 لا قبل الجواب من تمهید فیه متین مقدمه اولی آنکه مسائل قطعی سواد کانت اعتقادیه او علمیه بود و قسم است
 اول آنکه دران مسائل تعارض باطله و اختلاف علمه واقع نه شده و دلائل مثبتة آن مسائل نیز محتمل تا ویلی باشد
 مثل توحید باری عز اسمه و اثبات صفات سبعه و نحو ذلک مسئله تفضیل بالبدن ازین جنس نیست ازین
 قسم واقع نه قسم دوم آنست که اوله دران متعارض شدند و علماء مختلفت و دلائل محتمل تا ویلی لیکن
 بتزج مجتهدین و بردوات جانبین نزاع مرتفع شده و آخر با احدی طرفین منفتح و مقرون گردید پس این قسم
 هر چند ابتدا قطعی نبود لیکن آنرا باشد مثل مسئله ویت انوریه و عدم خلق قرآن و نحو ذلک مسئله تفضیل ازین قسم است
 زیرا که در صد اول اختلافی بود جماعه تعلیل از صاحب سیل تفضیل جناب ترقیوی داشتند و بعضی از علمای
 مذہب آنجماعه دریافت میشد و ادله مثبتة تفضیل شیخین بعضی از آنها محتمل تا ویلی و تخصیص بهم بودند لیکن
 و بعد جناب ترقیوی در ایام خلافت انقد این مسئله را شہیر و ترویج فرمودند تا کید تقریر نمودند که انجمه خود
 بر همه خود و جانب تفضیل شیخین معین گشت اگر تفضیل آن روایات را سیر کرد شود و فترت میباید
 طولانی مجلس آنکه باشند از افراد اصحاب و احباب آنجناب مسئله تفضیل شیخین را روایت کرده و
 بتقریرات مختلفه مسئله از آنجناب شنیده اند و در اقطنی و بعضی محدثین دیگر از آنجناب ایات
 آورده اند که فرمودند لا یفضلنی احد علی الی بکر و عمر الجله نه حد المغفری و این اندک سال صبر حضرت
 بر طعنت اذلا حقیرتہ فی المنکبات بالاجماع تقدیر تمهید شامیه گایه اصل مسائل می باشد و معین سبب
 ان قطعی مثل آنکه اثبات صفات سبعه با شبهه قطعی است و تعیین زیارت آنها بر ذات باری با عیبیه
 آنها مران ذات را یا لا یعین و ان غیر بودن قطعی است و همچنین مسئله عدم خلق قرآن قطعی است و تفضیل
 آنکه قدیم کلام نفسی است یا الفاظ کلّیة فی خصوصیات محل قطعی است نیز فی الامتسارات اما فی
 فاشله کثیره مثاله حجة الوداع فان اصل النک قطعی لا مجال للتشکیک فیه نوعی کیفیت که قرآن بود
 یا افراد قطعی است و لهذا اختلف فیه العلماء مع الاتفاق فی الاصل مسئله تفضیل هم ازین باب است
 زیرا که اصل تفضیل قطعی است لیکن بمعنی انصار قطعی بعد النزاع و التعارض و کیفیت آن تفضیل
 کدام چیز است در کثرت ثواب با عظم نفع فی الاسلام یا امری دیگر قطعی است لایزجی فیه القطع بایضا

تعارض الظنون ومنشأه ان اسام التفصیل ووجوبه کثیره جدا من اراد استیفاءها فعملیه بطالعه کتاب سراجیل فی مباحث التفصیل مجلی از ان لفظ نمی آید تفصیل گاهی به معطای بدیانت که به نسبت سلی حق تعالی بعضی مخلوقات را بر بعض دیگر ترجیح میدهند مثل تفصیل لفته الکعبه علی سائر البقاع و کجرا الاسود علی سائر الاحجار و لیلته القدر علی سائر اللیالی و یوم الجمعة علی سائر الایام و شهر رمضان علی سائر الشهور و الانبیاء علی جمیع الامم و منہد ما یكون تفصیله تبعاً لادواته کتفصیل ابراهیم بن رسول المد صلی الله علیه و آله وسلم علی سائر الاطفال و تفصیل بنانه و زده جاته علی سائر النساء و تفصیل نبی هاشم علی سائر القبا کل و این قسم تفصیل هرگز متعارفیه نیست و گاهی جزائی بدیانت در مقابل علم و هو المتعارفیه به بازوجه تفصیل جمعی مختلف اند یعنی از آنها در اصطلاحی که تحت طاعت شرع بان واقع است اصلاً اعتبار ندارند مثل قوت بدن فردوسیت و بلاغت لسان و حسن سیاست ملک و حسن تدبیر در امور دنیوی و بعضی از آنها در شرع معینند و آنها بسیار اند منها التقوی بدلیل قوله تعالی ان الکرکم عند الله القاکم و منها العلم قال الله تعالی قل هل یتوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون و منها الجهاد قال الله تعالی و فضل الله المجاهدین علی الفاعدین اجر عظیم و منها حسن الخلق فقد ورد فی الحدیث خبر کرم خیر کم لایله و منها کثرة الحجة و کثرة الذکر له علی هذا القیاس بعد از تتبع و ازل کتاب و سنه و جوه بسیار برای التفصیل پیدا میشوند که گاهی در محل و مقامی یکے را اعتبار کرده اند و گاهی در محل دیگر و دیگر را چون هر دو مقدمه محبت میگویم که اصل تفصیل حضرات شیخین رضی الله عنهما بر حضرت مرتضوی قسم ثالثی قطعی است و تعین یافته است تفصیل یعنی این مومن محظوظ را باید که اصل تفصیل را معتقد باشد و تعین کیفیت آنرا مفوض الی علم الله و اندوان به سرچ عنده احد الوجوه بسبب تتبع الدلائل و التوفیر فیها فرجاً و ابلا و الا لا اصل این عقیده که قطعی است بیرون نرود فقط

قال فی الخلاصة الرافضی ان فضل علیا علی غیره فهو مبتدع و لو انک خلافة الصدوق رضی الله عنه فهو کافر و قال فی الجواز الرائق شرح کثرة الدقائق بعد نقل هذه العبارة و الحق فی فتح القدر عن عبد الصمدی فی هذا الحكم و من مرادهم بالبحار الخلافة انکار استحقاقها لها فهو مخالفت لاجماع الصحابة و فی شرح جوهب الرحمن و لا خلف اسی لا یجوز الصلوة خلف منکر خلافة الی بکرا و عمر و عثمان رضی الله عنهم و یصح اسی مع الکراهة خلف من فیصل علیا رضی الله عنه لانه مبتدع و فی المحيط عن محمد رحمه الله لا یجوز الصلوة خلف الروافض

ثم قال لانهم انكروا خلافة ابى بكر وقد اجمعت الصحابة على خلافة وفي تمتة الفتاوى والرافضى الغالى الذى
ينكر خلافة ابى بكر لا يجوز اصلوة خلفه وفي المرخينانى ويكره الصلوة خلف صاحب هوى او بدعة ولا يجوز
خلف الرافضى ثم قال وما صاصله ان كان هوى يكفر به لا يجوز ولا يجوز ويكره وفي الفتاوى البدعية من انكروا
الامة ابى بكر رضى الله عنه فهو كافر وقال بعضهم هو مبتدع والصحيح انه كافر وكذلك من انكر خلافة عمر رضى الله
عنه اما الشافعية فقد قال القاضى حسين فى تعليقه من سب النبى يكفر بذلك ومن سب اصحابا فسق باين
سب الشخين واكتفتين فوجبان احدهما يكفر لان الامة اجمعت على امامتهم والثانى ليسق ولا يكفر واما المالكية
فالاصح عندهم ترك التكفير قال محمد بن يوسف الغزافى وسئل عن شتم ابى بكر فقال يقال كافر قيل نصلى عليه
قال لا ومن كفر الرافضية احمد بن يونس وابو بكر بن تافى وقال لا يוכל ذبا يحمم لانهم يريدون وقال عبد الله
بن ادريس احادته الكوفية ليس للرافضى شفعة واما الشافعية للمسلم باجمعه اكثر روايات خفيه بتركه
وازي باب غزو الفواق خفيه است كه كافر واجب القتل است واكثر شافعية ومالكية وحنا بله نير قتل ساب قوتى
واده اندر بعضى اتركب ديدة شده كه سب ابى بكر كفر عند الخفينة على احد الوجهين من الشافعية وزد قمت
يقتل به عند احمد ومشهور عند مالكية انه يجلد وليس بكفر در بخاود ومقدسه را بخاطر شيعه بايد دادنه
اشتباة خواجه الاول ان سب الشخين ليس بكفر عند التحقيق واستحلال سبها كما يفعل بضعته فذانه كار
لما علم بالضرورة من دين محمد صلى الله عليه وآله وسلم وعلى هذا فلا يرد الى بعض الصحابة سب اما بكونه من
صلى الله عليه وآله وسلم ولم يحكم النبى صلى الله عليه وآله وسلم سبهم وكذا بقدر الصواب سبهم انما هو بدعة
يقتل او انه قد نجس وكذا ما ورد فى صحيحه ان سبها الى الله سبها والله اعلم بالصواب
امير المؤمنين ارحمى من هذا العادراة الخاطئة لا يكره سبها لانه سبها لانه سبها لانه سبها
شائنة ولا امر يقتله بن قال سب سب او ممنوع من سبها لانه سبها لانه سبها لانه سبها
يفرط منه لشدة التعصب او محالة مقتضية للالفة والمحبة فلا تسبها على مقتضى بدعة كائن بان سبها
الادب مع والده مع ان اعتقاد تعظيم الوالد مطلقا مجبول بنهية التبرير بهنجه لالتعاضى الى امر دايم
والثانبة ان لزوم الكفر شىء والزامه شىء آخر وفى هذه الصورة يتحقق لزوم انكاره لانه سبها لانه
احمد رحمه الله على ان يسمى من الزمة الكفر وان كان مقدرا لاسلامه فظاهر ان الزمة لانه سبها لانه سبها
الكفر واظهار الاسلام وذلك لان الساب لا يلبس رضى الله عنه انما السبب من الاسلام

یہی انہا خلافت الرسول وخصما حق اہل بیتہ فہریتقدہا مثل فرعون ولمان ولا یستحل سبہا لاجل انہما
 صاحب الرسول ووزیراہ وجمہوریہ والا کیوں التزام الکفر وکفر لکن ہذا لا دھار منہ غیر مسموع لان الشہادۃ بانجہ
 لا تطع بالانجاء ثبتت فی حقہما عما علم بالصورۃ من الدین فکفر منکر خلافتہما و مستحل سبہا کفر وزندقتہ والحالہ
 کہ تخرجہ وخواوندہ المقدنہ ایضا تنفع فی حل الروایات المتخالفۃ والدہ الہادی الی سبیل الرشاد فقط

فت اذا کان شخصاً حاضراً فی مجلس لیسب فیہ الصحابۃ الکبار فیحجب علیہ الانکار بالقول والفضل ان قدر
 فقوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من رای منکر فلیغیرہ بید الحدیث فان لم یقدر وجب علیہ القيام لقوله تعالیٰ
 واذرا رب الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنهم حتی یتخوضوا فی حدیث غیرہ واما ینسب الشیطان
 فلا یقع بعد الذکر من التہم الظالمین فان لم یقدر علی القيام ایضا وینحاف منہم ضرراً عظیماً فلیصیب کراتہ
 القلب ویکفی علی ما و فی حدیث الصحیح اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة اللہ علی شکرکم
 ہنہ نشان سائر الکرات للہ علم فقط ایدیم بجزا اقتدار الشیعی پس اگر تشیع اذنا کفر صحابہ کبار و امہات المؤمنین
 ترسیدہ باشند بلکہ محض بر ذکر ظلم و غضب و جہر الکفار سیکند فلا باس باقتدارہ عند الضرورۃ بربیل مافی النجاری
 وسلم فی المشکوۃ ایضا ان الناس قالوا لعثمان رضی اللہ عنہ و هو محصور فی الدار انک امام عامۃ و قد نزل بک باری
 و انما یصلی بنا امام فتنہ فقال عثمان فم اذا احسن الناس فاحسن ہم و اذا اساروا فاجتنب اسلامہم او
 کما قال و اقتدار الشیعی ہم بشر طیت کہ در ارکان صلوة و واجبات وضو خلل کفتمثل غسل رطلین والا
 درست نیست اگرے در مسائل اجتہادیہ کہ در غیر منصوصات قطعیہ علماء رفیقا بینہم در فرضیت و مذہبیت
 بعضی امور خلاف واقع است اخلال بان واجبات باک ہمار و کالتقریب والینہ عند الشافعی و نقص
 الوجود بالدم السائل عند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و بعد بنجا ہم مذہب متاخرین حنفیہ است ہمین است
 کہ اقتدار بنجا یہ کہ المذہب منصورہ اقویست کہ بلاشبہ مقتدا جابر است بر لیلر اقتدار امام ابو یوسف
 بالمدون الرشیدیہ کہ بعد از قصد امامت کردہ بود و مذہب تحقیق آنست کہ در مسائل اجتہادیہ حق تلج چہا
 است بخلاف مسائل منصوصہ کہ برخلاف آن اجتہاد کردن اصلاً مسموع نیست فقط

سوال فی الملل و الفل و ما لقیتم المحکمۃ من الخوارج و عن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ان قاتل الناکثین
 و القاسطین و المذارقین فقاتل الناکثین فاقتمہم اموالہم و دبی ذرا یہم و فقاتل مغالطہ القاطین
 و ما اقتمہم اموالہم و دبی ثم رضی بالت حکم و قاتل مغالطہ المذارقین و اقتمہم اموالہم و دبی ذرا یہم و سب فرق

دین سه طائفه چیت جواب فرق درناکین در قاضین محض منی بر واقع است بیان حکم نیست زیرا که بر قاضین غلبه که ممکن نیست دسی میشود بصورت نه نسبت و لفظ اغنم درناکین نیز محمول بر غنیمت صورت یعنی جمع و احراز نه بر غنیمت حقیقی چنانچه اموال حضرت طلحه بر انبای ایشان رد کرده اند و حکم نبات آنست که مقبولی که وارث نگذاشته مالش وقف بیت المال است و آنکه ثابت است مالش برو مردود و آنکه مصر است مالش مجبوس نه مقسوم و غنیمت اموال دسی دراری مارقین که از زبان حکمه روایت نموده نزد اهل حدیث دال بر سیرلم نیست بلکه در کتب صحیح همین قدر مذکور است که ایشان طعن میکردند که مال الهی اباح و ما تمهم و حریم اموالهم و روایات خلاف آن در حق مارقین موجود است که عند الافاقه نقل کرده فرستاده خواهد شد و حق هم همین است زیرا که محکم این طعن پیش از قتل نهروان میکردند و قتل نهروان با مارقین بعد از آن واقع شده پس طعنه بچیزی که هنوز بوقوع نیامده چه معنی دارد و مع هذا ایشان دراری همراه نداشتنند با جمله باعتبار سیر و حدیث این عبارت مختل و مبهم معلوم میشود فقط

سوال و جواب بصایت مختلف فیه است اگر وصایت خلافت است که در صورت وقوع آن تفصیق و تخطیه تمام مهاجرین و انصار لازم می آید سوال و جواب در باب مذکور در کتب اهل سنت غیر از دعوی ارث صحیح نشده و صاحب ملل و دخل موافق روایات شیعیه هر دو شق ارث و میده آورده و آنچه در بعضی روایات اهل سنت که بغایت ضعیف اند لفظ میده در دعوی واقع شده نیز از قبیل اختلاف و تلبیس رجال شیعیه است در معارج النبوة هم ازین قسم روایات گرفته رتبه کرده باشد فقط

ذكر في الكافي للكليني لما ورد ابو الحسن موسى عليه السلام على الهمدي يراه يرد المظالم فتال يا امير المؤمنين يا اباي مظلمتنا لا ترد فقال له وما ذلك يا ابا الحسن قال ان الله تبارك وتعالى لما فتح على نبيه صلى الله عليه وآله وسلم فذكروا له ما لا يوجب عليها انجيل ولا ركاب فانزل الله على نبيه صلى الله عليه وآله وسلم و آت ذا القربى حقاً فلم يدرك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من بهم فرجع في ذلك جبريل عليه السلام و راجع ربه فاوحى الله ان ارفع فذكروا لي فاطمة فذاعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا فاطمة ان الله امرني ان ارفع اليك فقلت قبلت يا رسول الله من الله و منك فلم ينزل و كلاهما فيها حجة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلما دلى اليك اخرج عنها و كلاهما فافتمت فانت ان يردوا عليها فقال لها انني باسود و احمر يشهد لك فجارت با ميرة المنير

علیہ السلام دام یمن شہدا الہا لکتاب لہا تہرک التقرض فخرجت والکتاب مہما فلقیہا عمر فقال ما ہذا
یا بنت محمد قالت کتاب لکبہ لہ ابن ابی قحافۃ کل اشیئۃ غابت فانتزعہ من یدہا ونظر فیہ ثم نقل فیہ ومحاہ
وخرقہ وقال لہا ہذا لم یجئ علیہ لک بخیل دلارکاب فقصی الجبال فی رقابنا فقال لہ المہدی حد ہانی
فقال حد منہا جبل واحد و حد منہا سیف البحر و حد منہا دوتہ الجہنم علی خمس عشر لیلۃ من المدینۃ حد ہا
عشرین مہر فقال لہ کلہذا قال نعم یا امیر المؤمنین ہذا کلہ ہذا کلہ علم یجعل لہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بخیل دلارکاب فقال کثیر النظر فیہ۔

سوال این حدود و اربعہ فک کہ مذکور شد مسافت مابین این حدود زیادہ بود و صوبہ ہندوستان میشود
و مذکور شد کہ دکن ای سید النساء علیہا السلام در زمان جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر آن حضرت
بعضی معلوم است کہ ہنوز ملک مصر فتح شدہ بود و بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در خلافت حضرت
عمر رضی اللہ عنہ فتح شدہ جو اب حدیثی کہ از کلینی مرقوم فرمودہ فرستادہ اند طرفہ صوغی شے بندہ است
است اصل این قصہ کہ در کتب اہل سنت وارد است نیست کہ فردی مہدی عباسی بابام موسی
کاظم بطریق مباحطت گفت کہ بجگی دعوی شما بر ما بابت فک است بیائید تا فک را بر شما دکلم و کلم
فرمودند کہ فک را اگر مجموع حدود ان بماسید یہ قبول میکنم مہدی پرسید کہ حدود فک کلام کدام است
ایشان فرمودند کہ یک حد او سمرقند است و حد دوم افریقیہ و حد سومیم کنارہ دہاے شور از طرف عدن
تا اقصای یمن و عرض ایشان آن بود کہ دعوی ما با شما بابت خلافت است نہ بابت فک فقط ہمین
قصہ را روا ت اینہا باین ترتیب مدعا بت کردہ اند حالت اصح کتب ایشان نیست فقط

مسئلہ اولی از مسائل مستفسرہا قصہ رباعی است کہ در باب مکانہ از تحفۃ المسلمین مرقوم
است جو ایش آنکہ این ملعون بر شیعہ است در اصل مذہب انہا کہ سمجود ابر خاک و آنچه از جنس خاک است
متعین میداند و خصوصیت خاک کہ خاک تربت مطہرہ حضرت امام شہید است رضی اللہ عنہ یا خاک دیگر
اصلا در مذہب ایشان نیست اسے معمول ایشان این قسم واقع شدہ کہ آن خاک را نسبت بہ تربت
مطہرہ انجناب میکنند و معہذا درین اشعار سی نیست با آنکہ خاک سجدہ گاہ اینہا قابل استنجاء و سنجاء
است تا مانتہ سور او ب باشد معاذ اللہ من ذلک بلکہ امر بالعکس است میگوید کہ اگر کسی بخاک استنجاء
کند نزد ایشان محل سجدہ گاہ میشود نہ بنا بر سلسلہ فقہیہ اینہا کہ آنچه بعد از نشتر قضیب مبارک از بول

وودی پنجه برآید پاک است اگر سنی بعد از نشتر قضیب سه بار بکلوخه استنجا کند آنکلوخ نزد ایشان سجده گاه میتوان شد و سوراوب وقتی میباشد که این قسم میگفت خاکیکه بران شیمه سجده کنند سنیان بآن استنجا کنند حالانکه بالعکس گفته است یعنی خاکیکه محل استنجا سنیان است سجده گاهان ایشان میتوان شد اصلا درین کلام سوراوب نیست و فرق ظاهر بین قولنا التراب الذی یستغنی به السنی یسجدون علیه و بین قولنا التراب الذی یسجدون علیه استنجا به السنی و للموجب للوحشه هو القول الآخر لا القول الاول معنی این شعر چیست خود باید فرمود اصلا معنی که در سوراوب باشد مفهوم نمی شود دلیل برین آنست که در سابق این شعر شمر سه دیگر نوشته مراد از آن صریح تر معلوم میشود شعر روزی گفتیم کلوخ استنجا را خوش باش که مشجان تو سجده کنند حاصل آنکه مشبه سوراوب درین شعر از قبیل ابهام العکس است که قضیه دران بعکس آن مشتبه میشود اما بعد از آنکه قلیل این ابهام دفع میگردد کما لا یخفى علی انما لکم فقط

مسئله سوم آنکه در باب الممت مدایت تطهیر در تحفه انما عشره واقع شده که این آیت دلالت دارد بر عدم عصمت اهل بیت حالانکه نفس نفیس آنجناب نیز داخل اهل بیت است و عصمت ایشان مقطوع میباشد چو پیش آنست که نفس نفیس آنجناب از اهل بیت درین آیت مخصوص تخصیص عقلی است زیرا که عصمت آنجناب بدلائل عقلیه یقینیّه ثابت است و المصوم طاهر و تطهیر الطاهر غیر معقول لما فیهم من تحصیل الحاصل مانند تخصیص ذات پاک رب العزت از عموم آیه و الد علی کل شیء قدیر لان القدره انما تتعلق بالممكن لا بالواجب و لا بالمتنع و هو تخصیص العقلی جواب دیگر آنکه سلمنا دخول فی اهل البيت فی هذه الایة ایضا لكن ارادة تطهیر جماعه بعضهم طاهر و بعضهم غیر طاهر محقول از متعلق تطهیر بکون غیر الطاهر فلما یلزم تحصیل الحاصل و حاصل آنکه اراده تطهیر کل مجموعی منافی طهارت و عصمت بعضی از آن کل مجموعی نمیتواند شد فلما یلزم محذور و ذلك لان اکل المجموعی اذا كان موضوعا كانت القضية فی حکم الشخصیه و یرفع التناقص باختلافات اکل و انجز کما فی المثال الشهیر الذی یسود اسی بعضه و الذی یسود اسی کله و هیة لان عدم عصمته اکل للمجموعی تصدق بانتهاء عصمته بعض اجزائه و لا یلزم انتفاء عصمته جمیع اجزائه حتى یلزم الحمال و جواب ثالث همانست که بان متنبه شوند فقط

سوال و جواب اما توجیه شیمی بقوله قاتل الزبیر فی النار بان ذلک بسبب قتلہ نفسہ لا بقتل النعم

فتویٰ فاسد مخالف بقواعد الاصول لانہ ثبت فی الاصول ان تعلیق احکم بالوصف مشعر بعلیۃ ذلک الوصف
لذلک احکم فاحکم بکونہ تاریا محلل بقتل الزبیر لا لظہر علی ان التمسک بہ فی حق طلحہ والزبیر سوا رحمت
التوبۃ عنہا ام لابل خطا سہما خطا اٹالہا سن قبیل زلات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فقط

مسائل متفرقہ

سوال ما قولہم افرین صورت کہ شخصے بوجہ شہود قائل است و میگوید کہ انزال کتب و ارسال
رسل برای ہمین مطلب بود و شخصے کہ مخفی کلمہ طیب بطور وحدت وجود یا بطور وحدت شہود نفہمید
ایمان بکلمہ طیبہ درست نکرد اگرچہ ایمان بر سالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجب ایمان
یجمع جابرین عنہ شد باعث نجات او ہم گردید لیکن بسبب عدم تصدیق بمعنی توحید مذکور شرک گشت
اگرچہ علمای اجماع شیعہ و ائمہ مجتہدین باشند پس شخصیکہ این عقیدہ دارد داخل مذہب حق اہل سنت بہت نیست
و نماز خلف او چه حکم دارد بنیو اتوجروا جواب اگر شخصے قائل بوحث وجود باشد بی غلو و افراط یعنی
در میان مرتبہ واجب و ممکن فرزند و همچنین در میان مسلم و کافر و از میان بنی و و جال و نماز و نادر و خوک
زبزد و کسانے را کہ قائل بوحث وجود بنیو و نادر و محمد ثانی و فقہائے متکلمین تکفیر و تضلیل ننماید و بداند کہ انبیا
ہم در دریافت نکردن این مسئلہ معذور اند پس نماز در پس این قسم شخص جائز است زیرا کہ بسیاری از
ائمہ الہدی مثل شیخ اکبر و دیگر صوفیہ ہمین قسم گذشتہ اند و نماز عقب انہا چه قسم جائز نباشد و اگر قائل
بوحث وجود غلو و افراط می نماید بوجہیکہ مذکور شد البتہ مبذع است و لا یجوز الصلوٰۃ خلف المبتذع در
کتب فقہیہ وارد است واللہ اعلم۔

سوال می کنند ہم مستفتا میخوانند طالب اعلیٰان و کافرہ مسلمین از علایان دین و غنیان شرعیین
کہ سیکہ قائل کشف وحدت وجود وضع کشف وحدت شہود استے شائبہ اتحاد و اتحاد و اباحت و حلول
کلی طبعی مسلمان است نیز حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت قطب الدین
حضرت خواجہ فرید الدین قدس سرہم این مشرب میداشتند یا نہ۔

سوال دوم شخصے از اہل قبلہ و شہادت است و باوصف آن حتی المقدور در اعم و اغلب احوال
ظاہر و باطن بر شرع شریعت قائم است اورا کافر گفتن و احکام ارتداد بروسی جاری کردن درست
ست یا نہ و ہر کہ جاری کند حکم آن چیست۔

سوال سیوم آنکه شخصی از بزرگان اجازت مرید کردن دارد و مرید را بقدر حوصله او تعلیم احکام شریعت و طریقت هم میکند مرید شدن نافذ است یا نه -

سوال چهارم آنکه اکثر مردمان غرض و عوام بایان بعضی در طریقه علییه قادرید و بعضی در سلسله حشمتیه از اولاد حضرت شیخ فرید شکر گنج و بعضی در سلسله سهروردیه از اولاد شیخ بهاء الدین زرک یا ملتانی و بعضی در سلسله دیگر از خلفای آن سلسل و بعضی بواسطت میان محمد رمضان شاه مرید شده ایم و میان موصوف از بایان توبه از شش چیز که مضمون آیتان لایسز کن است انچه و انچه در شرع شریعت است یا نه ای ازان واقع است عموماً کانیده اند و نیز رشتنداری فیما بین بنی اعمام مقرر ساخته اند و بعضی شخصاً را کلمه نفعی که از همه پیران یا خلفای آنها رسیده آمد مثل کثکول حضرت شاه کلیم الدجوان آبادی و قول بحیل و ارشاد الطالین حضرت شیخ نظام الدین هانسی قدس سره تعلیم شده پس مریدی بایان ازا نشان درست است یا نه و نیز برگشتن ازین تعهد واجب است یا نه بینوا و توبه روا -

جواب سوال اول - قول بوحث وجود و بوجهی که مخالف احکام شرع نباشد یعنی جمیع موجودات را مظاهر حق دانند و وجود را و جدا نگاود هر مرتبه را از وجود حکم جدا نگاود ثابت کند در بعضی مراتب موصوف بعیدیت و در بعضی بالو بیت و در بعضی حلال و در بعضی حرام و در بعضی طاهر و در بعضی نجس و مراتب وجود را هم خلط نکنند و بگوید که هر مرتبه وجود حکم دارد و اگر حفظ مراتب نکنی زندقه به و نیز بگوید العبد عید و ان ترقی و الارب رب و ان انزل عین ایمان و مسلمانی است شائبه کفر درین نیست و مشایخ کبار و علمای نامدار باین قول تصریحات و در میان ان تصنیفات فرموده اند از قاضیان این دیار شیخ عبدالرزاق و از چشتیان حضرت سید کسیر و از سید جعفر کی و از نقشبندیان حضرت خواجه باقی بالله و حضرت خواجه عبید الله احرار و مولانا عبدالرحمن جامی و مولانا عبدالغفور لاری و شیخ عبدالرزاق کاشانی و از مشایخ عرب شیخ محی الدین عربی و شیخ صدر الدین قونوی و شیخ عبدالکریم جملی و شیخ عبدالوهاب و از علمای مدینه منوره حضرت شیخ ابراهیم کردی و از مشایخ مکه معظمه شیخ حسام الدین علی شتی و دیگر علمای مثل شیخ عبدالحق دهلوی و مرجع البحرین باین قول رفته اند پس این قول را کفر و نشتن تکفیر این همه مسلمانان کردن است معاذ الله من ذلک و در کلام حضرت غوث الاعظم حضرت خواجه بزرگ و حضرت خواجه قطب الدین اشارات باین یافته میشود و از حضرت خواجه فرید الدین شکر گنج متواتر منقول است که مریدان خود را بزبان پنجابی تلقین فکر میفرمودند که در سر جبه

این لفظ را بگویند دلیل تها این دلیل صریح بر احراف وحدت وجود است و در احادیث صحیحہ اشارت بهین حتی آمده و حدیث ترمذی است و انکم لا تموتون الخ الی الارض اسفل لیسط علی المد و نیز در حدیث صحیح است اذ ارضت من الركوع فقل ربنا لک الحمد فان الله یقول علی لسان عبده سمع المد من حمده بلکه در آیات بسیار اشارت بانیمنی واقع شده صریح ترین آیات سنوهم آیاتانی الآفاق و فی انفسهم حتی تبین لهم انه الحق اولکم یف برک الله علی کل شیء شہید الانهم فی مرتبہ من تقادیرهم الا انه یجل شیء محیط فایتما تولوا انفسهم وجه الله و ما ریت اذ بریت و لکن المد رمی آن الذین یبالیعونک انما یبالیعون المد ید الله فوق ایدہم جواب سوال دوم - شخصی که از اہل قبلہ باشد یعنی اعتقاد بقائید اہل سنت و دہشتہ باشد اورا کافر گفتن و احکام کفر باو سے جاری ساختن خلاف طریق اہل اسلام است و ہر کہ مسلمان را کافر گوید مستحق تفسیر است در فتاوی عالمگیری مینویسد من کف مسلمانا فامن فہو لیس بفاسق یا ابن فاسق یا کافرا یا یہودی یا نصرانی الی ان قال عذر در حدیث کہ در مشکوٰۃ مشرف وارد است کہ ہر کہ لالہ الا المد گوید اورا نسبت بکفر کردن و از اسلام بیرون کردن نشاید قال رسول الله صلعم ثلث من اهل الایمان الکف عن قال لالہ الا المد لا یکفر و ینب ولا یتخرج من الاسلام بل الی آخرہ رواہ ابو داؤد -

جواب سوال سیم - مرید شدن آنکس درست است کہ بدان پنج شرط تحقق باشد شرط اول علم کتاب و سنت رسول دہشتہ باشد خواہ خواندہ باشد خواہ از عالم یاد دہشتہ باشد - شرط دوم آنکہ مصروف بعدالت و تقوی باشد و اجتناب از کبائر و عدم اصرار بر صغائر نماید و شرط سیم آنکہ شغف از دنیا و رغبہ در آخرت باشد و بطاعات موکدہ و از کار منقو کہ کہ در احادیث صحیحہ آمده اند مداومت نماید و شرط چہدم آنکہ امر معروف و نہی از منکر کردہ باشد و شرط پنجم آنکہ از مثل آن امر گرفته باشد و صحبت معتد بہا ایشان ننودہ باشد پس ہر گاہ این شروط در شخص متحقق شوند مرید شدن آن درست است چنانچہ در قول جمیل فی بیان سوار اسبیل تفصیل این شرط مذکور است -

جواب سوال چہارم - مرید شدن این قسم اشخاص ہم درست است و برگشتن از ان حرام بلکہ گناہ کبیرہ و زیار کہ مرید شدن عہد بہتن است بروت یکے از بندگان کہ وہ اسلہ و در اسلہ نائب پیغمبر است صلعم و پیغمبر نائب خداست پس گویا با خدا عہد بہتہ ہر گاہ آرا بشکند عہد خدا شکستہ باشد و لہذا در قرآن مجید ان الذین یبالیعونک انما یبالیعون الله ید الله فوق ایدہم من نکث فلما ینکث علی نفسه و آیاتیکہ در ان

ذمت شمسین عهد بشدت مذکور است بسیار اندان الذین لم یستردون بعد المد وایمانهم ثنائاً قلیلاً وکثیراً
 بهر اللغات مقصود عهد اند من بعد میثاقه او کما جدها بعد انبذ فروق منهم در حدیث صحیح مذکور است که
 آیه المناقش ثلاثه وان صام علی ذم اند مسلم اذا حدث کذب واذ اعد خلف واذ اعد عهد -

سوال برای طواف قبور و طواف کننده را تکفیر نموده شود یا نه

جواب آنکه طواف کردن قبور صحیح و اولیایا بلا شبهه بدعت است زیرا که در زمان سابق نبوده و حالا اختلاف
 است که این بدعت حرام است یا مباح یعنی در کتب فقه مباح نه شده اند و صحیح است که مباح نیست زیرا
 که مشابهت بابت پرستان لغوی می آید که آنها اگر در بیان عمل میکردند و غیر طواف در شرع محض برای
 کعبه وار شده قبر بزرگ را مشابیه کعبه کردن غصب نیست اما هر که این عمل مینماید او را کافر گفتن و از دایره اسلام
 خارج ساختن بسبب شنیع و قبیح است و همچنین تکفیر کننده را تکفیر کردن بسبب قبیح است فقط

استمداد بارواح بزرگان و دو قسم است قسمی آنست که بابرزگان نذره هم مانند آن بعمل می آید
 یعنی دعای ایشان را اقرب الی الاجابة نمیدهند ایشان را واسطه درخواست مطالب خود سازد و ایشان را
 مرتبه بمرتبه توسط آن قیمت در ذهن خود نهند و مانند عینک پندارد و هذا جائز با استنباط و قسمی آنست که توسط
 مقصود برایشان باشد چنانچه بندگان ایشان در دین طلب یا دلو آن منقل اند و مرتبه از قرب حق دارند که تدبیر الهی
 را تابع مرضی خود نتوانند ساخت و همین قسم است که عوالم بآن استمداد می طلبند و این قسم شرک محض است
 مشرکان زمان جاهلیت زیاده برین در حق اصنام خود اعتقاد داشتند فقط اذ تخیرتم فی الامور فاستبنا
 باصحاب القبور حدیث نیست قول بزرگ نیست و لدعای شتمی منها اذ تخیرتم نظر الی الدلائل المتعارضه فی
 حل بعض الاشیاء و در متنبها فخر کوا جهتها و کم و تعلقه و این قدمات و هذا القول منقول عن عبداللہ بن مسعود
 و سفیان الثوری و منها انکم اذ تخیرتم فی الامور الذیوتیه و ضاق بسبب ذلك فطلبکم فانظروا الی حال اصحاب القبور
 کیف ترکوا الدنیا و مستقبل الآخرة و علموا انکم ایضا صائدون الی ما صاروا و هذا العلم سهل علیکم مصداق الدنیا
 و شد اما باجماعیض و معنی استمداد نیست فقط -

سوال اتفاق دارند علما و حکما بطل کفار هم که ارواح را بعد موت فنا نیست پس وجه تخصیص مشرکین و مجوسی
 که منطوق قرآنست و انبیاء علیهم السلام چیست -

جواب ارواح را بعد موت فنا نیست بلکه انقطاع تعلق به بدن است لیکن ارواح عاجز را همچون قهر

بقا و حیات روح است و دست بهدار دو امر زائد با این بقا عنایت میشود که حاصل از تعلق به بدن و نبوی
 نیز همان دو امر بود اول ترقی در اجر و محدث صحیح که نبی که علمه الی یوم القیامه قدم ندق تبو سبط بدن دیگر
 اخروی که ادواح الشهداء فی اجواف طیر خضر تعلق فی ثمار النجته تا وی الی قنادیل معلقه تحت العرش و در
 نص قرآنی در سوره بقره و سوره آل عمران اشاره صریح باین دو وجه است و انبیاء را زیاده برین عرض احوال است
 و توجه با صلاح امور ایشان زیاده تر از حیات است باقی مجرد شعور به بعض احوال و تلفذ و تامل لازم بقا در روح است
 که لطیفه و راکه بهانست و حیات با معنی مشترک است در مومنین و کفار زیرا که ارواح همه با باقیست و از شعور
 و ادراک که ذاتی اوست منسلخ نه شده و در مرکاشقه شیخ الکبر در ملاقات با آدمی دیگر پیش از ظهور حضرت آدم
 محمول تمثیل بعض کمال اجداد نبی آدم ایشانست پیش از ظهور شهابی نوع انسان و ظاهر است که
 اگر این بزرگ غیر از آدم ابو البشر میبودند خود را از اجداد ایشان چگونه میکردند چون آن بزرگ بدست خود تمثیل
 و ملاقات با ایشان نمود بر تمثیل سابق خود اطلاع داد حضرت مجدد رضی الله عنه در مکاتیب خود همین تحقیق
 نموده اند و باین تقریر تجربی طرف شد زیرا که ایشان کتمان خود را از نوع ظهور تغییر محبت کرده اند و شاید
 در آن مصدر فوض و مبداء انتظام نشاء باشد چو این منقطع گشت آنرا موت خوانند و بعد و آدم نیز همین
 است که کمال نسل ایشان در بعض اوقات ظهور مثالی نموده مبداء ظهور برکات و انتظام شمارات گردیده اند
 سوال و جواب درباره نقل اموات - حکایت نقل اموات و توکیل ملکی برین کار در کتب و عاقل
 بسیار مذکور است و حدیثی هم درین باب در همین کتب می آید و بعضی ازین جماعت تمسک میکنند بلفظ
 مشهور که حدیث بوشش محدوش است و موقوفه ان للند ملکای بحر الابل الی الامل و بحديث صحيح المر
 مع من احب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن الرجل يحب القوم ولا يلحق بهم فقال بهم فهو منهم
 او معهم ولا يلحقه ما في هذا الفسك ديرونده الحکایات ما استشهد علی اسنة من ان اللیت يدفن فی التربة
 التي خلق منها وما ورد فی الاحادیث الصحیحة من قوله عليه الصلوة والسلام او قنوا موتاكم وسط قوم صالحين
 فان اللیت يتادى من جوار السوم كما يتادى الحي فانما ثبت نقل الاموات لكن للحق التادى بحجوة القبول
 فاما هذه - معلوم خاطر شریف باد که بنا بر طریقه قادر بر برقصیه روح است و چون آئینه از کدورت صف
 شد بیشک صور عالی در آن منطبع خواهند شد و بنا بر طریقه نقشبندی برین تصور است که صور ذبینه
 است که حضرت حق را در لطیفه قلبیه جاسید نمایند و همیشه تصور المخطط نظری سازند تا آنکه بقرب علم حضوری

و بتائے طریقہ چشتیہ بر احداث محبت مفروض و ساق و جود لازم عشق است تا آنکه خیال مشوق حقیقی غالب آید و همه خیالات را محو مطلق سازد و بهر حال ازین طرق ثلثه هر چه مناسب فراج باشد ایما باید فرمود و هر چند ممکن است هر سه طریق بسوی امر واحد است مگر هر چه خواب یک خواب است باشد مختلف تعبیر را +

فائده - این قول که طعام الیبت بیت القلب حدیث نیست کلام بعضی از تجو به کاران است گویند مراد از طعام میت طعمی است که تا چهل روز میخورانند و در جملات قلب الیبت که بیشتر از مہنگام سنجح موت میت و هم بعد از آن خیال سرانجام این طعام و تفسیر آن فیما بین الاقربا یا ساکنان مساجد و انگیزه خاطر میشود کسانیکه این طعام با آنها میرسد و ذلت موت متوقع و چشم دوخته برین طعام حیاستند مقصود شرع است که از موت میت عبرت گیرند و پند پذیرند و در تفکر آخرت مشغول شوند و از غفلت بپوشاید شوند و این مقصود ازین صورت بالکلیه مفقود میگردد و آنچه در حدیث صحیح آمده است در صحاح سسته موجود است همین قدر است که نبی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم عن طعام الیبت و چراغ لغو و ختن بر قبر بنابر ترمذی و شهریه در حدیث صحیح ممنوع است اما اگر برائے خواندن اعمیاء یا وقت اجتماع زائرین بقدر حاجت یک چراغ برافروزند مضائقه ندارد -

سوال در مقدمه شیرینی قبور و شیرینی و حلوائی تفریه ناسے که مردم در بر وے آنها بطریق متکلف می دهند قول صحیح و مرجع نزد آنجناب چیست جواب مکروه است -

سوال در حدیث آمده است اللهم لا تجعل قبری و ثنا یعبد پس و ثنیت قبول کدام که ام فعل زائرین باشد میشود جواب و ثنیه عبارت است از سجده کردن و دیگر هم شکر بجا آوردن -

سوال بر قبور مسلمانان که برگ سبز یا گل و خوشبو می نهند سنت است یا استحباب یا اسراف بیفائده یا باجائز نفع و ضرر هر چه از روی دلیل شریعت ثابت شود بیان فرمایند -

جواب در حدیث آمده که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم یکبار بر دو قبر بگذشتند که صاحب آن هر دو قبر عذاب کرده می شدند فرمودند که ایشان عذاب کرده میشوند و چیزیکه شاق نبوده بر ایشان پس یک جریده نخل را طلبیده در میان شق کرده یک یک نصف بران دو قبر نهاده فرمودند بخفت عنها العذاب ما لم یبسا و درین علما اختلاف کرده اند بعضی گفته اند که این برائے توقیت تخفیف عذاب بود و بعضی گفتند که این حکم عام است تا خشک شدن تخفیف عذاب باشد زیرا که شاخ سبز

تسبیح میکند و مقاربت تسبیح موجب تخفیف عذاب است و مکرره است خاوری یالیا بی یا چوبی را که تسبیح
 روئیده بر کردن اگر سبتر باشد زیر که آن تسبیح میکند مدام که ترست و موجب تخفیف عذاب و انش میب
 میباید چنانچه آنحضرت علیه الصلوٰۃ والسلام دو شاخ لوازم را بر سر قبره پاهناده فرمودند مدام که خشک بر سر
 بر برکت تسبیح در عذاب این تخفیف ماند و لهذا نکسین کرده اند بعضی نهادن گل را بر قبور لیکن گویند که اگر
 تصدق کنند قیمت گلها بهتر باشد و اگر آنچه بر قبر روئیده خشک شود بر کردن آن مکرره نیست و امر
 استمداد بابل قبور در غیر نبی صلی الله علیه و آله و سلم یا غیر انبیا علیهم السلام منکر شده اند آنرا بسیار
 از فقها میگویند که نیست زیارت مگر براس رسانیدن نفع با موت بعد از استغفار و قائل گشته اند
 بآن بعضی از ایشان و ظاهراً است که از فقها آنانکه قائل بسبع وادراک است اند قائل بجزا اند و آنکه منکر
 اند آنرا نیز انکار کنند و آن امر است ثابت و مقرر نزد مشایخ صوفیه از اهل کشف و کمال تا آنکه گویند که
 رافیهض و فتوح از ارواح رسیده امام شافعی رحمه الله تعالی علیه گفته که قبر امام موسی کاظم علیه السلام
 تریاق مجیب است مراجعات دعا را در حجه الاسلام گفته سهر که استمداد کرده شود بوسی در حیات استمداد
 کرده شود بوسی بعد از حیات امام را پی گفته چون می آید زائر نزد قبر حاصل میشود نفس او را تعلقی خاص
 بقبر چنانکه نفس صاحب قبر را بسبب این هر دو تعلق حاصل میشود میان هر دو نفس متقابل مندی و
 مخصوص پس اگر نفس مفتوحی تر باشد نفس را ترستفیف شود و اگر بالعکس بود برعکس شود و در شهر
 مقاصد ذکر کرده نفع یافته میشود زیارت قبور و استعانت بنفوس اخبار از اموات بدرستی که نفس
 مفارقه را تعلقی هست بیدن و ترستی که دفن کرده شود در آن پس بوی زیارت میکند زنده آن ترست
 را و متوجه میشود بوسی نفس میت حاصل میشود میان هر دو نفس ملاقات و فالصوات و اختلاف که
 اند در آنکه مداحی قومی ترست از ادا میت یا بالعکس مختار بعضی تحقیق نانی است در دین باب
 روایات کنند که فرمود آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم چون تجشیر شود شما در امر یعنی بر آید کار را پس
 جویند از اصحاب قبور شیخ اجل در شرح مشکوٰۃ گفته که یافته میشود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح
 چیزی که مخالف و منافی این باشد و روایت از راه باطل بعد از آن که ثابت شد که روح باقی است و او را
 خاص با جزا بودن بعد از فرات از دست و تلب کفایت روح نیز نیست که بدان علم دشو بر ائران قبر و ارواح
 ایشان دارد و ارواح کمال که در حین حیات ایشان بسبب قرب مکات و منزلت از رب الهی تر کریم

تصرفات و ادا و استند اعبازات چون بهمان قرب باقی اند نیز تصرفات دارند چنانچه در حین تعلق کلی
بجسد داشتند یا بیشتر از آن انکار است و او را و چه صحیح نمی نماید مگر آنکه از اول امر منکر شوند ای تعلق روح را
شدن با تکلیف و جمیع وجوه بعد مفارقت در و ال حالات حیاتی و آن خلاف منصوص است و بر این تقدیر
زیارت و رفتن مقبول هم نفوذ بهمیخی گردد و آن امری بیدار است که عام اخبار و آثار و ال بر خلاف آنست
و بیست صورت است و اما گوییم که محتاج طلب کند حاجت خود را بنابر غایت الهی توسل روحانی بنده که فقر
و کم و درگاه والا است و گوید خداوند اسیرت این بنده که تو رحمت و اکرام کرده و او را بر آورده گردان حاجت
مرا باندگذا آن بنده مقرب و مکرم را که اے بنده خدا و ربی و اے شفاعت کن مرا در بخواجه از خدا استعاضی
مطلب مرا تقاضا کن حاجت مرا پس نیست بنده در میان مگر وسیله و قادر و معطی و مسئول پروردگار
است تعالی شانه و در و می هیچ شائبه شرک نیست چنانکه منکر و بهم کرده و آن چنانست که توسل و طلب
دعا از صاحبان و دوستان و احوال و حیات کنند و آن جائز است با اتفاق پس آن چرا جائز نباشد
و فرقی نیست در ادای کمالان و حین حیات و بعد از مرگ و اما تشریف کمال و در شرح مشکوٰۃ و در شرح
صدر و سیوطی مفصل ذکر کرده و در سبب و احادیث با تعدد و طرق نموده اند و بیکه میکنند از اسامی پس می آیند یکی
بعضی از قبور صلیح را و میگه میرا سید اگر فقما کن حاجت مرا پس برای او بقدر از زیریا طعام است
و بخور رائق گفته که این نذر باطل است با تهاخ زیرا که آن نذر مخلوق است و از - باز نیست بلکه اگر بخور
نذر کردم بر اے تو که اگر تقاضا کنی حاجت را بخور از فقرا و اصدام و بر این سید مقرب من و منم کم تو پس
بدست که این نذر جائز است زیرا که من نذر را بر دادم آن باند من و جائز نیست که صرف نذر کرده
آن طعام مثلا بر اے تو نگر اے یا شریعی -

قائده - والنذر الذی یقع من اکثر العوام بان باقی الی قبور بعض الصالحین و یرفع شرفه علیهم السلام
یا سیدی فلان ان قضیت حاجتی کرد انما کب - معافات للمرضی فلک منی من الذنب او من
الطعام او من الکسوة او من الشمع او من الذنب مثلا انما باطل اجماعا نعم لوقال یا الله ذرني ملک ان
شفیت مرضی او نحو ان اطعم الفقراء الذین بیاب السیة انفسه او نحو ان اواسق حشر المسجدا و یزید و یزید
او و اهرم لمن یقوم لیه عمار ما یکون فیه نفع للفقراء الذین ورنه ذکر الشیخ انما یحصل تقرب الله به و
لستحقه العاقبتین برابطه او سجده او جامع بهذا الاعتبار از حضرت النذر الفقراء و اهرم الله ع

لا یحل صرفه الا الی الفقراء الالی ذی علم علمه ولا لذی نسب لنسبه ولما حضری الشیخ الا ان یکون واحدا
من الفقراء واذ عرفت هذا فمأیة من الدراهم ونحوها ینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیهم فحرام بالا جماع
عالم یقصد تصرفها او الفقراء الاحیاء قولوا واحدا وقد ابتلی الناس بذلك کذا فی المنہر الفائق والبحر الرائق و
عالمگیری لا یجوز ان تصرف ذلک لمنی غیر محتاج ولا تصرف ذی منصب ولم یثبت فی الشرح جواز الصرف
للفقراء لاجتماع علی حتمه لکنه مخلوق ولما یعتقد ولا یشتغل الذمہ بوانه حرام بالبحث ولا یجوز لکلام الشیخ اخذه ولا اكله ولا
یصرف فیہ لرجحان الوجوه الا ان یکون فقیرا اوله عیال فقرا یا جزون عن الکسب وسم مضطرون فیما خذونه علی
سبیل الصدقة المبتدأة فاخذه ایضا مکروه عالم یقصد به النادر التقرب الی السد تعالی وصرفه الی الفقراء یقطع
النظر عن نذر الشیخ فاذا علمت هذا فمأیة من الدراهم والشمع والزیت وغیرها ینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا
الیهم فحرام باجماع المسلمین عالم یقصد صرفها الفقراء الاحیاء لالتقیر قولوا واحدا ه البحر الرائق - النذر الذی
یقع لامواته و ما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء لکرام تقربا الیهم فمأیة بالا جماع
باطل وحرام عالم یقصد واصر فیها للفقراء لم یثبت بالناس بذلك ولا سیما فی هذه الاحصاء وقد بسطه
العلامة فاسم فی شرح در العار ولذا قال الامام محمد رحمه الله تعالی لو کان العوام عندهی لاتمنعهم بلاد الای
وذلك لانهم لا یتبدلون فاکل یب تغییر کل فی الدر المختار فی آخر باب الصوم +

سوال بر مرده چه میگزرد و کجا میماند همچو اسب در وقت نزع ملا یکان حاضر میشوند از تابان حضرت
عزرائیل در روح را از بزدن میکشند و چون وقت گرفتن باشد خود حضرت عزرائیل از دست خود
میگیرند و حقیقتا ای طبقه زمین را چنان حاضر پیش ایشان ساخته است که طبق طعام پیش
خورنده و ایشانرا چندان انگشتها در دست قبض داده است که هر یک یکبار خود مشغول میباشدند
بیکار بردن دیگر را هر چه نمیشود بهمیکند ایشان در دست خود گرفته اند جمعی دیگر از خدام ایشان از دست
ایشان میگیرند اگر این شخص از اهل نجات است ملائکه خوش روی و خوشبو و خوشنوع و در بارچه ها
حریر را خست بوی بهشت مطهر ساخته میگیرند و اگر از اهل دوزخ و شقاوت است ملائکه مقابل آنها در بارچه
پلاس بدو میگیرند و بطرف آسمان می برند و برای روح کافر در ملاک آسمان نمی کشایند و لعنت میفرستند
و میگویند بیهوده ای بسوی ما و او که ماویه است پس ملائکه او را بالاسه سمین می افکندند و انجا عمل نامه
میرسانند و سمین نام سنگیست بالایی دوزخ نهاده در انجا نویسنده گان اعمال کفار جمع میشوند و بملائکه

که داور و خدا این کار اند سپرد میکنند و روح او را حاضر می داده باز بر سر تن مرده اومی رسانند و روح
صالحان و مومنان را در مایه آسمان میکشاده باشند و ملائکه یا هم خوش میشوند روح خوب است
از طرف زمین آمده رحمت خدا بر تو با و دادن بدن که تو آبا و کده بودی و اوارا تا عظیمین که مقام حضور ملائکه
مستقر نیست و کمالان از اومی برسانند و حاضری او را داده و عمل نامه او سپرده باز بر سر بدن آمده آرنند
هنوز آن بدن در شست و شوی و تمیز و تکفین میباشد که فرشتگان این ارواح در دست گرفته حاضر
میباشند چون جهان را بره کشته میبرند و مقبره او را بپوشانند می نهند و وحش را همراه بدن آنها داده خود
سیر و ند چون موم از دفن او فارغ شوند یا از سوختن فراغ یابند و فرشته که ناله می کند منکر و نام و گیر شکله
است که اهرامی نشانند نامر و با ایمان منی اضطراب دهنی تشویش من نشیند و بعضی گفتن میت در
کردن غروب آفتاب است و میگوید که بعد تر مرا بگذارد که از نماز عصر فارغ شوم که آفتاب بخروید نزدیک است
و وقت میسر و بهر حال از هر سبب پیرسند که پروردگار تو کیست و دین تو چیست و صدق خود تابع کیستی
و صدق ایشان یعنی محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم چه اعتقاد داری میگوید که مبدون خداست و دین
من اسلام است و پیغمبر من محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم ایشان کتاب حق تعالی را با ما رسانیده اند
حقیقت ایشان نمایند و با ایشان گردیدم و متابعت ایشان کردم پس او را گاه میسازند و آن محل از
احمال او بعد از ایمان که بر آن بخشیده شد و میگویند اکنون راحت خواب کن چنانکه عرصه خواب بکنی
منی هرج و مهر او را تا مد نظر کشاده میسازند و روشن میکنند و مدیحه اول از طرف ملائکه میگویند
که به بین حق تعالی بلائیکه بزرگ از سر تو رفع کرد و او را رسیده و میکنند و بعد از آن در نیمه بجانب راست
میکشایند و این کس از زندگی و خوشبوی او بهره مند و تله ذمه شود پس ازین بعد از سعه شخصیت به آید
بلطف و جمال میگوید که من قرائم که ملازم من کردی یا ظان علم که با من در دنیا نسبت داشتی
یا عمل صالح تو ام که در دنیا با من خاطر من میکردی اینست اسباب راحت تو از دنیا و فرشت من پس
پس آهسته آهسته بطریق سیر از طرف آن طرف میگردد و درین اثنا با قربان و عزیزان و دوستان
خود که از اینجا برگشته اند ملاقات می نمایند آنها بطور ضیافتها و گاه به براسی از بهرست بطرف میکنند خود
میبرند و گاه به بطریق مونس و نهیست پیش این می آیند و هر روز چسبیدگی دل با نجات و تسلی از یادگاری
این جهان افزون میشود و اهل عجات را در اینجا چهار نوع مکان میباشد یک مکان خانه که با جانشین

نعم مکان در بابا بندگان که بالیشان عقدا در جوع داشت - سوم مکانهاے سیر و تماشا مانند آب نهر
 و مساجد متبرکه که مکانهاے دیگر انجیات و برزخیت چهارم مکانهاے ملاقات دوستان و همسایگان
 مانند دلباختاها و چوپتره های و یا مکان بود و باش اودرست میشود و از دنیا می برزند این مکانها را آخر
 عمر او متبرک می سازند چون تمام شد از اینجا میزند و گمان نکنی که این مکانها همه در قبر تنگ است این قبر گ
 دروازه است بران مکانها و بعضی این مکانها در جوت آسمان و زمین است و بعضی در آسمان و هم و سوم و شهید
 را در قندیلها سے پر نور که معلق اند زیر عرش و موم در اینجا محض براسے لذت بکند و تلاوت و نماز و زیارت
 مکانات متبرکه مشغول میباشد و بزرگان قوم نسبتهای چکان که از اینجا رفته اند با هم مقرر میکنند که روز
 با هم ترویج نمایند و در اینجا از لذت با هم لذت است مگر لذت جماع و از عبادت با هم عبادت است مگر روزه
 و در اوقات متبرکه که مانند شب قدر و شب جمعه بر غزیزان خود و دنیا که با و گارسی آنها میداند گذاره میکنند
 و بر احوال اهل خود از زندگان مطلع میشوند و گاه به بدر آمدن بر آنها و گاه به بمطالع احوال ایشان در آتیا که
 اینجا منسوب اند و گاه به برسانیدن ملائکه حفظ احوال ایشان را که فرشتگان احوال و پیغامها میزنند گانرا
 بالیشان ملاقات کرده میگویند و ایشان را احساس دریافت کسیکه بر ایشان میرسد و دعا میکنند و سخن
 میگویند قائم است و آنها را همچنانکه در دنیا اموات غیب مکشوف میشود و آنچه شدنی و ناشدنی است بط
 احوال طیب و اذلال اعلی و متکفلان کارخانه نضا و قدر در یافته میشود و گاه به خود با خلاف و خواب ملاقات
 میکنند و گاه به ملک موکل بر وجه بصورت ایشان متشکل شده بر احوال نیک و بد اطلاع میدهد و اما
 کافران و منکران و منافقان و سوال تحیر میباشد و میگویند ما هیچ نمیدانیم که ایشان کیستند و دین ما
 فلان دین است و معبود ما فلان بت یا فلان روحانیت اینها را و عذاب میکشند بعض را به پوشت
 کردن هر دو جانب قبر تا استخوان اینها مثل سر مهر گردد و گاه به بسوختن بالش و گاه به بمسلط
 کردن مار و کژدم و گاه به بکوفتن بگوزنهای آهین و آتشین و آریزه بریزه گردد و باز تا برداشتن گز جمع
 گردد و همچنین با انواع عذاب تارکان نماز فرض صبح را داغ میکنند و آتش کنندگان اخبار را از زبورهای
 کشین کلمات قفا چاک میکنند و کسیکه خود را خوکشته باشد بهمان وضع که خود را کشته است در عالم نزع
 دارند و کسی که زن حلال گذاشته بر زن را غبت میکند طبق طعام کیے پاکیزه و کیے متعفن و نجس حاضر
 کرده آن ناپاک را میخورانند و کسیکه نفخه در زهره از خون خبیث انداخته در دهن او سنگ زده بر آمدن

حصول نشود از هیچ لذت روحانی و نورانی فائدہ نیابد باز سوال کردم کہ عبادت امیر فقیر و دیگر کسان
یکسان است یا بتفاوت فرمود کہ بسا تفاوت است کہ عبادت اہل فقر امیر را داد نمودن کفر و ضلالت
است و امتیصال اہل فقر و دیگر کسان را انجام شدہ کامل می بایکہ این مراتب را تلقین نماید باز سوال
کردم کہ فقر چند نوع است فرمود کہ دو قسم یک ظاہر و دوم باطن این ہر دو مقام ہم بدون توجہ مرشد
کامل منکشف و متجلی نمیشود باز سوال کردم کہ وہم چند نوع است فرمود سہ روش یک شہوت روم
طبع سیوم ششم باز سوال کردم کہ ہر سہ چگونه مرتفع میشوند یعنی ازین خلاصی چگونه میشود فرمود کہ بوقت خلوت
معتمد نہ واید شد باز سوال کردم کہ خود را دیدن چہ نظر است فرمود کہ این مقام ہم بطلب و مشاہدت
و عبادت بنیادینہ خواہد شد باز سوال کردم کہ در غالب خاکی از کدام راہ می آید و کدام راہ میرود فرمود کہ
اہمایت کہ شفا خنن این ہر دو مقام را در شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت بر جمیع انسان فرض
از اسب سیکہ این مقامات را نہ اندہ حیوان مطلق است بلکہ آرا زندہ بناید گفت گویا مرده است باز سوال
کردم کہ علم را یعنی دانستن را حد سے ہست یا نہ فرمود کہ خدا علیم است کہ می شناسد رب را با کسم
و بوب ان فی کل شئی باز سوال کردم کہ موکل عناصر کدام است فرمود کہ موکل خاک جبرئیل و موکل آب
میکائیل و موکل آتش عزرائیل و موکل ہوا اسرافیل باز سوال کردم کہ آدم را حقیقتہ جامع چگونه گفتہ اند
و چہ سبب است فرمود بلکہ تحقیق آنست کہ ثلاثہ معدنیات در شہم انسان بذات موجود است و فلکیان
باز عرض کردم کہ ہر چگونه ازین الہی با شد وہم تمامی اعضیات مرقوم بعد فرمود کہ انشا و اللہ تعالی بعرضہ
قویہ بتوزین علم آگاہ کردہ خواہم داد نفس را چہا د قسم است اول نفس ناطقہ است کہ مثال پنج است
معنی آن گویائی فصیح و لطیف و ناگون دل جمہیدہ نزو بعض علماء و جہلا خاطر پذیر دل پسند باشد
و دوم نفس نامارہ است مثال شاخ است معنی آن گویائی نے حصول کہ آرا سخن لا اباالی میگویند و علم
لطیف و ہمہ فہمے و غیرہ خیال بدست و در فارسی ہوا و ہوس میگویند سیوم نفس مطمئنہ است
معنی آن گویائی پاکست و خوبی حسن موہ فعل و غیرہ و گاہے بذا از سر و پا کسے وقت بموجب
اھرونی ح سعادہ و جل شانہ عمل میکند رکسے وقت غیر فرض و شریعت یعنی بیرون از ہر دو
انسان را بکند چہا ہم نفس لواہ معنی آن اینست کہ شب و روز ہر لحظہ وہم بموجب شریعت و طہر
و حقیقت و معرفت میکند ارد الغرض بیرون ان چہا طریقیہاے نمیکند ایضا روح را سہ قسم است

اول قل الروح من امر ربي قدم روح وجودی که در رگ رگ فرشته پیوسته میکرده و در وسیع روح
نوری است که در همه اعضا سیاهی گوناگون میکرده و در حق تعالی ایضا توجیه را چار قسم است اول به الفا
سمی است معنی آن اینست که انداختن یعنی مثال پنجره بروقتیکه خالی میشد از آب بپر کرده میدهند
الغرض هر روز به توجیه قدر سقد میدادند باشند دوم به انداختن سیمی است یعنی آن نیست که مثال
گل و گنجد است که زیر و زبر گل و بیا آن گنجد داشته دهند در چند روز خوشبو بکند و گنجد میبندد و چون
پارچه که بالاس پادیه تر باشد و نیز خوشگوار هم آن را ضرر و زحمت بر آنست و سیم به انداختن سیمی است
که در ابل چشمتان بسیار است که آنرا ابل چشمتان صحبت میگویند و معنی آن عکس است هر روز
مطلوب را مثال عکس آفتاب میداده باشند الغرض این هر سه طریقی زمانها بسیار تر جاری است
در همه طریقی چه چشمتان چه قادی چه نقشند و غیره و چهارم به انداختن سیمی است معنی آن نیست که در جنس
آمین شده یک شده باشند باطن و ظاهر هر دو الغرض به هر دو مشتمل بر این است که ظاهر هر دو باطن میکرده و به
مثال مشهور است که حمل در وصل میکرده و او را این توجیه نشانده است یعنی در بنابر این توجیه
و به هر وقتیکه بر فرار بزرگان خود و مشرق روی پشت بجانب قبله مستلوه فاتحه خوانده جانب سینه
نشسته سی و یکبار سبحان قدوس ربنا ورب الملائکة والروح بخواند و یا اسم ذات لجه خاموش بمراقبه
بنشیند هر وقتیکه رخصت شود این گفته آید که السلام علیک یا ذا الروح و دیگر یک هزار و فاتحه
خوانده بجانب سینه نشسته بمراقبه بنشیند بروقتیکه برخاسته شود السلام علیکم گفته آید و بنابر
ملاقات چه مرشد خود چه غیر چه زنده چه مرده سی و یکبار سوره انا انزلنا بر خود دم کرده تصویر بنساید
ملاقات خواهد شد ضرر و زحمت با وضو خواند بصدف دل ذکر طلبی کما ینبی بحضرت ابراهیم صلی الله علیه و سلم
و ذکر روحی بحضرت عیسیٰ بنی صلی الله علیه و سلم و ذکر سر بحضرت موسیٰ بنی صلی الله علیه و سلم و ذکر خفی و اخفی
انحضرت خاتم النبیین حضرت محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم فقط تمام شد
قوله دلائل العالم مد با اعتبار وجود علمی عالم است که بر بعضی کمال کشف میشود نه بر اعتبار وجود معنی
و لهذا در کتب تصوف واقع است که العالم قدیم فی العلم حادث فی العین و نیز اطلاق علم احوال بر سمیل
مجاز بر بعضی از مراتب خفیه که در حقیقت آن شتاب و تفصیل بعضی از اسماء و صفات الهی است جلالت
نیز واقع میشود و در قدم آن مراتب سخنی نیست و نیز دلائل العالم مد بر تقدیر حدوث نیز صادق است

زیر که مدت حیدر از ابتدای خلق عالم تا حال هم معلوم نیست اگر تعین مدت است میکند از ابتدا تا آخر
 آدم علیه السلام میکند از خلق اول عالم آری این که هیچ معلوم است که عالم حادث است خلق بعد از آن نقطه
 سوال از دینان کتب مجالس البراهین معلوم است اگر متبر باشد نویسنده شود و جوابی مختصر است
 والله اعلم بالصواب -

سوال علم دیگر عدالت که از روی توحید که در آن پر دل خان و روشن خان از جمله پسران زاهد خان
 موسی اعظمی راسن بانی السیریه حسین علیخان پسر زاهد خان مذکور در امن بطین الزوجه المنکحة قرار داده
 با ولاد پر دل خان مذکور از جمله مشرکات زاهد خان مورث اعلی مذکور چنین است میر سید بانه چو ایچون
 بموجب شرع شریف محل مسلمانان حقه الا سکن در سناج در محمول میشود لهذا ولاد پر دل خان
 روشن خان که از جمله پسران زاهد خان موسی اعظمی راسن بانی السیریه اند حصص شرعی میر سید و الله اعلم بالصواب
سوال علمای دین و مفتیان سر عتین الله این مسئله چه میفرمایند که شخصی به تقریب از تقریب است
 دوسه روز پیشتر بهمان روز مجلس فرا میر و مهربانیت مثل نوبت و قصص و سوره با طواف نقره و فرش
 ابریشمی در خانه خود جمع نموده دعوت علم دوستان خود بکمال عظمت نماید و در خانه که ام کس که مشمول
 این جلسه نشده باشند بفرستد خوردن آن طعام علم و حاضر عند الشرح اشراف جائز باشد یا ندارد همچنین
 ازین طعام شادی و بعضی اشخاص که غذا و سب می مانند در سناج با ایشان خوردن جائز است و یا نه
 کفار قسم زیرا انیکس از آن طعام و کس بسیار اخذ نمایند یا ادا کفار شده یا نه جواب اگر در اول وقت
 رفتن معلوم شد که در آنجا هیچ سب و عورات شرعی اند اجابت نکرده و اگر بعد رفتن دید و این شخص از عوام است
 است نشیند و بخورد و اگر قاضی باشد بر منع منع کند و الا صبر کند و اگر مدعو او خواص باشد و قدرت منع ندارد
 بیرون آید و نشیند اگر لیس و صاحب برودت خوران باشد لایق نیست نشستن و خوردن اگر چه عوام باشد
 و طعام که نه مردم فرستاد اگر از مال حلال باشد خوردنش جائز است همچنین حکم کفار است اگر از
 وجه حلال است سابقه اخبار شد بشرط بودن حرام مساکین و الا لا و من دعی الی الیه او طعام و نه جد و
 بغیر این اخبار فلا باس بآن بقصد و یا کل ذلک البیعه غه رحمة الله علیه اتجلیت بهذا امره فصبرت و فی الا ان اجابته
 الله عز و جل قال علیه السلام من لم یحب الله عورت فقد عصی الله قال سمع فلایترکها لما امرت برن البیعه
 من غیره و معلومه چنانکه در بیعت الله فانه حال چه زهره ناسحات و ان قدر فی اللع منهم و ان لم یقعد بعصر و نه

اذا لم يكن مقتدى به فان كان مقتدى ولم يقدر على منعهم بخير ولا ليقدر لان في ذلك شين الدين وفسخ باب المعصية على المسلمين. المحكي عن ابن حنبل رحمه الله انه قال في الكتاب كان قبل ان يسيء مقتدى ولو كان ذلك على المأذون لا يقتضي ان الله وان لم يكن مقتدى بقوله تعالى فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين وهذا كله اجد خصمه ولو لم قبل الخلل لانه لم يزمه حتى الدعوة بخلافه. فاذا جهم عليه لانه قد لزمه وطئت المسئلة على الزملاء هي كلها حرام حتى التعقب بالنصب كذا قيل ابن حنبل في انما ابتلا. المحرم يكون والله اعلم به اية فقط -

سوالی انسانرا اعتقاد نخست بعین چیز مانند بجز اسپ که عصاره سالون پیدا شود و بجهه گاو میش که درگاهیه
است و درست است یا نه جواب در حدیث شریف آمده که شوم در سه چیز است دندان و خانه و دو آب
و بعضی روایات فقط دایه آمده و در بعضی روایات خاص نام اسپ آمده و در حدیث آره نکال ما و اسپ
مکره مبد استند و نکال آنست که دست راست و پای چپ بالعکس آن که دست چپ و پای راست
بر یک رنگ باشد مخالف رنگ بدن مثلاً تمام رنگ کبک باشد این هر دو سفید و همچنین بعضی روایات
از جل بهم مکره آمده و از جل آنست که سه پاست او بر آگ بدن باشد و بک پاسه مخا نه رنگ بدن این
معایب اصل نخست در نهانامت پیشود مشهور نخست است و از تفریق در آگ که راه نخست و در حق همه مالکان است
که نام نخست و در حق بعضی میباشند و در بعضی نه تفصیل آن در روایات از اخلق به تحریر از و مکر واقع
شود با اکثر و مانا پیش آید چند و اعتبار از آن بهاستند از نه فقط

سوال سلام علیک اگر استاد و طالب بر نشست است شکر و آید این است ای سلام کند یا نه -
 جواب اینست سلام از روی حفظ مراتب است که استاد بر نشسته و شاگرد بر ایستاده و چنانچه بگوید
 و قلیل رکعتی و سوره بر بیاورد - اگر کسی که لازم است بطریق نوافل و صلوات بر نبی و در او سلام
 خود همیشه می کند - ابتدا بر سلام کند (یعنی و نشستن) چنانچه جناب میرزا آقاسی علیه السلام چنان
 در مجلس و بارگشتن می بود و زیاد راه با جماعت یا صاحب ملاقات می کرد و از ابتدا بر سلام می فرمود و فقط
 فایده - کثرت نیت و شوق و آرزوی راه آل اکبر در محبوب خود و زیارتی و موردی را مقدم شود ای معنی البتة
 ما از امتداد و فضیلت است و درم کند این کس را از محبوب نشسته و عظیم تر است که از غیر
 نرسیده و این معنی منظم و قلمی تعلیف نیست زیرا که هر چه در این است و مندرج است و کثرت محبت و نیت

مباحثد حالانکہ معتقد تفضیلش نمیکرد و اشعری شوری را در تعیین افضل قرار میدهد زیرا که تفضیل شستین بر غیر ایشان نزد او قطعی نیست مجتهد فیه است لکن اقادیل صحابه این تاویل را گنجایش نمیدهد کما لا یخفی و لهذا اکثر شاعره همین اختیار کرده اند و بجز زامانه المفضول مع وجود المفاضل و قال بعضهم بالتفضیل یعنی ان کان نصب الفضل موجب ثوران الفتنة بجزر العدول عنه الى غیره والا لا -

فی العالم المکیه تیر تا قلع عن فتاویٰ قاضی خان رحل قال مالی صدقة علی فقرا رکتہ ان فعلت کذا فمخت قصد علی فقر بلخ او بلده اخرى جاز و یخرج عن النذر اتہی این جواب در فقر است و فی غیر فقر را بالادی قیاس باید کرد
سوال الامام القزائی رحمة اللہ علیہ رسالتہ فی بیان ما یکفر به و ما لا یکفر به ذکر فیہا بعد کلام طویل اعلم ان شرح ما یکفر به و ما لا یکفر به مستدعی شرح طویل لیتقصر الی ذکر المقالات و للذہاب و ذکر شبہہ کل واحد و دلیلہ و وجہ بعدہ عن الظاہ و وجہ تاویلہ و ذلک لا یجوزہ مجلدات و کس یسع شرح ذلک اوقاتی فافتتح الآن بوضیة و قانون اما الوضیة فان کلف لسانک من اهل القبلة ما اکتک ما و اوقا کلین للہ الا اللہ محمد رسول اللہ غیرنا نصین لہا و المناقہ تجزیر ہم الکذب علیہ یبذر او بغیرہ عند فان التکفیر فی خطر و السکوت لا خطر فیہ - اما القانون فہو ان تعلم ان اصول الایمان ثلثة الایمان باللہ و بالرسول و بالیوم الآخر و ما عداء فروع فاعلم انہ لا تکفیر فی الفرع اصلا لکن فی بعضہا تخفیف کما فی الفقہیات فی بعد ما تبذلج کا خطأ المتعلق بالامامة و احوال الصحابة و اعلم ان الخطأ فی اصل الامامة و تعیینہا و شرطہا و ما یعلق بہا لا یوجب شیء منها التکفیر و لا یلیفت الی قوم یظنون امر الامامة و یجحدون الایمان بالامام مقرون بالایمان باللہ و برسولہ و لا الی خصوص ہم المکفرین اہم بحد مذہبہم فی الامامة فحل ذلک اسراف اولیس فی الواحد من القولین تکذیب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ما وجہ التکذیب وجہ التکفیر الی آخر ما قال فی کلام طویل و ہذا کلام الامام موافق لما و فی العقائد من انہ لا تکفر اہل القبلة و مخالفت لہذا فی الفتاویٰ من تکفیر من انک خلافتہ اثبتین رضی اللہ عنہما فقط

سوال دیگر محدثین بر علم فقہ عمل میکنند یا نہ بعض شخص سیکویند کہ محدثین بر علم فقہ عمل نمیکند
جواب علمای محدثین بیک مذہب از مذہب مجتہدین نبی باشند پس بعضی احوال ایشان مطابق کتب فقہ باشند و بعضی دیگر مطابق کتب دیگر فقط

سوال اگر کسی فیروز عشرہ و مشر و کس دیگر سواشی از ایشان مردمان این زمانہ را قطعی بہشتی و یا قطع موزخی اقرار و تصدیق کند حکم او عند الشرع چیست جواب کسانیکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در حق

ایشان مثل حضار جدو شہدار احد و اہل بیعتہ الرضوان و امثال ایشان کہ ہزار کس اند از صحابہ کہ بیشتر
بجنت شدہ اند اما سوا ہی ایشان را تفویض لعلم علام الغیوب باید کرد نہ با قطع جنتی باید دہست نہ دوزخی قطع
و حکم طعام الکفار من المشرکین و الملوکۃ مع الاکلۃ علی سفر تہم و فی او انہم ان کان مع ظہر منکر کا تخم
و الخنزیر و اونی الذہب و الفضة و التلطح بالنجاسات کاحشاء البقر و غیرہا و زعفرانہ الحجوس حرام و الکفالت الایہ
اللتی یاکل فیہا المسلم خالیۃ عن النجاستۃ لان ذلک مشارکۃ معہم فی شحاتہم و ان خلا عن ہذا الفحشاء فهو
مباح بشہ الطہارۃ فی التفسیر کسیر اللام الرازی قال کثیر من الفقہاء انما یحل نکاح الکتابیۃ
اللتی دانت بالتورۃ و الانجیل قبل نزول القرآن قالوا و الدلیل علیہ قولہ من تبکم فمن و ان بالکتاب
بعد نزول القرآن خرج عن حکم اہل الکتاب انتہی - یکوہ الاکل و الشرب فی او انی الشرکین قبل
الفصل لان الغالب و الظاہر من او انہم النجاستۃ و انہم یستعملون الخمر و یشربون ذلک و یاکلون و
یطعمون فی قدورہم و فی قصاعہم و او انہم فکرہ الاکل فیہا قبل الفصل اعتبا للظاہر کما کرہ التوضی بسورۃ
الدجاجة لانہا لاتوقی من النجاستۃ غالباً لان الاصل فی الاشیاء الطہارۃ و تشکیک فی النجاستۃ فلم یشبہ
النجاستۃ بالشک ہذا اذ لم یعلم بنجاستۃ الاولانی فاذا علم فانہ لا یجوز ان یشرب فیہا قبل الفصل و لو اکل و شرب
کان مشارباً فاکلاً حراماً ہذا حاصل ما ذکر فی الذخیرۃ قال العبد الصلحہ اللہ تعالی و ما یتلینا من شرہا من النخل
و اللین و یحبین و سائر المائعات من الہنود علی ہذا الاحتمال تلویث او انہم و ان نسائہم لاتوقیع عن الشرقرین
و کذا یاکلون لحم قتلوہ ذلک میقتضی المجتنب ان لم یجد ہذا منہم ان یستوفی علیہم ان یقتبوا عن السرقرین
و لمیتۃ فان شق علیہم امر ہم ان یعطوا او انہم مسلماً یفسلہا او یفسلوا یدیم بمرئی من المسلمین و الا فالاباحۃ
فتوسی و التورۃ التقوی کذا فی نصاب الاحساب فقط و ہنہا تفصیل لا بد من معرفۃ ان الاکل مع الحجوس و
مع غیر الحجوس من اہل الشرک ہل یباح اولاً حکى عن المحاکم بن عبد الرحمن الکاتب انہ کان یقول ان
انتہی بہ المسلم مرۃ او مرتین فلا بأس بہ لما روى ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یاکل فاناہ کافر
فقال اکل منک یا محمد فقال نعم فقد اکل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع الکافر مرۃ او مرتین لئلا یلف قلبہ
علی الاسلام فاما علی الدو لم فانہ مکروہ نہایا عن مخالطہم و موالاتہم و کثیر سواد ہم و روى انہ علیہ الصلوۃ
و السلام قال من ابغض ان تاكل مع غیر اہل دینک و یتذیل علی انہ لا یاکل مع غیر اہل ملئہ و قد روى
انہ اکل مع غیر اہل مینہ فلا بد من التوفیق و وجہہ ما روى اولاً بالاکل مرۃ او مرتین و یحل ہذا الحدیث

فزع فيها اتص غيبا بم فيها احد الصورة الثانية ليست من تلك الالام لانهم اذا اصابوا المال خرجوا
من الصورة الاولى اي صورة القتل فخطاوا اخذ المال بدخول في الصورة الثانية اي صورة القتل
المال الماخوذ لا يبيع نسا با فلعلم بخل تحت حكم من ينبغي اناسه من اختصاص وهذا الفرق في غاية السهولة
تأمل عيني -

سؤال: لو كذب في التكميز بائنا من ان جواب: لو انه كرمي ربحوا جميعا ليست كبيرة وبيع بائنا من ان
ماسلين: سئل ما ومانند آورون شراب وگوشت مردار و غیره ورنه بشکایان غیره و غیره
و در هر روز کار که این منتهیات نباشد مانند نوشتن بصورت عذایه و غیره و اینها نیز با
و نگهبانی پولیس و مانند آن ممنوع نیست فقط

عقلم الاميون نه محرم اما لانه تم بعض ضرر دیا فی البدن که صورته باینهاست
فی سنده والذ او فی سنة عن ام سلمة رضی الله عنها ان رسول الله
عن كل مسكر ومفتر قال الفسطاطی فی الموهب قال العلماء لانه كذا
احديث اول لعل على تحريم الخميس وغيره من اللذات في هذا
وانك لاكثر النوم متعاطيا لها او يعلل بعضهم بوجوب تجزئتها في العداة
التي لا يفتر ولا يجدر قال المودعي في نهضة المهدوب انه لم يرد
ظاهر الخمر نجس فلا يجوز شربها بعد النجاسة وانه انما
بما قول النوق انه اظهره وليست نجسة فمقطع من ان
وهو لبن الخشخاش او من فعله من خشيش كذلك السكران من
لما كان عليه رمة اتقى يروى النصير او لم يمتة فالبرج
حراما والله اعلم فقط

فیما بین حکما، لکن تو در تصحیح معنی عبارت قانون اختلاف واقع
شده و نوبت بخصوصت رسیده برائے تصحیح آن حسب حکمائے
لکن تو رجوع بجناب مولانا شاه عبدالغفر صاحب

آوردند جناب مولانا صاحب ممدوح معنی عبارت مذکور که

فرمودند مرقوم گردید عبارت کتاب قانون اینست اما البلیغ الاصفیٰ صفر قدیستعلیٰ قوم

ما وجه عند مذہب فعل فانه یخشن الامعار و یقبض المسامات وان کان لابد فبعد النفع التام اتہیٰ ما دیرنجا

بکدام معنی استعمال است موصولہ یا نافیہ یا قسمی دیگر از اقسام و مذہب فعل ترکیب اضافی است یا توصیفی

جواب از مولانا عبدالغفر رحمہ اللہ البلیغ الاصفیٰ صفر قدیستعلیٰ صحت حیات قانون حروف و ادقیل از کلمہ ما

موجود است چنانچہ مرقوم شد و ترکیب این عبارت آنست کہ با ظرفیہ است و فیہا معنی الشرط و در

عرف فضلا این ما ما دامیہ نامند و جد علی صیغۃ الجہول و ضمیر عند راجع بہ صوی، بلبلج صفر است و مذہب

مرفوع منون است علی انہ مفعول مالم یسم فاعلہ لقولہ و جد فعل علی صیغۃ الجہول خبر شرطی است

کہ در کلمہ ما مفہوم میشود معنی عبارت این شد کہ ما دامیکہ نیا تہ شود از ان بلبلج صفر جائے گزیر گزیر

کرده شود حاصل اینکه حتی المقدور استعمال بلبلج صفر نباید کرد و لانه یخشن الامعار و یقبض المسامات اتہیٰ

اطبار و دیگر نیز قبل الاسبوعین یعنی قبل از رابع عشر صاحب حمی را از استعمال بلبلجات منع کرده اند

ب عبارت شیخ کہ در سیاق این عبارت است دلیل صریح برین معنی است در بیان عدیل این شوق

میگوید ان کان لابد فبعد النفع التام حاصل این عبارت نیست کہ اگر استعمال بلبلج صفر جای گزیر

باشد نہیاد اگر ضرر باشد استعمال آن دجاسی گزیر نباشد پس استعمال آن بعد از النفع تامی باید

تا بسبب تعدیل قوام مودہ یخشن امتعار چند ان ضرر رساند و بسبب تفتح مسام کہ لازم نفع است

قبض بسیار کند و لفظ مذہب کہ در عرف فقہا و اہل کلام بطریقہ مختار در اعتقاد و عمل تنہی صیغہ یا فستہ

انہ ندارد و از ان کہ این لفظ دجاسی دیگر معنی لغوی باشد در حدیث صحیح بہیبت انظار را مذہب مودہ

[illegible]

سوال و جواب و توفیق تہذیب و ادب در ملک دکن کہ مست بطول سی یا چهل کردہ از جانب ہندوستان
مقول گردیدہ و در زمان کوہ نغرای بسیار رسیدہ است و براہ اندک این صولیکہ از پیشانیان یہ کہ
سکندر فرزند قہرمن دیار سے قائم کردہ است برای چند سبب یکے آنکہ سباع وحشت موزیہ ہمہ گیر سیر
ساوا انسان لغت است و انما صفت بہ بنده قوم آنکہ دران صولیکہ اندر جنات و در بوہا و در سادات پیشانیان
در انجا بسیار است و مبادا ان کو تہذیب و تمدن در انجا رسیدہ است از انجا کہ ان کو تہذیب و تمدن

نیست باید باشد قطع کجاست آنها باید داشت و آنچه در تفسیر بود که بعضی فرق نموده نام غیر خود را نهاده اند -
 مهربان این احتمال مجرب است بلکه شان احتیاط الهیست که در این ذکرین و ادعای این طریق حق حبسند و بستم
 در هر قطر پیدا میشوند و اهل ضلال را بجهل بر ضلالت ایشان آگاه میسازند آنرا که اگر جامعیت در این قسم
 اتفاق افتد البته مخدور خواهد بود لیکن موافق جریان عادت الهی این احتمال وقوع ندارد و در اینجا تحقیقی است
 نفیس و آن آنست که علم محیط نبوی این تفریق و تشویب را معلوم فرموده برای دفع این هفتاد و هفت
 نشان داده که هر مسلمان آن قاعده را با دینی توجیه عقلی بدون شنیدن این حدیث و این باب و آن تاهود
 آنست که در خروج دین و منشأ آن نظر نمایند هر مرتبه که در حوزة شریف رنج باشد آنرا اقرب الی حق
 دانند بلکه فرض ساختن حج خانه کعبه خطمه راز او باشد شرفا یکم از اسباب این هم هست تا مسلمانان
 در دست از طریق حق و جاده مستقیم غافل نهانند و در راه ادبیت نصیحتی بدین مژده و در همین در میان
 شریف نظر احسان باید فرمود که انجمنی کاشمیر ظاهر میشود از صاحب اعلیٰ حضرت و ذریع و ذریع با وجود
 فیما بینما مقبول اهل حرمین و مکان حجاز از دست انکار و انحراف با آن عملی جایز دارند و در اصل این ایشا را
 اخلا فی نیست که بسبب تفسیل و تفسیر رساند در تفسیر فتح العزیز این تحقیق عجیب و رخت آیت و احکام
 البیت مشابه للناس بوجهی ستونی مذکور است - قوله تعالی و از جعلنا البیت مشابه للناس و لهذا اتحدوا
 من مقام ابراهیم صلی اعلم الله تعالی بین فی بده الآیه الاسحاب العوجهه تا بر ابراهیم و اسمعیل علیهما السلام
 بنابر البیت و بی ثلثه الاول ان یکون مکان واحد مشابه لهم اسی جمعا استمرار چون الیه بعد از بسته
 و با من کمال الفایده بنوع الانسان فان ثوب الانسان مخلوق بحیث یرید علمهم و کمالا بهم بخلاط
 جنی و فرهم و ذلک تری البدرین عزاء عن اساس الکمال و ذلکما یقول لفلان سفه ان احاشی نوع الانسان
 بتوقف علی التمدن والاجتماع و الصحنه فیستند کل منهم برأیه شکیا فهم بری الاخر فیقع فی قلب موقعا بظهور
 فی اخذ و النفوس الانسانیة کما لربا المقایمة منکس فی بعضها محور البعض و الاستعدادات مختلفه متفاوتة
 فلما بدین مکان جامع تحقق غیر ذلک التماکس النفاذ فیجسد الخلق فی کل موسم و سکس مرتبه منهم الی العشر
 انوار الطهر و یسئله بعضهم من بعض علوما و اعتقادات صوابه یجبر النقص و کمال الذم و یرتوب التاکیه
 و یعلم بحال و یضیی کل واحد منهم الفایده و قومه من ابراهیم و انوارات علی کمک التماکس و احوال الفایده
 و التماکس فاما شایده مقبولا معلولا فی انما یجمع الخیر اخذه و لا ترک و ذلک امر صحیح الاعتقادات و الاعمال

ولهذا السبب بعينه شرعت الجماعة في الصلوة ليتفق اهل كل محلة محلة وشرعت الجماعة ليتفق اهل بلدة بلدة
 وشرع كج ليتفق اهل الاوقات كلهم على دين واحد وبلدة واحدة، ورسهم واحدا محمود ويزول البدعات والحدثات
 والثاني ان يكون للناس موضع امن لا يتغير فيه بانفسه ولا بغيره، وركب ان يصل غنابة الله تعالى ان
 اذ اساس رعايته في كل انا فاق ولا يحصل منه التناقض، التناهي ولكن لما فسدت الخلق ولم
 يزل في كل البلد ان كان الخيرات تجعل مساكن خاص من امن وزمان خاص فيه الامن والى هذا
 سائر بين صيد العدة، يه والى ذلك سلم في قوله الا ان، واما انكم حرام عليكم كحرمة بولكم هذا في
 شهركم هذا بلهكم هذا والثالث ان توجه الناس في انظارهم في عبارتهم انكامله عنى الصلوة واجمع والاعتكاف
 في حجة واحدة يست، احد يتفق توجههم في لباس من يسهل، واما هذه فان التضيقات انظارهم يستلزم الصلابة
 او بطن او بطن، بين الظاهر والباطن كما هو، في الجوزية، وحش قارب هذا تختص جوارحه، كاشع
 لا تسكن في الصلوة والطواف في حج وهو غنى قوله واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى فلما اقتضت هذه الاشياء
 السلامة في العناية الذاتية التي تكمل نوع الانسان لان يعين لهم موضع خاص لاجل هذه المنافع
 استعد الله ابراهيم واسمعيلا في البيت وامر به لئلا يخطوا اذا جاءهم من جانب الرسول امراس
 حكم من احكام الله سوار كان من جنس الانسان اى الوعد العام والبشارة العامة او من جنس الخلق اس
 الوعد العام والاذن العام مثل قوله طيبه سلام من لم يمسرك بلسانك فليست على ما كان من العمل وقوله من ادعى
 الى غير الله فليكن من الله والملائكة والناس اجمعين وقوله من ظلم معاديا لم يرج راحة الجنة وان
 ركبها التوجه من سيرة خمسين عاما اذا عوبه اى افشوه فيما بينهم وكانت الاشاعة والاذاعة مفسدة لهم يجب
 اختلاف آرائهم واعتقادهم فصار بعضهم مرجحة بعضهم عبودية وكذا لك بعضهم جبرية وبعضهم قدرية وبعضهم رفقية
 وبعضهم نوصب ولوروده اى ذلك الامر العام الى راي الرسول والى راي كبد الصماعة المجتهدين بينهم وهم
 اول الامر منهم لعلهم اسع يعلم تخصيص ذلك العام وتقييد ذلك المطلق الذين يستنبطونه منهم اسع يستخرجون
 ذلك منهم من رفقته من مواد الكتاب والسنة ولولا فضل الله عليكم يا رسال الله الرسول وخلق اهل الامر من
 الله وبره، بين الاختلافات درجته توفقه لذكاء وتهية الاسباب لهم لا تعتم الشيطان اسع كذا
 بعضهم وزاد الاختلافين وحكم بشي في مواضع لهم الاختلاف جبرية توجب الشك في كونه من الله الا قليلا وهم
 الذين يخرجون مواضع لهم الاختلاف الى الله ولا يخذلون بالاولم الناس وتوقعون في اعتقاد التفاضل

و همچنین هر یک را از ستارگان سیاره و کوکب دیگر را سواے این هفت سیاره که آنها را ثوابت میگویند در یک و پنجاه سال یک دور تمام میشود فقط

سوال حقیقت نلز چیست جواب حق تعالی براسے آگاه کردن بندگان غافل و براسے سبک کردن زمین از گناهان بندگان طایک را حکم میفرماید که قطعه را از زمین حرکت و بهیچ اینها بازمند در زمین داخل میکنند که سبب بقوت حرکت آن زمین در جنبش آید فقط

سوال ابرو برق چه حقیقت دارد جواب بخار یا آذر و سوز زمین و آذر و سوز دریا طرف آسمان میفرستد و تعالی فرستاده را که رعد نام دارد حکم میفرماید اینها را اول فرابهم آورد که کثیف سازد نام ایشان بعد کثافت ابر میشود و بعد از آن حکم میشود که ترکیبی از آسمان گرفته در اینها خلط نمایند تا بقوت آن اکثر بخارات آب میگرد و چون آب میشود که ابر را بنید از دافش کردن آنها از سوراخها که در ابر است می برآید و بر زمین میریزد و براسے رانند ایشان چابک باسے آتشین میسوزد نام آنها برق است و آواز یک از طرف آسمان شنیده میشود و گاهی تسبیح این فرشته میباشد و گاهی است امر و نهی براسے تا بجان خود و براسے ابر میباشد و گاهی حکم آبی بر شخص یا بر زمین میزند آزا صاعقه میگیرند فقط

سوال و دوم برزخه کجای اعلام کلمه باوصفت ایمان و عمل مفصل از چه راه آید با نظر ملحقین است با استحکام عقد جواب نزد شرعیت عز انکاح و میان مومن و کافر منوط نمیگردد و وظایر است که از ایشان در حالت لاعلمی یا از روی سهوا اکثر کلمه کثرت از حد صادر میگردد که بران متنبه نمیشود و درین صورت اگر نکاح متناهی و واقع شده مصدق نمیشود لهذا متناخرین از غمار خطاطین احتیاطا صفت ابدان مجمل و مفصل را بخصوص ناگهین میگویند و میگویند یا نند و انفسا و سبهاست و اعلام واقع شود فی الحقیقت که علمای متاخرین این احتیاط را در عقد نکاح اندر ده اند خالی از نزاکت است و ای غیبت کسانیکه از اعلام مهر و نوازند بطلان آن که میسر شد و معلوم نیست که تعلیقین اعوات و اکثر فرقه خلافتی را بهیچ سبب و سبب چه آن چه بهم رسانیده اند زیرا که کل فرد و اینها بهیچ متحقق اند بر اینکه ایمان بعد البعث درست نیست و این عبارت از انتقال روحانی است فقط

فتاویٰ اجمالا و حاجی حصول مطالب و اندفاعی بخواهد مناسب نموده می آید بهیچ خاطر از نیست که چنانچه در کمالی عالم انبیا و انجیل است احوال و تفصیل و بجز از تفصیل بلکه سکوت و کلام نیز و غیره

یکی نیست. و لکن ما قال فی النفس حاجات و فیکم فطانه و سکوتی بیان عندکم خطاب و آنچه بر قوم بود که کسیه از زبان انقیاد نفس کرد که جس هفت. و الم عوض قطع بدد حق سلق موافق شریعت عزاء محمدیه میتواند شد نفس فاعاد او ای است بر نقل مردم زمین خیر هرگاه اعتقاد نباید کرد که فقیر سخت گرفتار این بکاست مردم این شش هر دو ای این شش به سبب قات فهم و سوء حفظ و ضبط چیز با نقل میکند نزد حق این مردم نشن من مشهور مرد را که در چو غشی کسی گفته زلزال بسج خیر با یقال به و یخبط غیر البسج و کتب غیر ما یخبط و یفترایه بر آینه است یافته ام و از همین سبب ترک محبت این مردم را اگر چه با ضبط از حقوق امرض واقع است. و نه خلد و آنچه بلی محمدانی مد حق وطن خود گفته در حق وطن خود، انگار شمشیر محمدانی را بر و قدرت بار خنده و گفته شجاع البطلان و صبیانه فی القبح مثل شیوخه و شیخه فی العقل و صبیانه بهر حال به باب غیبت مفسوخ شد و از آن بجه میگردم در همان و طه افتاد و والد المستعان دعا کا فقیه معمول این مردم را که بسبب هفت جمله در حق سلق مقرر کرده اند از زبان بعضی اشخاص شنیده گفته بود که این امر موافق شریعت یعقوبیه است زیرا که مفسرین و رکعت آیه قالوا جزاءه من وجدنی رطله فوجزایه و نه لک انجری لفظ این سخن معنی نوشته اند فرق اینست که در آن شریعت تا هفت سال سارق را مروق مروق من میباشند و من نفع خدمت بود و به مروق من میباشند و این مردم بجای استرناجیر میکنند بکن کلامه استنوه بر غیر محل حمل نموده نقل کرده باشد. نعلم شد

سوال چه سند و سند علمای دین و مفتیان شرع عین اندن صورت که بعضی جزو شده. و بر باره اند. و معانی محاسن شریعت اهل اسلام است و از این جهت تا الیوم جاری است و به سبب این امر است با شریعت دار. و بر سبب عدم و در آنچه که فیما بین اعیان هر لایحه مردم است عمل می آید و در آنچه که بر شریعت معهوده می آید و به سبب آنچه که است که در این است. از نکاح لایزال بروز آخرا اینکه اگر زن بیوه را از این نکاح است و اولیاد و ارجیت شریعت محوز اینست و به سبب آنچه که است. دوم احتیاط از نظم فقهی که در این است و طایر باشد از زبان رجال مدرسان و استاده احوال اگر بالفرض و التقدیر کسیه از جهالت و سبب غیرتی منکر این کلام شود و نزد هر کس مذموم و طرد بلکه از مناسبت و قراست فیما بین مشرک و مجوز و عوام و عوام است و مردم ترک طلب حصه خود از جانب اخوات از برادران و بعضی و علاتی خویشین و ترک دعوی خود نمود

طرف عصبانیت اخوات اعمای در صورت نبودن این العلم در آنکه صورت از ضیاع و عقار مملو که الرقبة
 که استقله در آنست که ارضی ساحتیه که تقسیم ان مفوض بدعا سے حکام والی ملک است چنانچه
 مردم جریان حجت و جریان در حق اولاد پسر سے کہ روی سے بد خود فوت نموده باشند پس جمیع امور
 در میان شرفا کے اکثر سے از بلاد و ہندوستان کہ در ایشان علماء دین دار بودہ اند عرف متعارف است
 و در کتب فقہ مطبوعہ است العرف غیر معتبر فی المنصوص علیہ قال فی الطہرۃ و کان محمد بن یوسف علیہ السلام
 الی موضع نبات اشعر من العانة لیست بجوزة لتعامل العمال فی الایثار عن ذلک الموضع عند الاثرار و نے
 المشرع عند العادة الظاهرة فخرج و هذا ضعیف و لیه فان التعامل بخلاف النص لا یعتبر نتیجہ -
 پس اجرائی امور مذکورہ در میان شرفاء و علماء این بلاد نا کہ صحیح شرعی نہ داشته باشد نہایت موجب
 نبات و شاعت بر علماء این دیار است کہ در خانه ایشان این عرف جاریست اجیبوا رحمکم اللہ فقط -
 جواب قال فی الاستشہاء و النظائر القاعدة السادسة العادة محکمة و اصلها قوله علیہ السلام ما رآه المسلمون
 صنفه عند الحدیث ثم قال اعلم ان استنباط العادة و العرف یرجع الیہ فی الفقہ سائل کثیرة حتی جملة ذلک
 اصلا فقالوا فی الاصل فی باب یتکب بہ ائمة بدلالة الاستعمال و العادة فاختلف فی عطف العادة علی
 الاستعمال فتقبل جمہارہ فان ذکر العبد فی شرح الغنی و در عبارتہ بعد استقر فی النفس من الامور المتکبرہ
 عند الطبع السلبیہ ثم قال مما فرغ علی ہذا عند حد ہی الراسخ انہ ما یعید الناس جاریہ منہا و قبح التعلیل
 اکثر فی سیر الاصح ان اکثر ما استعمل فی خلاف منہا حدیث اکثر من ما یستعمل فی سیر الاصح و قد یقینہ الی ہادی
 المتبلی بہ لا التقدر فی سنن العشرین و فی سنن ابی داود و سنن ابی یوسف و سنن ابی حنبلہ و سنن ابی شیبہ و سنن ابی
 و النفاس ترد الی ہذا و ذلک علی ما سئلہ عنہ و فی سنن ابی یوسف و سنن ابی حنبلہ و سنن ابی شیبہ و سنن ابی داود و سنن ابی
 المصلو و منہ تناول فی شہادۃ ما بالنفس نیہ من الامور و فی سنن ابی یوسف و فی سنن ابی حنبلہ و فی سنن ابی شیبہ و فی سنن ابی داود و فی سنن ابی
 المنصوص علی کلیلہ و در نہ فلا شہادۃ فی العرف عند الی حیثیۃ و فی سنن ابی یوسف و فی سنن ابی حنبلہ و فی سنن ابی شیبہ و فی سنن ابی داود و فی سنن ابی
 انما یعبر العادة او فی سنن ابی یوسف و فی سنن ابی حنبلہ و فی سنن ابی شیبہ و فی سنن ابی داود و فی سنن ابی
 الاختلاف فی الرابۃ و الراجح فی العرف الیسم الی الاغلب قال فی الایثار و انہ لایستعمل فی العرف فی حدیث المطلق
 الیہم قال فی ہذا و فی سنن ابی یوسف و فی سنن ابی حنبلہ و فی سنن ابی شیبہ و فی سنن ابی داود و فی سنن ابی
 حلفہ و یحلف علی ما یستعمل فی العرف و فی سنن ابی یوسف و فی سنن ابی حنبلہ و فی سنن ابی شیبہ و فی سنن ابی داود و فی سنن ابی

با شمس این سیمای الهی فی القرآن فرشاد بساطا و سیمی شمس سر اجاد و لطف و لایا کل محال بحث با کل محم
 السمک دان سیمی الد تعالی بحانی القرآن و لطف لایا کرکاتیک و یک مرکب کافر لم بحث دان سیمی الد تعالی و ابیه
 و لطف لایا جلس تحت اسقف فجلس تحت السمار لم بحث دان سیمی الد تعالی سقفا تم قال العادة المستمرة
 بل تنزل منزلة الشمر ط قال فی الظهیریه و المعروف عرفا کالمشروط شرط انتهی قالوا فی الاجازات لودفع
 ثوبا لی خیاط یطیله اذ لی صباغ یصبغه لود تمین له اجازتم اختلاف فی الاجر و عدمه و قد جرت عادته بالعلی بالاجاز
 قبل تنزل منزلة شرط الاجرة فیه اختلاف قال الامام الاعظم لاجر له و قال ابو یوسف ان کان الصانع حریفا
 او معاملة له لاجر و الا لا قال حمدان کان الصانع معروفا بهذا الصبغة بالاجر و قیام حاله لبا کان القریل قوله
 و الا فلا اعتبار للظاهر المعنا و قال ابو یحیی الفقیه علی قول محمد و لا خصوصیه للصانع بل کل صانع یصبغه
 للعلی باجر فان السکوت کالاشترط پس سیکویم بحکم المد و توفیقہ چون این مقدمه تهید یافت و معنی عرف
 و عادات ظاهریه و حقیقت تفریع مسائل کثیره و کیفیت تقدیم بحث بر شرع معلوم شد پس معلوم باید بود که
 جواب از صورت اول این است که نساء ارازل که بقوت ایمان انقدر صابر و جابر بر نفوس خود باشند که تقبضا
 عزت از استمتاع طعن زبلیان کفار این دیار که تفرج بزنج و دیگر را از انحصار نفس از قوم ارازل و خائس ندارند
 و منافی منزله شرافت نشانه اجتناب کنند و نکاح دوم را بر خود روانه دارند از برای ایشان نزد خدا تعالی
 درجه عالی و منزله رفیع خواهد بود و فی الجمله تشبیه و اقتضا بحال ازواج مطهرات حضرت سرور کائنات بابشانیان
 حاصل تواند بود که علت امتناع مختلف است و بالفرض در صورت رضامندی این اهل اطراف احدی
 از ایشان اگر جماعتی انجناب اولیای ایشان بظهور یونند و مخالفتی با شرع ندارد و زیر که در بعضی مقام
 در بعضی امور و مقتضای فرط غیرت و شرافت و استکراه از نسبت اتصاف بدنام عرفیه تجاوز از حد شرعی
 نمودن تخمین دانسته اند چنانکه از مضنون صدق شیخون این حدیث صحیح که در سلم است مستنبط و مستفاد و دیگر
 و عن ابی بکره قال سعد بن حبابه و لوجبت مع ابی جلاله مسه حتی انی باریته شهید قال رسول الله
 صلعم نعم قال کلا و الذی یلثمک بالحق ان کنتم اعاجل بالسیف تسل ذلک قال رسول الله صلعم سمع الی
 یاقول سیکم انه لیسیر و انا انیسر منه و الله انیسر منی و در صحیح بخاری نیز این حدیث بتفاوت بسیار است
 پس اخذ باقیل درین مقام اجمعت فرط غیرت که متجاوز از حد شرعی است حضرت سعد رضی الله عنه بزبان
 آورده و جناب رسالت مآب صلی الله علیه و آله و سلم آن را مدح فرمود و گفت که سعد مردی عبود است

نموده است برادران با او مصالح نموده او را رضی نموده اند و این معنی بسیار کتر زنا درست است و بنا بر حکم
 نمی توان کرد و انما لغير العادة اذا غلبت وطردت کما مر فتدکر در کتاب سمرقند در سوابب الرحمن مفسر است
 که در جواب قول امام یوسف در اجراءے حد بر شخصے که با سلحه براسے قطع طریق در مصر یا در قریه یا در میان
 دو قریه سیر و ن آید قال بعض المتأخرین ان ابا حنیفه اجاب بذلک بناء علی عادة اهل زمانه فان الناس فی
 المصر فیما بین القری کأنوا یحلبون السلاح مع أنفسهم فلیتحقق بذلک دفع قاصد الطريق ولو تحقق کان ثامرا
 فلا یجوز الحکم علیه بجهنم حصبات هم که اکثر برادران اعمالی بستند از اخوات اعمالی خوشنیت و در صورت مذکور
 ابن العم حصه خود را از اخوات اعمالی نگرفته اند و اسقاط حق خود نموده اند بلکه این را قبیح پنداشته اند که با
 حصه پدر خود اگر نشد از حصه عم خود هم از بنات عم خویش نگیریم در این تغافل هم رسم درواج این دیار گرد با
 همین در هر بلده استعمل دارد و ظاهر است که این معنی مخالفتی با شریعت ندارد و الا اگر دعوی نمایند مخالفت
 نمیکند بلکه نمی نمایند فافهم باقی ماند صورت مسئله دیگر دآن این است که اگر خواهر موافق مستأد سکونت
 ضمیمه و کلمات دعوی و اسقاط و آنچه کس از زبان او شنیده و ترک کرده خود را در قبض و تصرف پسر نامیده و
 و برادر هر دو فوت نموده و اولاد و خواهر علانی از اولاد برادر دعوی حصه مادر خود با جده خود نمایند و اولاد پسر حرام
 می دهند که اخوات بموجب رسم و درواج و عرف متعارف این بلاد حصه را نگرفته اند و ترک حق نموده و همین سبب
 دادن حصه با اولاد خواهر قبول نمی نمایند پس اجراءے عرف متعارف مذکور مدین صورت اعتبار دارد و بر
 می گویم که جواب صورت مسئله مذکور در ذیل جواب صورت چهارم بنماید و معلوم گردد و منتظر باید بود و قابل
 باید نمود جواب از صفت چهارم این است که رسم و درواج در میان شرفاء این دیار این است که اولاد محرم
 الیراث را مورث محرم نمی نمایند مثلا شخصی دو پسر دارد یک پسر فوج و اولاد و اگر داشته و بر سرے پدر
 فوت کرد رسم و درواج این است که در حین حیات خود اموال و املاک خود را تقسیم میکنند و بمقتضا غیره
 و شرافت زوج و اولاد پسر متوفی را محرم و محجوب نمی نمایند و چون پدر مالک املاک خود است مملوک خود
 بتجویز خود تقسیم می کند و ظاهر است که این رسم و درواج خلاف شریعت نیست چگونگی این رسم در میان
 شرفاء این دیار جاری نباشد زیرا که نساء اهل ان غیرت شرافت از نکاح و بکر اجتناب دارند و صبیغ
 درین باب از لوازم شرافت شمایند اگر مورث آنها و اولاد آنها را محرم گرداند و کفیل ایشان که کم کس کند و غرض
 و عصمت ایشان چگونه بر جاست ماند و کفیل و غمخواری لامل و ایتمام از خصال جلیله اهل اسلام است

الساعی علی الارملة و المسکین کالجای فی سبیل الصدقہ بکلیه این رسم را شرفائی این دیار رواج داد
 اند جلالت خصال نبی نوع انسان است شعر قصیده ابی طالب عم رسول الله صلعم قبل از بخت آنجناب
 که مدح آنجناب نشانموه و صحیح بخاری مذکور است باین صفت توصیف فرموده گفت

و ابیض لیستقی الغمام بوجهه سال الیتامی عصمة الارامل

و اگر هیما کسی از مورثان در بروس خود تقسیم ملوکات خود نکند و زوجه و اولاد پسر متوفی بحکایت
 و کتابت محروم هم ننمود و بین صورت هم بعد از فوت پدر اولاد پسر محجوب حصه خود را میگیرند اگر پسر دوم
 یا اولاد پسر دوم انکار نمایند و بنزاع پیش آیند اعیان آن بلده اتفاق نموده موافق همان عرف
 متعارف که مورثان ابروس جاری داشته اند اولاد و پسر متوفی را حصه میدهند و در تمام شرفاء این
 دیار که اکثری انباشان علمای دین دار گزین شده اند خانه بخانه همین تعامل و تعارف مرسوم است
 و سکوت مورث را موافق مقدار بمنزله تقسیم و اعطای مورث میدهند چرا که در بعضی مقام بعضی از
 مورثان که در بروس خود تقسیم نکرده فوت نموده است خود بر حصه مورث محجوب المیراث خود موافق
 رسم و رواج آن بلده متصرف بوده است پس سکوت بمنزله اشتراط اعطای تقسیم است قال فی
 الاستباده و النظائر و ما یعرف علی ان اللعود کالمشروط و الجهر الاب بنه جهاز و دونه الیه باثم ادعی ان عداوته
 و لا ینفعها اختلاف و القوی ان ان کان العرف مستطیع الاب یدفع ذلک الجهاز ملکاً لا عاریتاً لم یقبل قوله
 فان کان العرف مشترکاً بقول الاب کذا فی شرح منظومه ابن دیمان و قال قاضی خان دعنا این
 الاب ان کان من کرام الناس و شرفهم لم یقبل قوله و ان کان من اوساط الناس کان القول قوله
 و انهی و الکبری للقاضی ان القول للزوج بعد موتها و علی الاب البینه لان الظاهر شاهد للزوج کمن دفع ثوبا
 الی قصاصه ليقصره ولم ینکر الاجرة فانه یحیل علی الاجابة بشهادة الظاهر پس بدینجا مفهوم میشود که سکوت
 بشهادت تعامل فیما بین اعیان آن بلده قائم مقام تقسیم و اعطای خود ابرود و مقدار علم بالصدوب اگر کسی گوید
 که سکوت بنات را بر رضای استطاق حق بنات بموجب تعامل متعارف محمول نموده خلاف منصوص بشبانند
 بجهت دارد مگر در صورت دعوی اولاد محجوب المیراث حل این منعی مشکل است چرا که طالب ایشان اگر
 طریق وراثت است وراثت کجا است و اگر بطریق تهب است شرط هبه مفقود است پس احوال
 ین تعامل مدعی اولاد محجوب در صحت سکوت مورث توانی با مشیریت دشوار است پس جواب آن

این است تحقیق حال در اجراء این تعارف این است که اولاد و محجوب المیراث جواب میدهند که هرگاه مورث ماد تمام اعیان این بلده بموجب رسم در وراج مستقره بر حصه محجوب المیراث متصرف بوده اند پس سکوت او را بر رضا است او که حصه را گوازه مار و بروی خود از ملکیت خود برآورده فوت کرده است اگر محمول نه نمایند قطع نظر از این که موجب طعن بر مورث از خروج او از عادت مستقره فیما بین برادرسی است پس هر یک متصرف بر حصه محجوب المیراث است دست بردارند شوند و این رسم مروج را با کمال موقوف سازند و اعیان آن بلده مجوز این معنی نمیشوند و میگویند که این معنی موجب خرج کثیر و وقوع منازعت و قتال در انتظام امور که از ابتدایا الیوم فیما بین همه جاری است و مساری است میشود و متعارف است که کوش رو بروی خود خواه به تحریر در قریطاس خواه بتقریر فیما بین الناس او را میکند و همین میگویند که چنانچه این پسر من بعد من مالک متروکه من است اولاد بستمونی من هم مالک حصه خود هستند بعد من حصه خود را برابر چنانچه رسم است متصرف باشند و حجت و حجب را رو بروی خود تحریر یا بتقریر بر طرف میسازد پس سکوت یک از آنها بیاثر و نادر است معمول بر همین تعارف متعارف خواهد بود اگر کسی گوید که آنچه از ارث است و در آنند اسباب ملکیت نذر دیم است بعد از فوت مورث تحریر و تقریر مذکور در دفع حجت و ثبوت و تبیین مفید نخواهد شد - پس جواب اینست که تحریر و تقریر مورث را در تو هب او براسه اولاد مقبض داشته اند و قول فقها که اذ اهب الاب للطفل تمم بالعقد درین مقام تمام دانسته اند مخصوص در اراضی مملوکه الرقبه خراجیه که اقتباس آن در اختیار حکام است تحریر مورث در تو هب آن برای اولاد آن کافی خواهد بود و این است وجوه توافق عرف با شرح که رسم در وراج هندی وستان است -

والله اعلم بالصواب

رد جواب از مولانا شاه عبدالعزیز صاحب دهلوی - قوله قال فی الاستباه والنظار فی القاعدة السابعة العادة حکمة لی آخر ما نقل اتول بحکیم العادة والعرف امر مسلم عند الفقهاء لکن الکلام فی محل حکیمها و ظاهر ان العادة علی خلاف الشرع و کذا العرف لا حکم لها فان من یعنا و شرب الخمر لا یجوز له شرب الخمر قطعا و کذا اهل البلد اعتادوا امر ایحالف الشرع مثل ترک الصلوة و کشف العورة لا یشترکون بمجرب بل یومرون بترک تلك العادة بدلیل انکار العلماء من لدن زمن الصحابة الی زماننا هذا علی المعتادین باسئال تلك الامور فعلم ان محل حکیم العادة والعرف حیث یشبه الامر لا یسمی فی اطلاق

الالفاظ ولحق الشرع في ان المراد لها المدلولات الشرعية او العرفية العاديه كما في الايمان والابواب
والبيع اذ لم يرد نص ناطق بكل الالفاظ على المدلولات الشرعية فقط بخلاف نحو الطلاق والعتاق
والنكاح حيث بكل صريحها على تلك المدلولات قطعا حتى لو اراد بها غير ما لم يصدق ويانه ولا تنص
اذا تمهد بذلك فنقول قول صاحب الاستباه في حد الجارى الاصح انه مابعد جارى ليس من محل النزاع
كان الجارى لم يجز في الشرع فحمله على معناه العرفى امر متعين وكذا قوله ومنها وقوع التغيه الاثير في البسيه
كان لكثرة من الامور الاضافيه رب قليل يكون كثير بالنسبه الى ما هو اقل منه وبالعكس ولم يرد في
الشرع في هذا المسئله حد الكثرة فحمله على المعنى العرفى متعين بنا قوله الاصح فهو نصيه الى راسى المبتلى به
الى آخره فهو يتبادى على اعتباره العاده صريحاً فان الفوليش الى راسى المبتلى به فقط لما الى العاده وقوله لوزاد
الدم على اكثر الخيض والنفاس ترد الى عادهها ليس ايضا من محل النزاع كما ان الشرع لنفسه جعل العاده
في امثالها مناطا وكذا قوله ومن ذلك العمل للفسد المصلوه مفض الى العرف بحيث لو راها رايي نظين
انه خارج اصوله ليس محل النزاع لان العمل لكثير لم يبين الشارع حده و هو امر اضافى فوجب رده الى العرف
وفيه تامل آخر وهو ان الافساد للمصلوات ليس مفوضا الى العرف بل المفوض الى العرف ظن راسى انه
خارج اصوله وينبغي ان يأتى بظن فليتأمل وقوله منه تناول الثمار الساقطة قول هذا من باب الاذن
الاجمالى الذى هو مناط اباحه التصرف فى مال الغير وقد ورد به نص فى ثلث المدينه كما فى الصحيحين وورد
نحوه فى قوله تعالى لا جناح عليكم ان تاكلوا من بيوتكم او من بيوت اباكم الى قوله او صدقكم فكان الشارع
بنفسه جعل ترك القرض للمعتاد اذنا اجاليا وقوله مما لا نص له من اموال الربويه الى آخره صريح فى انه
حيث لم يرد النص بكونه كيدا او زنا يعبر فيه العرف ولا يعبر فيه انصوص عليه وقوله قال لمحت
الثانى الى آخره قول اعتباره العاده اذا غلبت وطردت متعين فى امثال هذه الامور من البيع
والاجارات اذ لم يرد في الشرع تعيين الدراهم والدنانير وما قوله تعارض العرف مع الشرع فاذا تعارض
قدم عرف الاستعمال اقول هذا فى الايمان والوصايا والتعليقات ونحوها لمسلم اذ لا يتبع الدين من
الالفاظ المستعمل فيها الى معانيها الشرعية بل الى معانيها العرفية وباجتماع هذه الالفاظ التى تميز
وفى حملها لافى الجلال والحرام على ان قوله لا يجلس على القرائش والمسايطر لا يستحقى بالسراج ليس مطاوعا
للعقل له فان كان فى تعارض التماس الشرعية وبلعنا فى العرفية لانا استعمال فى الشرع مجازا وبه الالفاظ

انما استعمل فی اشهر مجازا و هذه الالفاظ انما استعمل فی کلام الله تعالی مجازا او استعارة و قوله و حلف
 لایاکل بحال غیر نفسه ان خروج کلم السک من هذا الیمین لیس بنیاء علی حکیم العادة و العرف بل علی ان حقيقة
 اللحم لا یحقق فی کلم السک انما اللحم من الدم و الدم من اللحم لا یسکت فی المار فیه من باب حمل الیمین علی
 الحقيقة و لافا لاول ان ما یرى فی السک بصورة الدم لیس و ما حقيقة اذ یبویض عند الجفاف و الدم یسود
 و کذا یشرع الاصل و الدم لا یشترک الاصل و قوله و حلف لایکرب و لیس من باب تعارض الحرف و لیس من باب
 تعارض الحقيقة و المتقول الیه العرفی کما هو مصرح فی کتب النطق و قوله العادة المستمرة بل ینزل منزلة لیس شرط
 ان یقول هذا فی محل متعین فیه البذل و لا یعین صاحب العقد و ظاهر ان السکوت فی امثال ذلك ینزل
 منزلة القول المصرح و چون این مقدمه معلوم شد تحقیق تفریع مسائل کثیره و کیفیت تقدیم حرف
 بر شرع معلوم شد که چه معنی دارد و کجاست پس نظر در جواب محیب مفصلا باید نمود و شبهه نیست که
 اراذل بشر طبعکه لطفا صفا و اشته باشند و خود را براس خدمت و بیامداری آنها در نکاح جس نمایند
 مرتبه عالی و در بهشت خواهند یافت چنانچه مصدق صحیح وارد است در تعداد کسانی که انجناب همراه خود بهشت
 خواهند برد و امره اقامت من زوجهان هست نفسها علی بناتهای لیکن کلام مائل در حق آن اراذل نیست
 بلکه در حق او بیست آن اراذل است در صورتیکه آن بیو با بز نکاح راضی شوند و اولاد آنها با کراه مامت
 نمایند و این معنی صریح مخالف نص است که در حق مطلقات وارد شده

قال الله تعالی اهذ الطلقة النساء فلیغنن اهلهن فلا یفصلوهن ان یکن من ازوجهن
 اذ اترضا بینهم بالمعروف و ذلك یؤخذ به من کان یومن منکم باسء الیوم الآخر ذلک ان الذی لکم و لهن و الله
 یعلم و انتم لا تعلمون و نیز مخالف نص صریح است قال الله تعالی و انکحوا الایامی منکم و ایضا لیکن بنابر
 علی القاعدة الاصولیة ان الام بشی نبی عن ضده فالامر بالنکاح نبی عن الفصل او الخمس من الذکر
 او المنتزیه قوله فی الجملة تشبیه بحال اندام مطهرات حضرت سر و کائنات بایشان حاصل تواند شد گویم
 تشبیه را قضا و در خصایص نبی باشد و الامه را تشبیه بر حال ما فوق الاربعه را امثال و کذا بکتاب
 پیغمبر روا باشد و لیس فلیس و علی تقدیر التسلیم آن زنان اراذل که بخوشی و رضا مدی خود ترک نکاح
 بانی نمایند بجهت این تشبیه بعد و ما جاور باشند و اراذل را اراذل را نبی رسد که با کراه و جبر آنها را حمل
 بر تشبیه نمایند و کلام در حین است و معینا در ترک نکاح ثانی بافتخار این ترک اگر تشبیه بازدواج

انتخاب یعد از دجیه حاصل است اما مستلزم الحاق عار بانها فیس از وصیت حاصل نیست زیرا که کبر
 آنها مثل حضرت خدیجه کبریه و ام سلمه و ام حبیبه ازین جهت تشریح ترویج ثانی با بجا است که در اندوه
 عار بانها لایسمانتر و جان مع الرسول تامل یابید که نوبت یکجا میرسد و بنین نبات کلمات حسن و دیگر صحاح
 کرام تشریح ثانی کرده اند و الحاق عار بانها نیز نه در هیچ وجه نه در الحاق عار باین قسم بزرگواران
 گردد و الله ملخ خواهد بود چه جای استحباب و انسان توره و بالافض و وصیت و ضمانتی این امر را
 قوله مخالفی با شرح ندارد و تریح مخدوش است زیرا که نص در این در باب عید و کج بعد از نرادی و
 ساطق است قوله زیرا که در بعضی مقام در بعضی امور مقتضای بدو یا خیر و شریعت و استکراه و زینب
 انصاف بدینم غرضیه تجاوز از حد شرعی این حدیث صحیح که در صحیح است مستند و سندا میگردد و
 ابی هریره از حدین کلام بدو و خلل است اول آنکه اینجا استکراه نسبت انصاف بدینم غرضیه
 ثابت نیست بلکه استکراه نسبت انصاف بدینم غرضیه ثابت است و اما در این حدیث که قتل است واقع پس
 قیاس مع الفارق شد و دوم آنکه تجاوز از حد شرعی هم واضح نشد و چنانچه غرضیه بین خود بدینم غرضیه
 پس اختیار قتل درین مقام از جهت فوط غیرت و ما در از حد شرعی است که هم تجاوز از حد شرعی است و
 زیرا که شخصی این قسم محال را بدو تر یا خواهر یا مادر خود بلکه سینه یا مسما یا نماید و ظن غالب و ادیان شود
 که بدون قتل این شخص دفع نمیشود و اقرارش کردن درست است و نه اندک است و نیز نمیدانند و آری درست
 دعوی الرآن شاید ندارد و بعضی گفته اند که در این حدیث هم در جواب صحه نه و که یعنی اگر تو چنان
 شاید گذرانی در قصاص شسته خواهی شد پس به خط نرسد خود تا بگویند تا وقت که بماند و بگویند
 تا آنکه از قصاص مامون خواهی اند و قدر در حد حدیث من مثل این عریسه نه به شمشیر بدنام و کان
 اصول شهبیدی با به الحاق کان القاتل ما خود الله از هم لبین بهر نام من به جهت است معنی مضاف
 هم جناب سرور در حق سعد که نه بغیر یعنی از اخیرت از شسته نه از خود در قصاص پس بر و ایکست
 و این کمال غیرت است قوله نیز ظاهراست که بخیر نیست و باطل و لیا نه از اهل و اخبار کما
 یا نه منع امر مباح است بخیر از حد شرعی باور تر از افتیاد قتل و از بدو گریم این صراط قیاس
 مع الفارق شد بخیر و بدو نه از بدینجا مافت از کبریه و بدو حاکم است و از مباح بدو هم بگوید و
 بخیر از حد شرعی نبود و در اینجا تا از حد شرعی تجاوز است و خط ناموس و بدو حدیث قتل در شرع

حاجز است بلاشبکه اگر چه بنحو حصول کشته شدن خود گردد و بدلیل من قتل دون عرصه نهوشهید
و قاتل و مقتول شدن بنا بر فرض حجت و تعصب حرام بلکه کبیره است سیوم اینجا امریکه موجب غیرت
باشد متحقق بود شتر عا و هوا رنکاب الزلایا سیما من الابل و در اینجا اصلاً متحقق نیست بلکه غیرت درین
مقام مبغوض و مردود شرعی است کما در فی الحریثه ای من الغنیه یا بحر الدرای من الخیرة یا بعضها الدفانیه العتی بحیها
یا لیكون فی رقبته و الغنیه العتی بعضها الدفانیه یا لیكون فی غیر رقبته باجملة کلام درین است که این غیرت
غیرت محمود است یا مذموم ظاهر است که خیر یکله الدفانیه میباح گردد آئینده باشد و وسیله عفت و
عصمت باشد براسه او غیرت نمودن از چه باب است قوله جواب از صورت دوم هرگاه تزوج
نزوج آخر درین دیار فیما بین شش فانهایت مستکبره و بالکل انحراف اول این از قبیل بنار فاسد بر فاسد
است ثبت العرش اطلاق نفوس تزوج بنوع آخر را چراست که باید داشت تا انسداد باب طلاق لازم
آید پس این تقریر مانند آن تقریر است که گویند که درین دیار بدون قبول بره اکسے قرض نمیدهد پس منع از
گرفتن سود یا دادن آن گویا اطلاق اموال یا اطلاق نفوس است پس رواج آن باشد قوله انفس البهائم
است پس احتیاط از طلاق انجمله حسن اخلاق است اول این بهم مسلم است لیکن استغفار در آن است
اگر کسی مصداق این تکلم شود او را چرا از مناسبت و قرابت نیما بین متر وک و بهر که باید نمود زیرا که هرچنان
مسلم و مطیع رحم باده چیست بی لازم می آید و از ارتکاب انفس البهائم مستحق انبساط است چرا باید
کرد و حدیث صحیح وارد است که احب البلاد الی الله مساجدنا و انفض البلاد الی الله اسواقها
حالانکه در فتن بسوق و کث در انجا براسه تجارت و دیگر امور اصلاً مستحق امانت نیست قوله
جواب نه بریت سوم انست اقوال درین جواب آنچه نوشته اند درست و صحیح است زیرا که ذکر نفوس
انفس البهائم یا انفس البهائم که ان مصبات از اخوات اعمای تبصر و احسان است از طرف آنها و دادن
اخوان اخوات را در سو نبصر از طرف آنها و مکافات در تبرعات محمود است لیکن اگر کسی از آنها
عمومی حد خود نماید او را میسرده بگیرد و او را مطعون کردن و طامساختن غیر جائز اندا خیر فی التبوعات
آنچه درین جواب مرقوم شده که چون اخوات اهل اسلام رسم و رواج بهندوان و دیندوش نشینند
عالی از قباحت نیست زیرا که ازین تعلیل معلوم میشود که مانع از گرفتن حصه و اخوات را از ان
هندو است این حرف را موقوف باید نمود - فقط -

رسالة مولوي عبد الرحمن صاكنه بنوي مع رد ان انجانب لانا شاه عبد الغزي و ملوي رح

بسم الله الرحمن الرحيم - بسم الله نحمده و نصلّي على اكلابر العلماء قد غلطوا في لاله الا انه غلطنا فاحسان
 و جهنم - الاول عليهم الله المذكور على الاشتراك المعنوي و ارادتهم من المذكور المستحق او المعبود و بحق او الواجب
 وليس الامر كذلك بل المذكور مشترك لفظي لطلب مرة على الله سبحانه بقرينة و اخرى على العبود الممكن بقرينة
 ولا يستعمل في كل معنييه اصلا بلا قرينة و لمن يدعي فحيلة الديان و الاستعمال بقرينة في كل دليل الاشتراك
 اللفظي فاطلاق المذكور على الله سبحانه كما في قوله تعالى شانه نعبدا لك يا اياك ابراهيم و اسمعيل و بحق
 الهما و احد القرينة اضافته - الى المخاطب النبي و لوصفه بالوحدة كذا في قوله سبحانه و هو الذي في السماء الله
 و في الارض الله و كذا في قوله قل اعوذ برب الناس ملك الناس الله الناس و قدس و اطلاق المذكور على المعبود
 الممكن كما في قوله سبحانه يا موسى اجعل لنا الها كما لهم الهة و كذا في قوله لا تدركون البهائم و لا تقدرون و ادوا لعلوا
 و لا يغنون و يوفون فسر فالمراد من المذكور مفردا و معصاها بالصنم و الاصنام و القرينة عليه في اول حجة التشبيه و بحقيقة
 اذا كثرة الوجود الا في المعبود الممكن كما يدل عليه انه سبحانه قالوا على قوم يعكفون على اصنامهم فقالوا يا موسى
 انهم و في الثاني اضافته اجمع يدل على الكثرة و العموم و العموم لا يوجد الا في الممكن المعبود و كذا في قوله سبحانه اجعل
 الالهة الهبا و احدا فاما المذكور اجمع هم الاصنام و القرينة عليه هي الحقيقة و المذكور الواحد هو الله سبحانه بقرينة توصيفه بالوحدانية
 كما في قول نبي يعقوب عليه السلام نعبدا لك يا اياك الهما و احدا الوجه الثاني تقديرهم موجود او ممكن
 في خبر لا اله الا الله موجود و ممكن الا الله و وجه الغلط ان تقدير الالفعال للعامة من الوجود و الامكان في النبوت
 و الكون كتحصيل بالظرف و تشبيهه وجه تخصيص ان الظرف لو سعة يستحسن له و سعة ما يتعلق به و لا وسعة الا في الالفعال
 العامة و ما يتوهم من تقدير موجود في قول لولا على لهلك عمر فمذروع باننا نفهم ان تقديره لولا على موجود و لهلك
 عمر بل لولا على حاضر الوقت لهلك عمر في زعم القائل او لولا على موجود عندي او عند عمر لهلك عمر في زعمه اذ
 لو كان على موجود في بنية ادنى مكان آخر و لا يكون موجودا عند عمر لهلك عمر في زعمه كما هو الظاهر فمن قدر
 موجودا و ممكنا في غير الظرف و تشبيهه بخلافه الاخر كدلاطير الاطيرك و لانفتي الاعلى و لا سيف الا ذوالفقار
 و لا الله الا الله و لا اله الا هو و لا اله الا انت و لا اله الا انا فهو بليد حمير ليس يبلغ خبره في البلغ ان يخبره في الحديث
 الى القرينة و صحته المعنى في الواقع و لا قرينة على موجود او ممكن في جميع الاسئلة المذكورة و ما قال الجامي

الی آخره والقول المعروف لا یفتی الا علی من ینصر الاذواء الخاطب یزعم الشکرة وقوله سبحانه لا اله الا الله دانی معناه من فصل فی قلبه یزعم
 الخاطب فی ان الالهة المکننة المعبودة غیر الله اما قولنا لا حول ولا قوة الا بالله فالمقدیر فیه امر ان الاول کان من جهة تعلق شبهة الظرف
 وستهیجانه والثانی من جهة المقدور والظنی من بامد ونفیة لقیام القرینة علیه به الزعم من جهة التفریع لکافی سائر المقرفات
 واما ذکر خیر لابدون المفرغ وبالنظر وشبهه تقلیل نحو قوله علیه السلام لا اله غیرک وقوله سبحانه فی الدعاء بالسر
 لا شیء مثلی ونحو قول المادح فی الفصبة لا طیب یعمل تر باصم عظمه فلا یجوز تقدیر موجود واما ما شکی کلام سوی
 الظرف وشبهه من یدعی الجواز فلیعلم ان ینخرج مادة من کلام الفصحما وقد قدیر فیه موجود او ممکن فی غیر الظرف
 وشبهه فتقوله لا اله الا الله المراد من المنکور المذكور فیه جمیع الالهة المکننة المعبودة من الاصنام و غیرهم بقرینة
 وقوع المنکور فی سیاق النفی الذی فیه العموم والکثرة ولا عموم الا فی المکنات المعبودات ولوا یدل المنکور المستحق
 او الموثر او المعبود باحتی واما یأمله بطریق عموم الجواز کما توهم الاکابر فهو محاذ للبله من القرینة علیه ايضا ارادة
 المستحق واما یأمله من المنکور یکذب صراحة لا اله غیرک وایضا لو اراد الله سبحانه من المنکور المستحق دما فی معناه
 لورد بدل لا اله الا الله لا یمیز ما له مستحق واما یأمله دور واکلم من غیره الیه بل ما کلم من الله غیره کما ورد فی
 مواضع عديدة فی الکتاب الحمید وقد ورد فی الحدیث لا اله غیرک و فیه نفی الغیریة عن الالهة الکثيرة لوقوع
 المنکور فی سیاق النفی ودل نفی الالهة عن الغیر کما توهم منه الاکابر وایضا یمکن ارادة المستحق واما یأمله
 من المنکور فی لا اله الا الله لو کان فیهما الهة الله لفسدنا وجه التکذیب ان الآیة المذكورة دلیل لا اله الا الله
 والمقصود منه نفی مفارقة الالهة المکننة الموجودة ولزم الفساد علی تقدیر وجود ما فیجب ان یراد من الجمع
 المنکور الغیر المحصور المذكور فیهما الاصنام المکننة المعبودة کما ارید فی المدلول لقرینة الکثرة لینطبق الدلیل
 علی المدلول اذ لو ارید فی المدلول المستحق او المعبود یحتی من المنکور فی المدلول والدلیل کلها یمیز دخول
 المستثنی فی المستثنی منه فیصح الاستثناء فی الدلیل ایضا وهو خلاف مذهب الاکابر کلهم جمیع اذ
 الا عند فی الدلیل بمعنی غیر الله عندهم اتفاقا ولو کان المستحق مراد فی الدلیل ولم یرد فی المدلول او بالعکس
 لا یصح التقریب بعدم تطابق الدلیل علی المدلول ولولم یرد المستحق فی المدلول فقط فلیزم مکذب لا اله الا الله
 علی تقدیر الوجود کما لا یخفی وخلاصة کلامنا ان تقدیر وجود فی لا اله الا الله امی لا اله موجود ان الالهة یمیز من غیر
 اما الکذب فی کلام الله سبحانه اولیة والعبادة بالله اذ لو لا ما دلیل المنکور المستحق او المعبود باحتی اما لو یمیز
 فی المطلوب وهو لا اله الا الله ولیدل هو لو کان فیهما الهة الله لفسدنا یمیز ما یلزم الکذب فی المطلوب ودلیلها

لوجود الالهة الممكنة المعبودة من اللات والسنات والعزى وغيرهم وايضا يلزم بطلان عليته الفساو لعدم التماثل بين الممكن والواجب تعالى وعلى التماثل يلزم لقوته الى القيود في لو كان فيها الهة لنفس تامين فيهما هو الجمع المذكور الغير المحصور والالهة اذ يكفي على التماثل المذكور لو كان معه الهة فسادا فاعلم والنصف والاصب ولا تعسف ومن شاء الاطلاع على التفصيل ما جعل وتوضيح ما دوى وما تحقيق ما تحقق في الالهة الالهة وادلتها فاجتبه الى رسالتنا كونه الحق - نقطه

رسالة في رد هذه الرسالة من مولانا سله الغزير

بسم الله الرحمن الرحيم

تقول بل المذكور مشترك لفظي آه الاحتمالات ههنا ثلاثة الاول الاشتراك المعنوي بان يكون موضوعا لكل معبود سواء كان واجبا او ممكنا حقا او باطلا وهو المختار عند اكل بر العلماء والثاني ان يكون موضوعا بازا وادب الواجب تعالى شانه ويكون علما شخصيا ثم نقل بالتعميم الى كل معبود كما تم واستتم والثالث ان يكون موضوعا لكل معبود ثم نقل بالتخصيص الى المعبود الحق جل شانه كالدات لذوات القوائم الاربع وعلى هذين الاحتمالين ايضا هو مشترك معنوي في مدلوله فان اعتبر النقل وضع فليس بوضع ابتداء بل ثانيا ولهذه اوقع في كتب المنطق قيد الابتداء في الاشتراك اللفظي قال صاحب التهذيب بان وضع لكل ابتداء مشترك فمن ادعى الاشتراك اللفظي فعليه ان يثبت ان هذا اللفظ موضوع في كل ابتداء بالنقل عن الالهة اللغة وقد قالوا الاشتراك اللفظي خلاف الاسل وهذا لفظ الالهة مذكور اكون حينئذ علما شخصيا والاعلام لا يذله اللات واللام الا وضع معها كاحسن والعباس وبالحكمة من ادعى الاشتراك اللفظي فعليه ان يثبت من ارباب اللغة انصا صريحا على ذلك قوله يطلق مرة على العدم سمانه بقريته لا يدل على الاشتراك اللفظي بل المنقولات العرفية كذلك قوله لا يستعمل في كل معنوية اصلا بلا قريته لثان اراد به عموم المشترك بكل معنوية فهو ما اختلف فيه علماء الاصول والشافعية وغيرهم يجوزون ذلك ويقولون لعموم المشترك وان اراد به انه لا يستعمل في كل معنوية بلا قريته فمع انه خلاف عبارة لا يدل على الاشتراك اللفظي لانه جائز في المنقولات العرفية العامة قوله فمن يدعى فعليه البيان ان اراد بالادعاء ادعاء اشتراك المعنوي فكتب للغة كلها شاهدة عليه فليطالعها العيان لا يحتاج الى البيان وايضا البيان انما يجب على من يدعى خلاف الاصل

فدعى الاشتراك اللفظي الذي هو خلاف الاصل هو المطلوب بالبيان لاسيما يدعى الاشتراك المعنوي الذي هو الاصل قوله والاستعمال بالقرينة في كل دليل الاشتراك اللفظي قد تقدم ان اللغة لات العرفية العامة لذلك بل الاصطلاحيات ايضا قوله فاطلاق التشكك على السجانه انهم اعلم ان اضافته اسم الجنس الى شئ يدل على تخصيصه فاختص يستفاد من الاضافة مع بقاها للمضاف على معناه الاصل كما في غلام زيد فلما ايدى الاله ههنا الى المخاطب دل على تخصيصه بذات السجانه وتعالى لانه موضوع بازاره سجانه ابتداء والكان الرب والخالق والمعبود وانما دل ذلك مما يضاف الى ضمير التكلم او المخاطب او غير ذلك مشركات لفظية في نحو قوله ربى وربك السجانه خالق كل شئ وغير ذلك ولما قوله الهاء واحد هو بان على كثرته وقع حال من قوله الهالك واله الهالك وانما وصفه واحد السكياتهم من تعدد المضاف اليه تعدد المضاف فكيف يدل على انه مستعمل في ذات الحق تعالى مثله بطريق الاشتراك اللفظي قوله وكذا في قوله سبحانه الذي في السماوات في الارض والخالق ان لفظ الاله ههنا مستعمل في المعنى العلم اس للعبود وانما حل على المعرفة المتوصل في قوله هو الذي في السماوات اى هو الذي في السماوات معبود وفي الارض معبود لان غيره ان عبد في الارض دون السماوات فاختص انما يستفاد ههنا من الضمير الرجوع الى الحق سبحانه اى وهو من الموصول مع اصله اما من لفظ الاله والكان كحل لغوا وصاد الكلام وفي السماوات في الارض هو قوله وكذا في قل اعوذ برب القبلة تلك الناس الذين قد عرفت ان التخصيص في امثال هذه الاطلاقات انما يستفاد بالاضافة او غيره من مبادئ قول الاله الناس على انه موضوع لذات الحق سبحانه فاختص لعل على ان الرب ايضا كذلك وانما ايضا كذلك فليعلم ان يقول بالاشتراك اللفظي لهذه الاسماء كلها قوله واطلاق التشكك على العبود يمكن خلفه بالمكن في مفهوم الاله المنكور غير مسلم وان كان مكن في الواقع اذ ربما يكون اشي موضوعا بصنعة في الواقع بالمكن عليه لفظ وان دل عليه المقام والدليل كما في جابر في رجل فانه لمؤنة المقام يكون مفهوما بالاندى يصح منه حتى لا يكون كالحال صديقا صغيرا ولا اشل غير متحرك فكذا التشكك لهذه الكلام اذ كان في الهند مثلا فغيره بقرينة المقام ان الجاني ليس برسمى ولا نرجي فهذا القائل اشبه عليه وجوده في الواقع فنظر الى الدليل المقام لوجوده القيد في مفهوم اللفظ وعندنا يسقط استشهاده بما ذكر من الاشكالية قوله فالمراد من المنكور اذ به اسم لكن الكلام في بدول لفظ الاله المنكور اصغرا اجمعها لاني المراد بقرينة المقام او الدليل ههنا ما ذكر في قوله ولا تدرن الهتمكم في امثلة المنكور غلط فاش لان الهتمكم مضاف الى ضمير المخاطب والله اعلم بالصواب

من اقوی اسباب التعریف فکیف یکون لفظ الالہیۃ فی الہیت منکورا قولہ فالمنکور الجمع ہوالاصنام
فیہ غلط ظاہر لان لفظ الالہیۃ فی قولہ جعل الالہیۃ معرفا بلام العہد اخارجی فکیف یکون منکورا قولہ تخلص
بناظرت ومنسبہ ہذا فی خبر لا الہی الا فی جنس فیمسک بل حدیث الخبر فیہا کثیر مطرد سوا مکان ظرفا و شہد
اولا وقد ورد فی حدیث اصحیح اللہم لا شہد الاخیر الاخرۃ و فی بعض الروایات لا عیش الا عیش الاخرۃ
قال الحاکمی قدس سرہ فی شرح الکافیۃ و یحدث خبر لاندہ خذ فاکثیر اذا کان الخبر عما ہ لوجودہ والحاصل للآلہ
النفی علیہ نحو لا الہ الا اللہ اسمی لا الہ موجود الا اللہ انتہی وجہ الاطرافی خبر لاندہ اذا کان عاما اشار الیہ الحاکمی
بقولہ لا الہ علیہ یعنی لما کان مدلول نہیہ نفی الجنس والنہی لا یتعلق بالماہیۃ من حیث ہی لاسما عند
الافعالین بل یحمل الموصوف کما ہونہ سبب الجمع بل انما یتعلق بالوجود او بالخیار من الوجود کما کون و یحمل
قولہ ما یتوہم لا یعنی ان الفعل العام لا ینزع بسبب التخصیص بطرف زمانی او مکانی او غیرہ عن کونہ فعلا
عاما غایتہ انہ لیس مطلق بل مقید بالفعل الخاص ما یکون مدلولہ نوعا خاصا من انواع الفعل کالقیام
والقعود والاکل والشرب والنوم والصلوۃ والصوم سوا مکان مطلقا از مقید الزمان او مکان و ہذا القائل
لم یفرق بین العام والمطلق و بین الخاص والمقید بقولہ بل لولا علی حاضر الوقت دلیل قرار فیما فرغہ فان
المقصود ایضا فعل عام کما یحصل واللون والکمان مقید فی الوقت المعہود او فی المكان المعہود او عندی
او عند عمرہ قولہ اذ لو کان علی موجود فی بدیۃ تہ النما ففیہ تہبیر بخصوۃ المقید بالزمان والمکان ولا فیہ
کون الفعل خاصا و بالجملة النفس العام کالوجود والمقصود کہ یحمل والکون والوقوع و یتحقق لا یکون
سبب التخصیص فعلا خاصا بل الفعل الخاص مادل علی انہ من الفعل کما اقیام القعود ولوقوع لولا
علی قائم اوقاعا و انما اذ اکل او شارب کہ ان المقید فیہما معا قولہ فیما یقتضی انہ فیما فی القرینۃ وصحتہ
المنفی فی الواقع الاحتیاج الی القرینۃ انما ہون اندر الا ان فی خاصۃ انما خالی العامۃ لان احتیاج
کلمۃ لا الی الخبر کفی فی التقدير والفعل العام یطبی فی کونہ خبر لوقوع نفس الخاصۃ الماہیۃ من القرینۃ قولہ
ما زاد علیہ فدرعت ان تقدیر خبر ام کنی فی عنقہ نفی فاعنیہ مع نفی الی الخبر یندر فیہ تہبیرہ و احتیاج
الی القرینۃ الاخری سوی نفی انما ہون تقدیر لفعل الخاص فاعنیہ انہ تقدیر لفعل عام لو مفہوم نفی لصدق
بتقدير الفعل العام قولہ لیس مدلولہ اسما بقیالہا ان تقدیرہ لیس مدلولہ انما نفی مدلولہ انما ہون کما ضرب
علی مضروب ما کما قالوا فی حق عنی ؟ بلک انما یل علی التعلیل انہ باجمہد کمال النفی لا یتعلق الا

بالوجود شبهه بالاباذا تبيين تقديره نصيحيا للكلام تقدير الوجود بمشبهه من الافعال العامة بيان لذلك
المدلول الاتزامي صرحه قوله وضعت كلمة لا انحر لا على ان كلمة لا مضمومة للنفي فتفي ما لازم له بسبب التقية
بتعيين ذلك النفي كما ان كلمة ضربت يدل على ضرب وب ما التزما وذكر زيد مثلا تعين لذلك المدلول الاتزامي
بل من ذكره كما ان ضربت مضروبا واكملت ما كولا وشررت مشروبا ونعم لو كان المقدر خاصا لكان من باب التعيين
المدلول الاتزامي فيحتاج هناك الى القرينة قوله اذ لو كان في كلمة لا دلالة على النفي انما قد عرفت ان المدلول
الاتزامي يذكر صريحا كثيرا في كلامهم ولا يكتفي بدلالة الاتزام فلم يكونوا بل تصريحا بما علم التزما لا سيما اذا كان
في ذكر تعيين احد المحتملات وبهذا كذلك لان النفي يتعلق بالذات عند القائلين بالجعل البسيط فكله لا التي للنفي
الجنس يكون مبهمة في نفي الذات او نفي الوجود عن الذات فلما قدر الفعل العام دل ذلك الاحتمال الاول وقد
يكون الغرض من ذكر الفعل العام ارادة تعميمه كما في اكلت ما كولا او قصد اخفائه عن المخاطب ورجحنا ان
هذا الدليل لو كفى في اثبات لغوية تقدير الفعل العام لكان ذكر المفعول بعد ذكر الفعل لغوا محضا كما ان ضربت
مضروبا ونحو ذلك مع انه واقع في كلام الفصحاء بل في كلام خالق الفصحاء قوله لا خير خيران خيرك وخير غيرك
الاخير لا يخفى ان قوله الاخير حينئذ يكون مجموع الكلمة اسي الاسم والخير فيكون للمعنى لا خير خيران خيرك وخير
غيرك الاخير فانه خير ان خيرك وخير غيرك وظاهر ان الحكم السابق على الاستثنا هو نفي تعدوا نفي فالحكم
المخالف له المستثنى هو تعدا نفي وهذا بخلاف ظاهر فساد المعنى في قوله الاخير فانه طير ان طيرك طير غيرك
وكذا في قوله لا فتى رجلان على غيره الا على يكون للمعنى على رجلان على وغيره وكذا ذو الفقار سيفان ذو الفقار
وغيره وهذا عند من يقول بان في المستثنى حكما مخالفا بالحكم المستثنى منه ظاهر جدا وهو المذهب الرابع واما
من يقول بان ليس في المستثنى حكما يكون للمعنى في قوله الاخير انى ساكت عن الحكم فيه بالتعدد والاعتد
هكذا في الامثلة التي بعده وهو فاسد ايضا قوله ولا اله غير الله الا الله فنقول الا الله يكون استنار عن
الحكم السابق اعني نفي القرينة فيكون المعنى الا الله فانه غير الله وكذا فيما بعده ولا يخفى بطلانه وفساده على
المذهب الموحدة وغيره فان كون الشئ بخير نفسه بدعي البطلان لا يخفى بطلانه على الصبيان قوله جحانه
لا اله الا الله تعلم تقديره هنا ما قدره في لاخير الاخيرك مع ان التركيب واحد فان قال انه لا يكون
من قصر القلب ولا من قصر الافراد فلما حمل على قصر القلب ايضا كيتك فلا يجب قبوله على غير كيتك بل هو
حمله على نفي الافراد لان المشركين لم يفكوا كون الله معبودا بل غاية دعوتهم الشرك قوله هو التعدد لا على

فيه ان تقدير بالاسم وغيره لا يجب فساد المعنى فان حكم المشتق يخالف حكم المشتق منه فيكون المعنى الاول
والاخر الاله بالاسم وغيره الاله بالاسم فانه ليس الاله ولا غيره مثل قولنا لا رجل الا رجل وغيره وهذا ظاهر الفساد فانه
يجري فيه تقدير قوله قليل اذا كان ذكر النحر قليلا فخذ فيه كشيء فيما اذا يخذف فيه سوا الناحية حتى يتكلم عليه قوله ومن
يدعى الجواز ان من الاشكال المشهورة في العرب لاسم الاله من الدين ولا وجه الاوجه اجمعين فان التقدير
فيه موجود ونفى الوجود ارادة نفى الكمال فجاز متعاضد في كلام العرب وغيرهم فان قال هذا القائل نحن لانقدر
للموجود بل الكمال ونحوه فلنا تقدير الفعل الخاص بدون قيام القرينة عليه مردود ومع ذلك لا يحصل البلغة
المقصودة في مثل هذا الكلام لا بتقدير الموجود وشبهه ولا يحصل بتقدير الافعال الخاصة قوله فهو جاز لا بد من
القرينة عليه القرينة هي هنا تحصيل اعتقاد توحيد المعبود بان لا يحصل اعتقاد الغيبة ونحوها ولذلك اتفقوا على ان
صلوات الله تعالى عليه وآله وسلم لمن اقر بتوحيد المعبود الحق بهذه الكلمة ولم يكلف بيان اعتقاد الغيبة فهو
وان كان مجازا بحسب اللغة فهو حقيقة اصطلاحية في الشرع لهذه الكلمة كالصلوة والصوم والزكاة والخطبة
والطلاق وغيره قوله تكذب صراحة لا اله غيرك هذا التكذيب انما يتوهم اذا كان لفظ الله في قوله لا اله غيرك مطلقا
واما اذا وصف بوصف او حال لقولنا لا اله حقا غيرك فلا تكذب اصلا والقرينة على تقدير الوصف آيات
ثبوتية مثل قوله يعبدون من دون الله وقوله لا تسجدوا للشمس ولا للقمر وقوله ان الذين اتخذوا الصلوات
وقوله اجعل لنا الهالكاهم الله الى غير ذلك قوله لو عدل لاله الا الله لا غير باله انما يكون بدلا عن قولنا
لا اله الا الله اول قوله لا غير باله على اثبات معبودية الحق لعد كما يدل عليه قولنا لا اله الا الله فانه مثبت معبودية
الحق باله وينفيها عن غيره بخلاف قولك لا غير باله فانه يدل على نفى المعبودية الحق عن الغير ولا يدل على اثبات
المعبودية الحق لشد مع انه المقصد الاصل فكيف يكون بدلا عنه قوله وزود ما لكم من غيره الله نفسه خلل من
وجبهين الاول كلمة من الاستقرائية انما تزداد على النكرة في النفي لتأكيد الاستغراق المفهوم من النكرة وقوله
غيره معرفة كونه مضافة الى الضمير فلا يزداد عليه كلمة من والثاني المقصود من هذا الكلام لتقليل الامر بعبادة الله
في قول كل رسول حين قال يا قوم ما لكم من الله غير فتناسب تقديم نفى الاله عن الغير وحصر المعبودية الله
في ذات الله ولو قال ما لكم غير من الله كان الكلام مسوقا للنفي استحقاق العبادة عن الغير لا لاستحقاق العبادة
له تعالى هذا وان كان للمودى في الحالين واحد لكن رعاية مساق الكلام لازم عبادة المعبود قوله وفيه وثارة
نفى القرينة عن الآلهة الكثيرة لفظ غير في الحديث وقع خلفه لاله ولا غير بمقدار حتى تحصى للعبادة والقرينة بالباطل

لنفى استحقاق العبادة عن الغير واشبات استحقاق العبادة له تعالى خاصة وان جعل لفظ غيره للاستهانة بهذا
 التكريب مثل ما سبق من قول الرب لا هم الا هم الدين والمراد فى الكمال قوله وجه التكذيب ان لا يتصور كونه
 لهم دليل بقوله لا هم اتخذوا الهة من الارض بهم تيسرون بوقوع بلا فصل ليدبر هذا الكلام وكلمة اله الا الهه لم يذكر كونه
 والاصح فحمله على ان تلك الكلمة بالشي من هذه التال في سياق الكلام وسباقه فالنظر بهذا استدلال البطلان عم
 ان حال يتحدد المديرات في السموات والارض لان الفساد لازم عالى يتعدى الراساني بل هو واحد الا ان كان بعضهم
 بما لبعض فلا يكونوا راساء بالاطلاق وعلى هذا فبلغوا كلامه الباقى لانه على ان يدل على هذه الآية بوجهه لاله الا الله
 وليس الامر كذلك ومعنى التبر والتصرف متقاه من كلمة في في قوله فيما اذا عرفت اللفظ شاهد على فهم معنى التبر
 والتصرف في امثال هذه المقامات من قولهم ليس في البلد امير وعلان حاكم في بلدة كذا وقوله والمقصود منه لفظي متعارف
 الاله المكننة الموجودة انه لو كان المقصود ما ذكره لورد النقص على هذا الدليل فان الفساد على تقدير الغيبة ايضا
 وقع لما يشاهد من يقابل الاله والملك مع انهم ايضا ليسوا المتأخرين بالمد على زعم هذا القائل بل هم في غيبة
 فمن اين ينجى الفساد وان خص الغيبة بالانصنام وعلى غير ما من الانس والجان فقد تزدت قوله وجود الالهية
 الموجودة للضرر الدليل والالمدول مع تخصيص الكمال للحياتة والوجود بكونه الواجب بان ملك الاله
 التعدد المكننة ليست بواجبة ولا مستحقة للعبادة ولا سمبودات بكون من اين يلزم الكذب قوله لعدم التامع بين
 الكمن والواجب فيه ان انتفاء التامع عند القائلين بانحصار الموثرة والديرة في ذات الله تعالى سلم وامان بل
 ان هناك مديرات وموثرات سوار كانت واجبة او مكننة فلا والمقصود اللزم من نفي الانحصار لاسن لعقيدة
 انحصار فلا يلزم اللغوية ايضا قوله على التاميل هذا الكفاية عند من نفي القيود المعبرة عن غير ذات الله
 ما المشركون الفاعلون فلا يقولون بنفي القيود المعبرة عن غير ذاته تعالى ويقولون بالاثيرة والتدبير بل في
 في والتقدير ايضا عند القائلين بغيره وان داه من قوله لو كان محله لفظة ما سلمنا ان قوله لو كان معه
 نسبة نافي للمشرك لكن عند من يقول بان الله واحد كالتأطيلين بغيره وان داه من تمسك بلفظ المفرد وما
 اتفقوا فالمفرد والمجمع في هذا المقام سميان الذنكة وهي تعم في الشدة وافتقار المفرد والمجمع مالا كفى غالب
 لشرك قائلون بتعدد الاله المدبرة الموثرة في السموات والاعناصر وشيوان لكل منها رادع وبراد
 فيما تحتها فلهذا لك اوراد الله تعالى لفظ المجمع في البطلان فذهبهم واذا قام الدليل على البطلان يجمع
 الى المفرد ايضا بجرى ذلك الدليل باولى تامل ثم الكتاب والنداء علم بالصواب تمامه

--- رب بن درم بیورہا حق مجتہبی

شرح حاشیہ پر ہندوہ چڑائی گئی ہے اور یہ تمام شرح معتبر مثل عینی و مستخلص و فتح الامین و جہ طائی وغیرہ بڑی بڑی نایاب کتابوں کا لب لباب ہے جسکو فاضل اہل مولانا محمد حسن صاحب مدد اور علماء دیوبند نے مطبع کی خواہش و صرف سے مرتب کیا ہے یہ کتاب اپنی تمام شرح حال ہے اس نے متعلمین و متعلمین دونوں کو بڑی بڑی ضخیم کتابوں اور قیمتی شرحوں سے زیادہ ہے کاغذ سخی پڑے۔ ایضاً کاغذ موٹا خانی ۲۰-۲۶ پڑے۔ ایضاً کاغذ سفید چکناور اتنی ۳۶-۳۷

جوہرہ نیرہ شرح قدوری مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی

یہ وہ نایاب شرح ہو جسکی نظیر آج روے زمین پر پائی نہیں جاتی۔ حل مطالب اور تحقیق معانی میں تمام شرح پر فوق لکھی ہے۔ اس کے مصنف مشہور اور محقق اساتذہ سے ہیں اس شرح کے مستند ہونیکی اس سے ناوہ اور کیا شہادت پیش کجا سکتی ہے کہ بڑے بڑے معتبر قاضیوں میں دلق کے ساتھ لے سکے احوال لئے گئے ہیں اور بڑے بڑے فقہار نے سند اس کتاب کے حوالے دئے ہیں۔ شاہ رحمہ اللہ نے جو کام کیا ہے علماء کے لئے ایک عمدہ ذخیرہ ہے۔ عبارت عربی نہایت سلیس اور غایتہ وجہ کی فصیح کتاب کا اصل مطلب نہایت خوبی سے بیان کیا ہے اور اختلاف مذاہب اور ہر مذہب کے دلائل بیان کر کے مذہب حنفی کی ترجیح کے وجہ قایم کئے ہیں اور مفتی ربیع الملہ بتایا ہے۔ بعض بعض مناسب مقلات پر مجتہدین کے مناظرے اور خصوصاً امام صاحب کے بڑے بڑے دلچسپ مباحثے بھی نقل کئے ہیں۔ استدلال کے حوالے کے محاورات اور کئے اشعار سے بھی کام لیا ہے۔ منظومہ المصاحب المم الیوسف صاحب کے جو اس زمانہ میں نمایاں ہیں) اشعار نقل کئے ہیں جو ایک ایک شعر جو خود فقہ کا مخزن ہو۔ عقلی و نقلی دونوں طرح کے دلائل لکھے ہیں اور اختلافی مسائل میں احادیث کا تراض نہایت خوبی کے ساتھ اٹھایا ہے۔ حل کتاب کے بعد فروعات اور جزئیات

قیمت فی جلد بچہ۔
 محمد عبداللہ صدق عفا عنہ مالک و ہتم سلج مجتہبی دہلی

